مذہب اور دھرم

مہاتما گاندھی

مذہب اور دھرم

انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ نے شائع کیا

قیمت فی جلد مبلغ چار روپیہ

باہتمام عزیز حسین مینیجر مسلم یونیورسٹی پریس علی گڈھ

مذہب میں مساوات

میں نے جو کچھہ اسلام کے متعلق لکھا ہے اُس کے ہر لفظ پر قایم ہوں - میں نے کہیں یہہ نہیں کہا کہ میں قران کے ہر حرف پر یقین رکھتا ہوں یا کسی بھی اسمانی کتاب کے ہر لفظ کو مانتا ہوں - لیکن یہہ کام میرا نہیں کہ میں دوسرے مذہبوں کی کتابوں پر نکتہ چینی کروں یا اُن کے نقایص کی نشاندھی کروں لیکن میرا حق ہے اور ہونا چاھئے کہ جو کچھہ حقایق اُن مذاہب میں ہوں اُن کا اعلان کروں اور اُن پر عمل کروں - لہذا یہہ کام میرا نہیں کہ میں قران یا پیغمبر کی زندگی میں کسی ایسی بات پر نکتہ چینی کروں جسے میں نہیں سمجھہ سکا ہوں لیکن میں ایسے مواقع کا خیر مقدم کیا کرتا ہوں جب میں ایسی باتوں کی توصیف کرسکوں جن کو میں پیغمبر کی زندگی میں پسند کرسکا یا سمجھہ سکا ہوں ایسی باتوں کے متعلق جو میرے لئے دشوار ہوتی ہیں میں دیندار مسلمان دوستوں کی نظر سے اُن کو دیکھتا ہوں اور میں اُن کو اسلام کے مشہور مفسرین کی تحریروں کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں - دوسرے مذاہب کو احترام کی اُسی نظر سے دیکھہ کر میں مذاہب کی مساوات کے اصول کو سمجھہ سکا ہوں - لیکن یہہ بھی میرا حق اور فرض ہے کہ ہندو مذہب کے نقایص کی بھی

"حق کا عام فہم نام خدا ہے۔
زندہ حق میں شامل ہوئے بغیر
خدا کا وجود کچھ بھی نہیں! "

"گناہ کو سنہری ترازو میں نہیں تولا جا سکتا"

۱۷ ستمبر ۴۷ء

"سچائی اور راستبازی سے اعلیٰ تر کوئی
مذہب نہیں"

۲۴ نومبر ۲۱ء

سورج کو همالیه پر بھی اسی طرح چمکتا ھے جس طرح مسطح میدانوں پر - تو کیا میدانوں کے لوگ پرفستانوں کے لوگوں سے اس لئے جھگڑا کریں که وه سورج کی گرمی مختلف طریقوں سے محسوس کرتے ھیں ؟ ھم کیوں کتابوں اور آن کے الفاظ کو اپنے لئے ایسی زنجیر بنالیں جو بجائے اس کے که ھماری نجات اور ھمارے دلوں کے اتحاد کا باعث ھو ھمیں غلام بنادے -

(ینگ انڈیا - ۱۸ ستمبر سنه ۱۹۱۸ ع)

مین مایوس ھو جاتا

میں واقعی اتحاد حاصل کرنے سے مایوس ھو جاتا اگر مقدس قران میں کوئی ایسی بات ھوتی جس مین مسلمانوں کو ھدایت کی گئی ھوتی که وه ھندوؤں کو اپنا قدرتی دشمن سمجھیں یا اگر ھندو دھرم میں کوئی ایسی چیز ھوتی جس سے دونوں کے درمیان ایك دوامی دشمنی کی سند حاصل ھوتی"

(ینگ انڈیا - ٦ اکتوبر سنه ۱۹۲۰ ع)

اھنسا

گائے کی حفاظت کا طریقه اس کے لئے مرجانا ھے - گائے کو بچانے کے لئے کسی انسان کو قتل کرنا ھندودھرم اور اھنسا کا منکر ھونا ھے - ...

(ینگ انڈیا - ۲۸ جولائی سنه ۱۹۲۱ ع)

نشاندھی کرون تاکہ اُس کو پاك صاف رکھا جائے ۔
To Hindu & Muslim – Edited by Hingramp – 469.

بے غرض طالبعلم

میں اس بات کا دعوے کرتا ھون کہ میں نے ایك بے غرض طالبعلم کی طرح پیغمبر اسلام کی زندگی اور قران کا مطالعہ کیا ھے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ھون کہ قران کی تعلیمات کے اصلی اجزا عدم تشدد کے موافق ھیں ۔

قران پڑھو

جو لوگ مسائل کو غلط سمجھنا پسند کرتے ھیں وہ قران پڑھیں ۔ تب انہیں معلوم ھوگا کہ قران میں سیکڑوں باتیں ھیں جو اُن کے لئے بھی قابل قبول ھیں اور بھگوت گیتا میں ایسی باتیں ھیں جن پر کوئی مسلمان بھی اعتراض نہیں کرسکتا ۔ کیا میں کسی مسلمان سے صرف اس لئے نفرت کرنے لگون کہ قران میں بعض ایات ایسی ھیں جن کے صحیح معنے میں نہیں سمجھ سکا ھون"

(ھند سوا راج ۔ صفحہ ۶۲ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ ع)

الفاظ کی زنجیر

ھم خدا کو صرف اس لئے کیون الزام دین کہ ھم خود اپس میں اس بنا پر لڑتے ھیں کہ ھم اُسے مختلف واسطون سے دیکھتے ھین، جیسے قران انجیل تلمود، اوستا یا گیتا،

دھرم یہہ نہیں ھے کہ ایک ہم جنس کو گائے کی حفاظت کے لئے قتل کر ڈالا جاے -

(ینگ انڈیا ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ ع)

سب کا خدا ایک ھے

ہم سب کے لئے تو خدا ایک ھی ھے حواہ آ سے ہم قران کے ذریعہ سے پائبل یا انجیل کے ذریعہ سے یا ژند اوستا یا تلمود یا گیتا کے ذریعہ سے - اور وہ حق اور محبت کا خدا ھے - **مجھے زندہ رھنے کی ذرا پروا نہین - اگر مین اپنے اندر اس ایمان کو ثابت نہ کر سکون -**

(ینگ انڈیا ۲۶ نومبر سنہ ۱۹۲۱ ع)

روحانی حیثیت سے طاقتور

خدا اُن ھی کی مدد کرتا ھے جو یہہ سمجھتے ھیں کہ وہ کچھہ کر سکتے ھیں - قران کا ھر صفحہ مجھے جو ایک نا مسلم ہون یہی عظیم سبق سکھاتا ھے قرانٰ کی ھر سورۃ خدا ھے رحیم و کریم کے نام سے شروع ھوتی ھے - لہذا ھمیں روحانی حیثیت سے طاقتور ہونا چاھئے - خواہ ھمارا جسم کتنا ھی کمزور ھو -

(ینگ انڈیا - ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ ع)

نفرت اور جذب

میں تو پورا یقین رکھتا ھون کہ نہ تو قرآن میں

تبلیغ اور شدھی لا اکراہ فی الدین

صحیفہ مقدس صاف لفظون میں کہتا ہے کہ "لا اکراہ فی الدین" مذہب میں کوئی جبر نہین - پیغمبر کی تمام زندگی جبریہ تبدیل مذہب کی تکذیب ہے - اسلام عالمگیر مذہب نہ رہے گا اگر وہ جبریہ تبلیغ کے طریقون پر انحصار کرے .... جبر کے ساتھہ مذہب تبدیل کرانے کا الزام من حیث الجماعت اسلام کی پیروی کرنے والون کے خلاف ثابت نہیں ہو سکتا ہے - ایسی جو کوئی کوشش کی گئی، فرقہ وار مسلمانون نے اس کی تردید کی ہے -

(ینگ انڈیا ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ع)

تپسیا

دوستی ایک تجارتی معاهدہ نہیں ہو سکتی - اس معاملہ میں کوئی شرط عاید نہین ہوسکتی خدمت ایک فرض ہے اور فرض ایک قرضہ ہے جس کا ادا نہ کرنا گناہ ہے . گائے کی حفاظت کا طریقہ مسلمانون کو قتل کرنا یا اون سے جھگڑا کرنا نہیں ہے - گائے کی حفاظت کا طریقہ یہہ ہے کہ ہندو گائے کا نام لئے بغیر خلافت کی حفاظت کرنے میں اپنی جان دیدین - گائے کی سیوا تزکیہ نفس کا ایک طریقہ ہے .... وہ تپسیا ہے .... میں بلاخوف تردید یہہ کہنے کی جرات کرتا ہون کہ ہندو

کے مذہبی معلمین کے متعلق رجعت پسندی پیدا ہوئی -
ان رجعت پسندوں میں بہت سے عالم و فاضل اور با اثر
لوگ تھے اور وہ اسلام کے روا دار اور وسیع القلب
معلمین پر تقریباً چھا گئے - لیکن مجھے کوئی شبہ نہیں کہ
اسلام کے اندر کافی جوہان ہیں جو اس کو عدم رواداری
اور تنگ نظری سے محفوظ رکھ سکتی ہیں.. .. ..حق
کسی ایک الہامی کتاب کا مخصوص اجارہ نہیں ہوتا -
(ینگ انڈیا - ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ع

شدھی اور تبلیغ

میں تبدیل مذہب کرانے کے خلاف ہوں - خواہ
وہ ہندوؤں کی شدھی ہو یا مسلمانوں کی تبلیغ یا عیسائیوں
کا طریقہ - تبدیل مذہب صرف دل کا معاملہ ہے جو
صرف خدا کو معلوم ہے اور خدا ہی کے اختیار میں ہے -
(ینگ انڈیا - ۲ جنوری سنہ ۱۹۲۷ع)

قتل کی اجازت

میں نے قرآن پر اسی احترام کے ساتھ توجہ کی ہے
جس احترام سے میں نے گیتا کو پڑھا ہے - اور میرا
دعوے ہے کہ قرآن کسی مقام پر بھی ایسے قتل* کی نہ
اجازت دیتا ہے نہ حکم دیتا ہے -
(ینگ انڈیا - ۱۳ جنوری ۱۹۲۷ع

---

*سوامی شردھانند کا قتل -

اور نہ ہندوؤں کی کتابوں میں تشدد کی اجازت دی گئی ہے ۔ یا اسے پسند کیا گیا ہے ۔ باوجودیکہ فطرت میں دفع (نفرت) بھی ہے مگر فطرت زندہ رہتی ہے صرف جذب (کشش) سے ۔ . . . . . مہاتما پیغمبر اسلام کے متعلق تو میں بلا تکلف اپنی رائے ظاہر کر سکتا ہوں لیکن مجھے امید ہے کہ انتہائی خوش عقیدہ مسلمان بھی مجھے اس حق سے محروم نہ کریگا کہ میں پیغمبر کی تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش کروں ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ ع

حق کسی الہامی کتاب کا اجارہ نہیں

قرآن کو الہامی تسلیم کرنے میں مجھے کوئی تامل نہیں ہے جس طرح مجھے انجیل ژند اوستا اور گرنتھ صاحب کے متعلق کوئی عذر نہیں ۔ الہام کسی قوم یا قبیلہ کا اجارہ نہیں ہے ... ... ہندو حلقوں میں قرآن اور پیغمبر صاحب کے متعلق احساس احترام پیدا کرنے میں مجھے کبھی ذرا بھی دشواری نہیں ہوئی لیکن اسلامی حلقوں میں وید اور خدا کی تجسیم کے متعلق ویسا ہی احترام پیدا کرنے میں میں نے دشواری محسوس کی ... ... میں جسٹس امیر علی کی اس رائے سے بالکل متفق ہوں کہ اسلام ہارون رشید اور مامون کے زمانہ میں سب سے زیادہ روا دار مذاہب میں سے ایک تھا ۔ لیکن اس زمانہ

مگر میں یہہ کس طرح کر سکتا ہوں جب کہ میں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کی جوابی تحریکیں بند کر دی جائیں - یہہ امر خارج از گمان ہے کوئی شخص نیک بن جائیگا یا نجات حاصل کریگا اگر وہ کوئی خاص مذہب اختیار کرلے - مثلاً ہندو دھرم عیسائیت یا اسلام - نجات کردار کی پاکیزگی اور دل کی پاکیزگی پر مختصر ہوتی ہے - اس لئے میں ہندوؤں سے کہتا ہوں کہ جو تمہارا جی چاہے کرو لیکن مجھہ جیسے کسی شخص سے جو بہت کافی غور و خوض کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچا ہے یہہ خواہش نہ کرو کہ وہ کوئی ایسی بات کرے جو وہ نہیں کر سکتا -

(ینگ انڈیا - ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۷ع)

شدھی

میری رائے میں ہندو مذہب اسلام اور مسحیت میں اس طرح کہیں بھی شدھی تبلیغ اور تبدیل مذہب کی اجازت نہیں ہے جس طرح کہ یہہ تحریکیں آج کل جاری ہیں - پھر میں کس طرح شدھی کی تحریک میں حصہ لے سکتا ہوں -

(ینگ انڈیا - ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۷ع)

تمام مذاہب سچے ہیں

طویل مطالعہ اور تجربہ کے بعد میں اس نتیجہ پر

امن کا مذہب

میں اسلام کو اسی طرح امن کا مذہب سمجھتا ہوں جس طرح کہ عیسائی مذہب، بدھ مت اور ہندو دھرم کو بلاشبہہ کم و بیش کا فرق ہے - لیکن مقصد ان تمام مذاہب کا امن ہے - میں قرآن کی اس ایت سے بھی واقف ہوں جو میرے اس بیان کے خلاف پیش کی جائیگی- لیکن کیا اسی طرح ویدوں سے بھی اس قسم کے حوالے نہیں دئے جاسکتے ؟ . . .. لیکن ایسے الفاظ کے وہ معنے جو اس زمانہ میں سمجھے جاتے ہیں اُن معنے سے مختلف ہیں جو گذشتہ زمانہ میں سمجھے جاتے تھے -

دیگچی کو یہہ حق نہیں کہ کیتلی کو کالا کہے .. . . یہہ صورت (تشدد) قرآنی تعلیم کی وجہ سے نہیں ہے - میری رائے میں وہ نتیجہ ہے دنیا کے اس ماحول کا جس میں اسلام پیدا ہوا - عیسائیت کے خلاف بھی خونریزی کی شہادتیں بہت زیادہ ہیں - اس لئے نہیں کہ یہہ حضرت عیسے کا قصور تھا بلکہ اس لئے کہ وہ ماحول جس میں انہوں نے اپنی تعلیمات پیش کین اُن تعلیمات کے خلاف تھا -

(ینگ انڈیا - ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۲۷ع)

نجات - دل کی پاکیزگی

مجھ سے کہا جاتا ہے کہ میں شدھی میں حصہ لوں -

دے جس کی انہیں ارتقا کا اعلی درجہ حاصل کرنے کے
لئے ضرورت ہو" **صرف اس بات کی دعا مانگو
کہ تمہارے احباب بہتر انسان بنیں خواہ
ان کے مذہب کی شکل کچھہ بھی ہو،،**

(سابر متی - ۱۹۲۸ع)

خدا کا کوئی شریک نہیں

خدا کا کوئی شریک نہیں اور اس کے سوا کچھہ موجود نہیں - اور یہی حقیقت تم اسلام کے کلمہ میں دیکھتے ہو جس پر زور دیا گیا ہے -

(ینگ انڈیا - ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۳۱ع

خدا اور مذہب کی نفی

یقیناً تبدیل مذہب انسان اور صرف اس کے خدا کے درمیان ایک معاملہ ہے خدا ہی اپنی مخلوق کے دلوں کا حال جانتا ہے - تبدیل مذہب بغیر دل کی پاکیزگی کے میری رائے میں خدا اور مذہب کی نفی ہے -

(ینگ انڈیا - ٦ جون سنہ ۱۹۳٦ع

ذاتی معاملہ

مذہب بہت ہی زیادہ ذاتی معاملہ ہے - ہمیں چاہئے

پہنچا ہوں کہ (۱) تمام مذاہب سچے ہیں (۲) تمام مذاہب میں کچھہ نہ کچھہ غلطیاں بھی ہیں (۳) تمام مذاہب مجھے اتنے ہی عزیز ہیں جتنا کہ خود میرا ہندو دھرم - بالکل اسی طرح جس طرح ہر انسان کو تمام انسان اتنے ہی عزیز ہونے چاہیں جتنے کہ خود اس کے عزیز ہیں تو دوسرے مذاہب کا احترام بھی اتنا ہی کرتا ہوں جتنا کہ خود اپنے مذہب کا اس لئے تبدیل مذہب کا تو کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا - بھائی چارے اور سنگت کا تو مقصد یہہ ہونا چاہئے کہ وہ ہندو کی بہتر ہندو بننے میں اور مسلمان کی بہتر مسلمان بننے میں اور عیسائی کی بہتر عیسائی بننے میں - مدد کرے سرپرستانہ روا داری کا رجحان ایک عالمگیر بھائی چارے کے منافی ہے - اگر مجھے یہہ گمان ہے کہ میرا مذہب کم و بیش سچا ہے اور دوسرے مذاہب بجائے کم و بیش سچے ہونے کے کم و بیش جھوٹے ہیں تب اگر ان مذاہب کے ساتھہ میرا کوئی بھائی چارہ قایم بھی ہو تو وہ اس بھائی چارے سے بالکل مختلف ہوگا - جس کی ہمیں عالمی بھائی چارے میں ضرورت ہے - دوسروں کے لئے ہمیں یہہ دعا نہیں مانگنی چاہئے کہ " اے خدا انہیں بھی وہی روشنی دے جو تو نے ہمیں دی ہے " بلکہ ہماری دعا یہہ ہونی چاہئے کہ " اے خدا انہیں بھی وہی روشنی اور حقیقت کا احساس

مذہب مجھے اس قابل بناتا ہے کہ میں دنیا کے تمام بڑے مذاہب میں جو کچھ اچھا ہے وہ سب اپنے اندر جذب کرلوں -

مگر اس کے یہہ معنے نہیں کہ میں اُن ہی معنے کو بھی قبول کرلوں جو اُن صاحب نے پیغمبر اسلام یا دوسرے پیغمبروں کی تعلیمات کو پہنائے ہیں - خدا نے جو محدود عقل مجھے عطا کی ہے آسے دنیا کے پیغمبروں کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے استعمال کرنا میرا فرض ہے - مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ حق اور عدم تشدد کی تعلیم اسلام نے دی ہے لہذا اب یہہ اُن کا اور ہر شخص کا کام ہے کہ وہ ان اصولوں کو اپنی روزانہ زندگی میں اُس روشنی کی مدد سے جو خدا نے ہم کو دی ہے بر سر کار لائے -

(ہریجن - ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۹ ع)

روا داری

باہم روا داری اور مروت کے ساتھہ زندہ رہو اور زندہ رہنے دو - یہہ زندگی کا قانون ہے یہہ سبق میں نے قرآن ، انجیل ، زنداوستا ، اور گیتا سے سیکھا ہے -

---

میرا فرض

میرا مذہب مجھے اس قابل بناتا ہے کہ میں دنیا کے

که جب ہم اپنے عقاید کے مطابق زندگی بسر کرتے ہوں تو ایک دوسرے کی بہترین خصوصیات میں حصہ دار بن جائیں اور اس طرح خدا تک پہنچنے کی جو کوشش انسان کرتا ہے اُس کی مجموعی طاقت میں اضافہ کریں"۔

(ھریجن - ۲۸ نومبر سنہ ۱۹۳۶ع)

تمام مذاھب کی مساوات

چونکہ مین دنیا کے تمام مذاہب کی مساوات میں یقین رکھتا ھوں میں کسی شخص کو صرف اس لئے گندہ نہیں سمجھہ سکتا کہ اُس نے درخت کی ایک شاخ کو جس پر وہ بیٹھا ھوا تھا چھوڑ کر اُسی درخت کی کسی دوسری شاخ پر اپنا گھونسلا بنا لیا ھے - اگر وہ پھر پہلی شاخ پر واپس آجائے تو وہ اس قابل ھے کہ اُس کا خیر مقدم کیا جائے ....

(ینگ انڈیا - ۲۵ ستمبر ۱۹۳۷ع)

وہ روشنی جو خدا نے دی ھے

جن صاحب نے مجھے خط لکھا ھے اُن کے علم مین یہہ بات لاتا ھوں کہ میں نے نہایت احترام کے ساتھہ اُن کتابون کا مطالعہ کیا ھے جن کا وہ ذکر کرتے ھین بلکہ اسلام کے متعلق اور بھی مستند کتابین پڑھی ھیں - مین نے قرآن کو ایک دفعہ سے زیادہ پڑھا ھے - میرا

ھی سے وابستہ کرتا ھے اور ھندوؤن کا دشمن بناتا ھے؟
کیا پیغمبر کا پیام صرف یہہ تھا کہ صرف مسلمانون ھی
کے درمیان صلح رھے اور ھندوؤں اور غیر مسلمون سے
جنگ ھو؟ جو لوگ یہہ زھر مسلمانون کے دلون میں
گھول رھے ھیں وہ اسلام کے ساتھہ سب سے زیادہ
برائی کر رھے ھیں

(ھریجن - ۴ مئی سنہ ۱۹۴۰ ع)

میں جانتا ھون

بلا شبہ میں اسلام کو الہامی مذاھب میں سے ایک سمجھتا
ھون اس لئے قرآن کو الہامی کتاب سمجھتا ھون - اور محمد
کو ایک پیغمبر مانتا ھون - لیکن اسی طرح میں ھندو
مذھب، عیسائیت اور یہودیون کو بھی الہامی مانتا ھون -

(ھریجن - ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۴۰ ع)

قرآن کی روح پر عمل

جہان تک قرآن شریف کا تعلق ھے جنوبی افریقہ مین
میرے مسلمان احباب اور موکل وہ لوگ تھے جنہون
نے مجھے قرآن پڑھنے کی دعوت دي - انہون نے میرے
لئے اسلامی لٹریچر مہیا کیا - ھندستان واپس آنے پر
یہان کے دوستون نے مجھے قرآن کے ترجمے بھیجے -
بھیجنے والون مین ایک ڈاکٹر محمد علی اور ایک مسٹر پکتھال
ھیں جنہون نے خود قرآن کا ترجمہ کیا ھے - مرحوم

تمام بڑے مذاہب میں جو کچھہ اچھا ہے وہ سب اپنے اندر جذب کروں .... خدا نے جو محدود عقل مجھے عطا کی ہے اس کو دنیا کے پیغمبروں کی تعلیمات کو سمجھنے کے لئے استعمال کرنا میرا فرض ہے -

(ہریجن - ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ ع)

سیاست اور مذہب

میری ابھی تک یہہ راے ہے کہ میں سیاست سے مذہب کے جدا ہونے کا تصور ہی نہیں کرسکتا - درحقیقت مذہب کو تو ہمارے ہر فعل پر حاوی ہونا چاہئیے - لیکن اس صورت میں مذہب کے معنے فرقہ پرستی کے نہیں ہیں - اس کے معنے تو دنیا کی ایک منظم اخلاقی حکومت پر اعتقاد رکھنے کے ہیں - یہہ عقیدہ صرف اس لئے غیر حقیقی نہیں ہوسکتا کہ وہ نظر نہیں آتا - یہہ مذہب تو ہندو دھرم، اسلام اور عیسائیت وغیرہ کی حدود سے بھی آگے نکل جاتا ہے وہ ان مذاہب کو منسوخ تو نہیں کرتا مگر وہ ان سب کو ہم آہنگ کرتا ہے اور ان ہی میں حقانیت پیدا کرتا ہے

(ہریجن - ۱۰ فروری سنہ ۱۹۴۰ ع).

زہر

مذہب انسان کو خدا سے اور نبی نوع انسان سے وابستہ کرتا ہے - کیا اسلام مسلمانوں کو صرف اسلام

نسل ایک ہی صورت میں منتقل ہوتی رہی ہے۔
غلطی محض اس لئے معدوم نہیں ہو جاتی کہ اسے بہت سے
اشخاص طویل عرصہ تک متواتر دہراتے رہے ہیں۔
انجیل کی آیات میں آج تک بھی تصحیح ہوتی رہی ہے۔
اور بہت سے نیک عیسائی یہہ سمجھتے ہیں کہ مغرب کی عیسائیت
مسیح کی بنیادی تعلیمات کی نفی ہے۔ یہہ بالکل ممکن ہے
کہ قرآن کو پڑھنے اور اس کے معنے سمجھنے کے لئے ریسرچ
اسکالر کی شرایط اور ان کا اپنا مفہوم بالکل غلط ہو۔
میرا غیر مسلم ہونا میرے قرآن پڑھنے اور اس کے معنے
سمجھنے میں مانع نہیں ہو سکتا۔ **وہ بڑی بدنصیبی
کا دن ہوگا جب مذہبی کتابوں کا پڑھنا
اور سمجھنا صرف ایسے لوگوں تک محدود
کردیا جائے جو خاص مذہبی لیبل
چپکائیے ہوئے ہوں۔**

(ہرجن - ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۴۰ع)

یکسان احترام

جب سادھو کیشو ہمارے پاس ٹھہرے ہوئے تھے تو
بی بی ریحانہ طیب جی بھی چند روز سیوا گرام میں قیام
کرنے کے لئے آئیں۔ یہہ تو میں جانتا تھا کہ وہ نہایت

حکیم اجمل خان نے مجھے مولانا شبلی کا ایک ترجمہ دیا تھا - کیا اب میں بدل گیا یا زمانہ بدل گیا کہ اب مجھہ جیسے غیر مسلم کے لئے قران پڑھنا اور اس کے وہ معنی بیان کرنے کی جرات کرنا جو میں نے سمجھے ھیں ایک جرم بن گیا ؟ بہت سے متقی مسلمانوں نے مجھہ سے بارھا کہا ھے کہ میں بہت سے مسلمانوں سے بہتر مسلمان ھوں - اس لئے کہ مین قران کی روح پر عمل کرتا ھوں اور پیغمبر کے متعلق بہت سے دوسرے مسلمانوں سے زیادہ واقفیت رکھتا ھوں مین کس کی شہادت تسلیم کروں - ان مسلمان دوستوں کی یا ان ریسرچ اسکالر صاحب کی - مین حیران ھوں -

(ھریجن - ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۴۰ ع)

غیر مسلم ھونا قران پڑھنے مین مانع نہین ھو سکتا

ریسرچ اسکالر کا یہہ خیال صحیح ھے کہ میں قران کی عبارتوں میں اپنی عقل کی مطابق معنے پیدا کرتا ھوں یقیناً ایسا کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں بشرطیکہ میں اصل عبارت کا پوری طرح پابند رھوں اور اس کام کو کھلے دل اور نیک نیتی کے ساتھہ کروں - ریسرچ اسکالر کو معلوم ھونا چاھئے کہ زندگی اور کسی کتاب کی تعمیر صرف اس لئے ضروری نہیں کہ صحیح ھو کہ وہ نسلا بعد

کرنے کے لئے آپ کے پاس اور کیا باقی رہا" مجھے یقین ھے کہ میرے اور اشرم کے ھندوؤں کے دھرم کو میرے عمل سے تقویت حاصل ھوئی ھے۔ھمارے اندر تمام مذاھب کا یکساں احترام ھونا چاھئے۔ بادشاہ خان جب کبھی یہاں آتے ھیں تو ھماری پوجا میں بہت خوشی سے شریک ھوتے ھیں ۔ وہ اس لَے کو پسند کرتے ھیں جس میں راماین گائی جاتی ھے اور بہت غور سے گیتا کو سنتے ھیں مگر ایسا کرنے سے ان کا اسلامی عقیدہ تو کم نہیں ھوگیا؟ تو میں اسی طرح احترام کے ساتھہ قرآن کی قرات کو کیوں نہ سنوں؟

ونوبا اور پیارےلال نے جیل میں عربی زبان سیکھی اور قرآن پڑھا ۔ ان کے ھندو دھرم کو اس مطالعہ سے تقویت حاصل ھوئی ۔ میرا عقیدہ یہہ ھے کہ ھندو مسلم اتحاد صرف دلوں کے ایسے ھی بے ساختہ ملاپ سے قایم ھوگا، اور کسی طرح نہیں ھوسکتا ۔ راما کے صرف ایک ھی ھزار نام نہیں ھیں ۔ اسی کو ھم خدا، رحیم، رزاق اور بہت سے ایسے دوسرے ناموں سے یاد کرتے ھیں جو ایک سچا عقیدہ رکھنے والے کے دل سے نکلا کرتے ھیں ۔

(ھریجن ۔ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۴۲ء)

خوش عقیدہ مسلمان ہیں لیکن یہہ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ قرآن شریف سے اس قدر زیادہ واقف ہیں ۔ جس وقت گجرات کے اُس الماس یعنی طیب جی صاحب نے وفات پائی تو کمرہ کے اندر کی پر اثر خاموشی کو رونے کی کسی آواز نے نہیں توڑا بلکہ وہ فضا بی بی ریحانہ کی پر شوکت قرأت سے گونج رہی تھی ۔ ایسے لوگ جیسے کہ عباس طیب جی تھے کبھی مر نہیں سکتے ۔ اُس قومی خدمت کی مثالوں میں جو اُنہوں نے انجام دی وہ ہمیشہ زندہ رہینگے ۔ بی بی ریحانہ بہت اچھا گاتی ہیں اور انہیں ہر قسم کے بھجن یاد ہیں ۔ وہ ہر روز گایا کرتی تھیں اور قرآن کی حسین آیات بھی سنایا کرتی تھیں ۔ میں نے اُن سے کہا کہ وہ قرآن کی کچھہ آیتیں آشرم کے ایسے لوگوں کو جو سیکھنا چاہیں سکھادیں ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا ۔

... . ریحانہ کچھہ روز بعد چلی گئیں لیکن اپنی معطر یاد ہمارے پاس چھوڑ گئیں ۔ سورۃ فاتحہ اب ہمارے اشرم کی پرارتھنا میں شریک کرلی گئی ہے ۔

.... میں یہہ نوٹ ایک راسخ العقیدہ ہندو دوست کے جواب میں لکھہ رہا ہوں جنہوں نے مجھسے بہت نرمی کے ساتھہ اس طرح ملامت کی ہے کہ ”آپ نے اب آشرم میں کلمہ کو بھی جگہہ دیدی ہے، اب ہندو دھرم کا خون

کے ساتھہ برتاؤ کرتا ہون ان باتون کا حاصل جمع جو
کچھہ میرے اندر ھے وھی مذھب ھے ۔

(ھریجن - ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

بغیر کسی مداخلت کے

ھر شخص کو حق حاصل ھے کہ وہ بغیر کسی مداخلت کے اپنا مذھب قایم رکھے - سب ایک ھی خدا کی پرستش کرتے ھیں گو کہ مختلف نامون کے ساتھہ ۔ اگر میں اپنے خدا کو اس درخت میں دیکھتا ھون اور اس کی پرستش کرتا ھون تو مسلمان کیون اعتراض کریں - کسی شخص کے لئے یہہ بھی کہنا نازیبا ھے کہ اس کا خدا دوسرے کے خدا سے افضل ھے - خدا سب کے لئے ایک ھے ۔

(ھریجن - ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

ظاھر سے ازاد

ھمارے جیسے ایک آدمی کی حیثیت سے شری راجچندرجی کو کچھہ معلوم نہ تھا کہ انہین ٹھیک اسی وقت دیس نکالا ملیگا جبکہ وہ گدی پر بیٹھنے والے تھے، لیکن وہ جانتے تھے کہ سچی آزادی ظاھر سے آزاد ھوتی ھے اور اس لئے وہ ترک وطن سے ذرا بھی متاثر نہ تھے ۔ اگر ھندوؤں اور سکھون کو یہہ حقیقت معلوم ھوتی تو دیوانگی کی یہہ موج ان پر نہ پھیلتی اور وہ امن کی حالت

تقسیم اور تخصیص

تم میرے ہم مذہبوں کا ذکر کرتے ہو - میں کسی ایسی تقسیم اور تخصیص کو تسلیم نہیں کرتا اس لئے کہ میں تمام مذاہب کے لوگوں کو اپنا مساوی بھائی سمجھتا ہوں، خواہ وہ مجھ پر اعتماد کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں -

(ہریجن - ۳ مئی سنہ ۱۹۴۲ع)

مذہب کیا ہے

"تم میری زندگی اور بود و باش کی حالت کو دیکھو، کس طرح میں کھاتا ہوں، بیٹھتا ہوں، بولتا ہوں، عام طور پر دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں، ان سب باتوں کا جو کچھ حاصل میرے اندر ہے وہی مذہب ہے"-

(ہریجن - ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۴۶ع)

سب کے لئے ایک

اگر میں ڈکٹیٹر ہوتا تو مذہب اور حکومت جدا جدا ہوتے، میں اپنے مذہب پر جان دیتا ہوں، میں اس کے لئے مرنے کو تیار ہوں لیکن یہ میرا ذاتی معاملہ ہے حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں .. .. تم میری زندگی اور بود و باش کی حالت کو دیکھو، کس طرح میں کھاتا ہوں، بیٹھتا ہوں، بولتا ہوں، عام طور پر دوسروں

تمام مذاہب ایک ھی تناور درخت کی شاخیں ھیں ۔ لیکن مجھے صرف مصلحت وقت کے لحاظ سے ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اپنی جگہ نہیں بدلنی چاھئے ۔ ایسا کرنے سے میں اس شاخ کو کاٹ دونگا جس پر بیٹھا ھوا ھوں ۔ اسی لئے میں تبدیل مذھب کو بہت زیادہ محسوس کرتا ھوں الا اس صورت میں کہ اندورنی احساس کی بنا پر تبدیل مذھب رضا و رغبت کے داؤ کا نتیجہ ھو ۔ تبدیل مذھب کے ایسے واقعات بڑی تعداد میں نہیں ھو سکتے اور کبھی جان و مال کے خوف یا دنیوی فائدے کے لئے تو ھو ھی نہیں سکتے ۔

(ھریجن ۔ ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۳۷ع)

اصلی جوھر

سچی مذھبی تعلیم کا جوھر یہہ ھے کہ سب کی خدمت کی جائے اور سب سے دوستی کی جائے میں نے یہہ بات ماں کی گود میں سیکھی تھی ۔ تمہارا جی چاھے تو مجھے ھندو سمجھنے سے انکار کردو ۔ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ۔ سوائے اس کے کہ میں اقبال کی مشہور نظم کا ایک مصرعہ پڑھ دوں (مذھب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا)............ ایسے دوست کا دوست بننا تو آسان کام ھے لیکن ایسے شخص سے دوستی کرنا جو خود کو تمہارا دشمن سمجھتا ھے مذھب کا اصلی جوھر ھے ۔ دوسری بات تو محض کاروبار ھے ۔

(ھریجن ۔ ۱۱ مئی سنہ ۱۹۳۷ع)

مین رہتے بلالحاظ اس امر کے کہ مسلمانون نے کیا کیا ہے۔ اگر یہہ الفاظ ہندوؤن اور سکھون کے دلون مین جگہ پائین تو مسلمان یقیناً خود بخود آن کی طرف مایل ہو نگیے –

(D. D. ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

شیطان کی اواز

مین پروانہ کرونگا اگر کوئی ہندو برضاو رغبت اور دل سے کلمہ پڑہ لے۔ لیکن اگر وہ اپنی جان و مال کے خوف سے ایسا کریگا تو وہ بیکار خدا کا نام لیگا اس لئے کہ وہ تو شیطان کی آواز ہوگی جو اس کے منہہ سے نکلے گی – جس حد تک مین اسلام کو جانتا ہون اس نے کبھی زبردستی اور طاقت کے ذریعہ سے ترقی نہین کی اور نہ اس طرح کر سکتا تہا – جو شخص اس طریقہ سے اسلام کی خدمت کرنے کا بہانہ کرتا ہے وہ اس عظیم الشان مذہب کو نقصان پہنچاتا ہے –

(ہریجن – ۵ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

ایک ہی تناور درخت کی شاخین

مذہبی رواداری بلاشبہ میرا عقیدہ رہا ہے مگر اب مین اور آگے بڑہ گیا ہون اب مین رواداری سے بڑہ کر تمام مذہب کے لئے مساوی احترام کی حد تک پہنچ گیا ہون

ہیں۔ ہمارے ملک میں عیسائی، مسلمان، پارسی اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی رہتے ہیں۔ اگر ہندو اُن کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں تو اُن کا فرض ہے کہ اُن کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

(ھریجن ۔ ۲۵ مئی سنہ ۱۹۴۷ع)

زندہ رھنا پسند نہ کرونگا

کوئی مذہب کسی نا رضا مند دل کے اندر ٹھونسا نہیں جاسکتا ۔ ایسے ہر شخص کو جو برائے نام سکھ یا ہندو بنا لیا گیا ہے یقین رکھنا چاہئے کہ ایسی تبدیلی مذہب کی تسلیم نہیں کی جائیگی اور ایسے ہر شخص کو جس کا مذہب بدلوایا گیا ہے آزادی حاصل ہوگی کہ وہ اپنے اصلی مذہب کا اتباع کرے۔ یہی اصول اُن لوگوں پر بھی حاوی ہے جنہیں برائے نام مسلمان بنا لیا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو اسکے معنی تینوں مذہبوں کی تباہی کے ہونگے ۔ یہہ فرض عوام کا ہے کہ وہ اس بات کا لحاظ کریں کہ تمام اقلیتیں اکثریتوں سے خوفزدہ ہوئے بغیر زندگی بسر کرسکیں ۔ اگر یونین کے مسلمان پاکستان جانا چاہتے ہیں تو انہیں ایسا کرنے کی اجازت ہونی چاہئے ۔ لیکن اپنے مسلمانوں کی پوری حفاظت کی جانی چاہئے جو انڈین یونین میں رھنا چاہتے ہیں ۔ میں ہر حال میں زبردستی اور جبر کے

مذہب کی بہوسی

سوال - کیا مذہب مرجائیگا؟

جواب - اگر مذہب مرجائیگا تو ہندستان مرجائیگا۔ آج تو ہندو اور مسلمان صرف مذہب کی بہوسی سے لپٹے ہوئے ہیں - وہ دیوانے ہوگئے ہیں - لیکن مجھے امید ہے کہ یہہ سب جھاگ ہیں اور اندر کا تمام میلا اوپر آگیا ہے جیسا کہ اس وقت ہوتا ہے جب دو دریا ملتے ہیں ہر چیز اوپر مٹیالی نظر آتی ہے - لیکن اندر ہر چیز صاف اور ساکن ہوتی ہے، پہر اوپر کا خس و خاشاک خود ہی سمندر میں بہہ جاتا ہے اور دریا مل جاتے ہیں اور اس کا صاف اور پاک پانی بدستور بہتا رہتا ہے -

(ہریجن - ۱۸ مئی سنہ ۱۹۴۷ ع)

قران کا مطالعہ

سوال - آپ ہندوؤں سے یہہ کیوں کہتے ہیں کہ وہ قرآن کا مطالعہ کریں؟

جواب - ہر شخص کا یہہ فرض ہے کہ وہ اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذاہب کا مطالعہ کرے - ایسا کرنے سے لوگ اس قابل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کو پاک رکھہ سکیں اور اس کو نقایص سے پاک کریں - علاوہ

تعلیمات کیا ہیں ۔ کیا قرآن کے مطابق ہندو کافر نہیں ہیں ؟ مگر میں نے اپنے مسلمان دوستوں سے اس بارے میں گفتگو کی، انہوں نے اپنی واقفیت کی بنا پر مجھے جواب دیا اور انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ کافر اسے کہتے ہیں جو خدا کے وجود کا قائل نہ ہو ۔ لیکن ہندو ایسے نہیں ہیں اس لئے کہ وہ ایک خدا کے وجود پر اعتماد رکھتے ہیں ۔ اگر ہم محض معترضین کے کہنے پر چلیں تو ہمیں قرآن اور پیغبر دونوں کو برا کہنا چاہئے بالکل اسی طرح جس طرح معترضین کی بات پر اعتبار کر کے کرشن کو برا کہا جاتا ہے اس لئے کہ انہیں لوگوں نے اس طرح پیش کیا ہے کہ گویا وہ بڑے ہی عیش پسند تھے اور ان کے پاس ۱۶۰۰ گوپیاں تھیں ... ...

(۲ نومبر سنہ ۱۹۴۷ء تقریر)

نا خدا ترسی

میں اس واقعہ کا ذکر کرنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ فساد کے دوران میں جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے تقریباً ۱۳۷ مساجد کم و بیش توڑی گئی ہیں ۔ ان میں سے بعض کو مندر بنا لیا گیا ۔ ایک ایسی مسجد کناٹ پیلیس کے پاس ہے جو کسی کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی ۔ اس پر ایک سہ رنگی جھنڈا اڑ رہا ہے

استعمال کے خلاف ہوں اس لئے میری خواہش تو یہہ ہے کہ تمام شرنارتھی عزت اور سلامتی کے ساتھہ اپنے اپنے گھروں کو واپس جاسکیں، میں تو موجودہ صورت حال کو قایم و دایم دیکھنے کے لئے زندہ رہنا بھی پسند نہ کرونگا -

(۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ ع - تقریر)

میں بہتر ہندو بن گیا

یہہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ پرارتھنا کے کسی جزو پر اس لئے اعتراض کیا جائے کہ وہ قرآن کا جزو ہے۔ بعض مسلمانوں کے نقایص کچھہ بھی ہوں (قطع نظر اس امر کے کہ ایسے مسلمانوں کی تعداد کیا ہے) لیکن یہہ اعتراض ساری قوم پر تو عاید نہیں ہوسکتا اور نہ اس کے پیغمبر اور اس پیغمبر کے پیام پر عاید ہوسکتا ہے۔میں نے پورا قرآن پڑھا ہے - مجھے ایسا کرنے سے کچھہ حاصل ہی ہوا، میں نے کچھہ کھویا نہیں - میں تو محسوس کرتا ہوں کہ دنیا کی روحانی کتابوں کو پڑھکر **میں بہتر ہندو بن گیا**۔ میں جانتا ہوں کہ قرآن کے مخالف نقاد بھی موجود ہیں - بمبئی سے ایک دوست نے جن کے متعدد مسلمان دوست ہیں میرے سامنے یہہ سوال رکھا ہے کہ کافروں کے متعلق پیغمبر اسلام کی

ہندو دھرم کی حفاظت کا یہہ طریقہ نہیں

میں تو صیف کا مستحق تو اُس وقت ہو سکتا ہون جب میں کسی انے بم کی مار سے زخمی ہو کر گر جاون اور پھر بھی میں اپنے چہرہ پر مسکراہٹ قایم رکھون اور میرے دل میں بم پھینکنے والون کے خلاف غصہ پیدا نہ ہو .. .. میں نے سنا ہے اُس نوجوان نے (جس نے بم پھینکا) بغیر اجازت کے ایک مسجد پر قبضہ کر لیا تھا چونکہ اُسے کوئی دوسری جگہ رہنے کے لئے نہیں مل سکی تھی اور اب جب کہ پولس تمام مسجدون کو خالی کرا رہی ہے تو اُسے یہہ بات ناگوار گذری - یہہ کام غلط تھا اور یہہ بات اور بھی غلط تھی کہ اُس نے حکام کے حکم کی تعمیل نہیں کی جو اُس سے یہہ کہتے تھے کہ وہ مسجد کو خالی کر دے - جو لوگ اس نوجوان کے پس پشت ہیں اُن سے میں اپیل کرتا ہون کہ وہ ایسے کامون سے احتراز کریں - ہندو دھرم کی حفاظت کا یہہ طریقہ نہیں ہے - ہندو دھرم کو صرف میرے ہی طریقے سے محفوظ کیا جاسکتا ہے - مجھے امید ہے کہ یہہ نوجوان اور اُس کی تائید کرنے والے اپنی غلطی کو سمجھینگے اس لئے کہ اس عمل سے تو ہندو دھرم کو نقصان پہنچایا گیا ہے -

(٢١ جنوری سنہ ١٩٤٨ ع - تقریر)

اُس میں ایک بُت رکھہ کر مندر بنایا گیا ھے - میں مساجد کی ایسی تمام بے حرمتی کو ھندو دھرم اور سکھوں کے مذھب پر ایک دھبہ سمجھتا ھوں - میری رائے میں یہہ عمل بالکل نا خدا ترسی کا عمل ھے - یہہ بات کہ پاکستان کے مسلمانوں نے بھی اس قسم کی بیحرمتی کی ھے اس دھبہ کو کم کرنے کا سبب نہیں بنایا جاسکتا، ھر ایسے عمل کو میں ایک ایسا کام سمجھتا ھوں جس سے ھندو دھرم، سکھہ مذھب اور اسلام (جس کسی مذھب کے پیرو ایسا کریں) برباد ھوگا -

(ھریجن - ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۴۷ع)

موت ایک شاندار نجات

کوئی شخص اگر پاک صاف ھے، تو اُس کے پاس قربان کرنے کی بہترین چیز اپنی جان ھے - میں تو یہہ دعا کرتا ھوں اور میری آرزو ھے کہ میرے اندر اس قدر پاکی ھو کہ میں یہہ کام کرسکوں - (اپنی جان دے سکوں) بجائے اس کے کہ میں ھندستان میں ھندو دھرم، سکھہ مذھب اور اسلام کی بربادی کا مجہول تماشائی بنوں - (اور کچھہ نہ کرسکوں) میرے لئے موت ایک شاندار نجات ھوگی -

(۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۷ع - تقریر)

کے بعد ساری دشمنی اور عدم رواداری ختم ہو سکتی ہے۔
ہندوؤں کو ہمیشہ کے لیے طے کر لینا چاہئے کہ وہ جھگڑا نہیں کرینگے ۔ میں ہندوؤں اور سکھوں کو مشورہ دونگا کہ وہ اسی طرح قران پڑھیں جس طرح گیتا اور گرنتھ صاحب پڑھتے ہیں۔ مسلمانوں سے بھی میں کہتا ہوں کہ وہ اسی احترام کے ساتھ گیتا اور گرنتھ صاحب پڑھیں جس طرح قران پڑھتے ہیں ۔ جو کچھ وہ پڑھیں اس کے معنے انہیں سمجھنے چاہئیں اور ان کے اندر ہر مذہب کا مساوی احترام ہونا چاہئے -- یہی میری زندگی بھر کا عمل اور مقصد رہا ہے ۔ میں سناتنی ہندو ہوں باوجودیکہ میں اصطلاح عام میں بت پرست نہیں ہوں مگر ان لوگوں سے نفرت نہیں کر سکتا جو بتوں کو پوجتے ہیں، بت پرست خدا کو پتھر کی مورتی میں دیکھتا ہے۔ خدا حاضر و ناظر ہے ۔ اگر خدا کو پتھر میں تلاش کرنا غلط ہے تو پھر کسی کتاب میں جس کا نام گیتا ہو یا گرنتھ صاحب ہو یا قران ہو اس کو تلاش کرنا صحیح کیونکر ہوا ۔ کیا یہ بھی ایک قسم کی بت پرستی نہیں ہے

رواداری اور ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھنے کے بعد ہی وہ ایک دوسرے کو سمجھنے کے قابل ہونگے ۔

(ہریجن ۔ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

دلون مین خدا

مسلمان ایک کثیر التعداد قوم هیں جو تمام دنیا میں پھیلی هوی هے - کوئی وجه نهیں معلوم هوتی که وه لوگ جن کا مقصد ساری دنیا سے دوستی کرنا هے مسلمانون کے دوست نه بنیں - میں کوئی جوتشی نهیں هون لیکن خدا نے مجھے کافی عقل دی هے تا که میں اس بات کو سمجھون که اگر کسی نه کسی وجه سے یهه لوگ یونین کے مسلمانون کے دوست نه بن سکیں تو تمام دنیا کے مسلمان آن کے خلاف هو جاینگے اور وه هندستان کو هاتھه سے کھو دینگے - تب هندستان میں جهان دونون ڈومینین شامل هیں پھر ایک دفعه غیر ملکیون کے زیر اقتدار هوگا.. ... .

.... همیں خوف کو دل سے نکالدینا چاهئے - ایسی حالت هوجائے که هر مسلمان بچه هندوؤن اور سکھون کے درمیان اپنے کو محفوظ سمجھے - اب تک تو همارا رخ شیطان کی طرف پھرا هوا تھا ' اب میں امید کرتا هون که وه خدا کی طرف پھر جایئگا .. ..

مین کسی دوسرے مقصد کے لئے زنده رهنا نهین چاهتا ' محض زبانی باتون سے کچهه فائده نهین ' انهین اپنے دلون مین خدا کو جگه دینی چاهئے - خدا ایک هی هے خواه آس کے کتنے هی نام هون سب اس حقیقت کو سمجهه لیے

ہندو مسلم

میں شہادت کا درجہ حاصل کرنے کے لئے بیقرار تو نہیں ہوں لیکن اگر اس کام کے انجام دینے میں جس کو میں اپنا فرض سمجھتا ہوں اور محبت کے مذہب کا پرچار کرنے میں میرے لئے وہ وقت آجائے تو میں اُس کا مستحق ثابت ہوں گا۔

اس ہندوستان میں جیسی کہ وہ شکل اختیار کرتا جاتا ہے میرے لئے کوئی جگہ نہیں۔ میں ۱۲۵ سال زندہ رہنے کی اُمید سے دست بردار ہوگیا ہوں۔۔

سنہ ۴۷

میں اس وقت کے دیکھنے کے لئے زندہ رہنا نہیں چاہتا جب ہندوستان کی انسانیت وحشت میں بدل جائے۔

۸ رجون سنہ ۱۹۴۷ء

اگر نفرت اور خونریزی کی فضا قایم رہی تو میں زندہ ہی نہیں رہ سکتا

۲ راکتوبر سنہ ۴۷ء

شرم کی بات

وہ سب جو امن چاھتے ھیں امن کو قایم رکھنے کے لئے متحد ھو جائیں - یہہ عظیم المرتبت جزیرہ نما عرب اور اسلام کا مولد ھندو مسلمانوں کے مسئلہ کو حل کرنے میں ھماری مدد کر سکتا ھے -

میرے لئے اس امر کا اعتراف کرنا شرم کی بات ھے کہ ھم اپنے گھر میں ایک دوسرے کے خلاف ھیں - ھندو بزدلی اور خوف کی وجہ سے مسلمانوں پر بھروسہ نہیں کرتا اور اسی طرح مسلمان اپنی بزدلی اور ذھنی خوف کی وجہ سے ھندوؤں پر بھروسہ نہیں کرتا - اپنی تمام تاریخ میں اسلام کا اصول عدیم المثال بہادری اور امن رھا ھے - اس لئے مسلمانوں کے لئے یہہ کوئی فخر کی بات نہین ھو سکتی کہ وہ ھندوؤں سے خوف زدہ ھوں اسی طرح ھندوؤں کے لئے بھی یہہ بات قابل فخر نہیں ھو سکتی کہ وہ مسلمانوں سے ڈریں - اس حالت میں بھی کہ انہیں تمام دنیا کے مسلمانوں کی مدد حاصل ھو - کیا ھم اس قدر گر گئے ھیں کہ ھم اپنی پرچھائیں سے ڈریں ؟ - .... میں چاھتا ھوں کہ تم جو پیغمبر کے وطن کے لوگ ھو ھندوستان کے ھندو مسلمانوں کے درمیان امن قایم کرنے میں مدد کرو - میں یہہ نہیں بتا سکتا کہ تم کس طریقہ سے ایسا کرو، لیکن اتنی بات مین تمہین یاد دلاؤں کہ جہاں ارادہ ھوتا ھے وھاں راستے بھی پیدا ھو جاتے

سوائے اس کے کوئی جواب نہیں دے سکتا کہ میری امید میرے ایمان پر مبنی ہے اور ایمان کسی ثبوت کا مطالبہ نہیں کرتا ـ

"To Hindus & Muslims" Edited by Hingorani. P. 476.

اھنسا کا امتحان

میں نے جنوبی افریقہ ھی میں اس بات کا کافی احساس کر لیا تھا کہ مسلمانوں اور ھندوؤں کے درمیان حقیقی اتحاد نہیں ہے اسی لئے میں نے اتحاد کی راہ سے رکاوٹ کو دور کرنے کے کسی موقع کو ھاتھہ سے جانے نہ دیا ـ یہہ میری فطرت نہ تھی کہ میں کسی کی تعریف و توصیف کرکے یا اپنی عزت نفس کو نقصان پہونچا کر خوش کروں لیکن جنوبی افریقہ کے تجربات نے مجھے یقین دلا دیا تھا کہ سب سے زیادہ ھندو مسلم اتحاد ھی کے سوال پر میری اھنسا کا امتحان ھوگا اور یہی مسئلہ میری اھنسا کے تجربات کا وسیع ترین میدان ہے ـ یہی یقین مجھے اب بھی ہے ـ اپنی زندگی کے ھر لمحہ میں میں اس بات کو محسوس کرتا ھوں کہ خدا میرا امتحان لے رہا ہے ـ

"Story of my Exeperments" P. 357.

.... کہا جاتا ہے کہ ویدک عقائد جینیوں کے عقائد سے مختلف ھیں ـ لیکن ان دونوں فرقوں کے لوگ دو

نہیں ۔ میں چاھتا ھوں کہ ملک عرب کے لوگ ایسی حالت پیدا کرنے میں ھماری مدد کریں کہ مسلمان ھندو کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے اور اسی طرح ھندو مسلمان کی ۔

"Nations Voice" (P. 100)

امید ایمان پر مبنی

ایک ھندو اور قطعی طور پر گوشت نہ کھانے والے ھندو اور گائے کے ایک ایسے پرستار کی حیثیت سے جو گائے کا اتنا ھی احترام کرتا ھے جتنا کہ اپنی ماں کا، میرا یہہ دعوی ھے کہ مسلمانوں کو اگر وہ ایسا چاھتے ھیں تو گائے ذبح کرنے کی پوری آزادی حاصل ھونی چاھئے ۔ لیکن یہہ ضرور ھے کہ یہہ آزادی حفظان صحت کے اصولوں سے مشروط ھو اور وہ یہہ کام اس طرح کریں کہ اُن کے ھندو ھمسایوں کی دل آزاری نہ ھو، فرقہ واری اتحاد کے لئے مسلمانوں کے اس حق کو تسلیم کرنا ضروری ھے اور یہہ ھی ایک طریقہ گائے کی حفاظت کرنے کا ابھی ھے ۔ سنہ ۱۹۲۱ع میں ہزارہا گائیں خود مسلمانوں کی کوشش سے بچائی گئیں ۔ باوجود اُن کالے بادلوں کے جو ھمارے سر پر جھوم رھے ھیں میں اس امید سے دست بردار نہیں ھو سکتا کہ یہہ بادل چھٹ جائیں گے اور ھمیں اس بد نصیب ملک میں پھر فرقہ واری امن حاصل ھوگا اگر مجھہ سے اس بات کا ثبوت مانگا جائے تو میں

...... ملك میں جذب کرنے کی قابلیت ہونی چاہئیے ـ
ہندستان ایسا ہی ملک ہے ـ حقیقت تو یہہ ہے
کہ یہاں اتنے ہی مختلف عقائد ہیں جس قدر کہ باشندے
ہیں ـ لیکن جو لوگ قومیت کی روح کو محسوس کرتے
ہیں وہ ایک دوسرے کے مذہب میں مداخلت نہیں
کیا کرتے ـ

(ہند سوراج صفحہ ۶۲ ـ ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ع)

اپنی حماقت پر الزام

اگر دو بھائی صلح کے ساتھہ رہنا چاہتے ہوں تو
کیا کسی تیسرے فریق کے لئے ممکن ہے کہ انہیں ایک
دوسرے سے جدا کرسکے؟ لیکن اگر وہ فساد کے مشورے
پر کان دھریں تو میں انہیں کم عقل سمجھونگا ـ اگر انگریز
ہمیں ایک دوسرے سے جدا کرسکیں تو ہم کو انگریزوں
پر الزام رکھنے کے بجائے اپنی حماقت پر الزام رکھنا
چاہئیے ـ ایک مٹی کا برتن پتھر کی پہلی ضرب سے نہیں
تو دوسری سے ضرور ٹوٹ جائے گا ـ برتن کو اس
خطرہ سے بچانے کی یہہ صورت نہیں ہے کہ اسے خطرہ
کی جگہہ سے ہٹا لیا جائے بلکہ اس کے تحفظ کی صورت
ہے کہ اس برتن کو آوے کی آگ میں رکھہ کر اتنا سخت
بنا لیا جائے کہ وہ ٹوٹ ہی نہ سکے ـ اسی طرح ہمیں
اپنے دلوں کو پکا بنانا چاہئیے ـ پھر ہم محفوظ ہوجائیں

مختلف قوموں سے تو تعلق نہیں رکھتے، حقیقت یہہ ہے کہ ہم غلام ہو گئے ہیں اس لئے آپس میں لڑتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کوئی تیسرا فریق ہمارے جھگڑوں کا فیصلہ کیا کرے۔ جس طرح ہندوؤں میں تنگ نظر لوگ ہیں اسی طرح مسلمانوں میں بھی ہیں۔ جس قدر ہم ترقی کریں گے اسی قدر ہم اس بات کو سمجھیں گے کہ ہمیں ان لوگوں سے جھگڑنے کی ضرورت نہیں جن کے مذہب کو ہم قبول نہیں کرتے۔

(ہند سوراج صفحہ ۶۲ - ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ع)

خوابوں کی دنیا

اگر ہندو یہہ سمجھتے ہیں کہ ہندستان میں صرف ہندو ہی رہیں تو وہ خوابوں کی دنیا میں رہتے ہیں، تمام ہندو مسلمان پارسی اور عیسائی جنہوں نے ہندستان کو اپنا وطن بنایا ہے آپس میں ہم وطن ہیں اور انہیں متحد ہو کر رہنا ہوگا، خواہ اپنے مفادات ہی کے لئے ایسا کرنا پڑے۔ دنیا کے کسی حصہ میں ایک قومیت اور مذہب کی یکسانیت لازم و ملزوم چیز نہیں ہے اور نہ ہندوستان میں کبھی ایسا ہوا ہے۔

(ہند سوراج صفحہ ۶۲ - ۲۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ع)

قومیت کی روح

ہندستان صرف اس لئے قومی اتحاد سے محروم نہیں ہوسکتا کہ مختلف عقائد کے لوگ اس ملک میں رہتے ہیں

مقصد کا اشتراک

اتحاد کن چیزوں پر مشتمل ہے اور کس قدر اس کو ترقی دی جاسکتی ہے؟ اس کا جواب بالکل سادہ ہے۔ اتحاد منحصر ہے ایک مقصد کے اشتراک، ایک مشترک منزل اور ایک دوسرے کے رنج میں شریک ہونے پر۔ اس کو بہترین طریقہ سے صرف اسی طرح ترقی دی جاسکتی ہے کہ ہم ایک مشترک منزل تک پہونچنے کے لئے باہم تعاون کریں۔ ایک دوسرے کے رنج میں شریک ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ روا داری برتیں۔

(ینگ انڈیا۔ ۲۵ فروری سنہ ۱۹۲۰ع)

ایک ہی ماں۔ ایک ہی خون

ایک نیک کام میں مسلمانوں کی مدد کرنا ہندوستان کی خدمت کرنا ہے اس لئے کہ مسلمان اور ہندو ایک ہی خون سے پیدا ہوئے ہیں۔ وہ ایک ہی ماں (بھارت ماتا) کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔

(ینگ انڈیا۔ ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ع)

محض پیوند

جو اتحاد ہم چاہتے ہیں وہ محض پیوند لگانا نہیں ہے بلکہ دلوں کا ایسا اتحاد ہے جو اس حقیقت کے اعتراف پر مبنی ہو کہ ہندوستان کے لئے سوراج ایک

گے - یہہ کام ہندوؤں کے لئے آسان ہے اس لئے کہ وہ تعداد میں زیادہ ہیں اور زیادہ تعلیم یافتہ ہونے کا بھی دعوی کرتے ہیں - لہذا وہ مسلمانوں کے ساتھہ اپنے خوشگوار تعلقات کو ان حملوں سے بچانے کا بہتر انتظام کر سکتے ہیں -

(ہند سوراج صفحہ ۶۲ - ۳۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ع)

دوستی کا امتحان

دوستی کا امتحان وہ امداد ہے جو مصیبت کے وقت دی جائے اور وہ بھی غیر مشروط امداد - ایسا تعاون جس کا کوئی معاوضہ ہو ایک تجارتی معاهدہ ہے - وہ دوستی نہیں - مشروط تعاون ایک ایسا ناقص سیمنٹ ہے جو اپنی جگہہ مضبوطی سے چپکتا نہیں - اگر ہندو مسلمانوں کے مطالبہ کو قرین انصاف سمجھتے ہیں تو آن کا یہہ فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھہ تعاون کریں - اگر مسلمان اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ہندوؤں کے احساسات کو ٹھیس نہ لگائیں تو قربانی گاؤ کو بند کر دیں - وہ ایسا کر سکتے ہیں قطع نظر اس امر کے کہ ہندو آن کے ساتھہ تعاون کرتے ہیں یا نہیں - باوجودیکہ بحیثیت ایک ہندو کے میں گائے کی پرستش میں کسی سے کم نہیں ہوں لیکن میں گائے کشی کے بند کرنے کو ہندوؤں کے تعاون کی ایک شرط اول بنانا نہیں چاهتا - ہندوؤں کا غیر مشروط تعاون ہی گائے کی حفاظت کا طریقہ ہے -

(ینگ انڈیا - ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۹ع) -

سمجھیں کہ چونکہ ہم گزرے ہوئے زمانہ میں آپس میں لڑے تھے اس لئے ہم آیندہ بھی لڑتے رہیں گے الّایہ کہ کوئی ایسا طاقتور عنصر جیسے کہ انگریز ہیں بزور شمشیر ہمیں ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے روکے رکھے - مگر مجھے یقین ہے کہ اسلام اور ہندو دھرم کی تعلیمات میں کسی ایسے عقیدہ کی کوئی سند موجود نہیں -

(ینگ انڈیا - ٦ اکتوبر سنہ ١٩٢٠ ع

خانہ جنگی

ہر حکومت چوروں اور لٹیروں کے معاملہ میں تو عوام کی حفاظت کرسکتی ہے، لیکن جب ایک فرقہ دوسرے کا بائیکاٹ کرتا ہو تو کوئی سوراجی حکومت بھی عوام کی حفاظت نہیں کرسکتی - جب جھگڑے زندگی کا روز مرہ ہوجائیں تو پھر اسے خانہ جنگی کہتے ہیں اور پھر فریقین کو لڑ جھگڑ کر ہی فیصلہ کرنا پڑتا ہے -

(ینگ انڈیا - ٢٦ دسمبر سنہ ١٩٢٤ ع

تیسرا فریق

کسی بات سے بھی یہہ گمان صحیح ثابت نہیں ہوتا کہ برطانوی حکومت سے پہلے ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے - مجھے یقین ہے کہ "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کے برطانوی مسلک ہی نے ہمارے

ناممکن العمل خواب نہیں ہے۔ اگر ہندستان کے ہندو اور مسلمانوں میں مضبوط اتحاد قائم نہ ہوسکے تو محض عارضی صلح اور سمجھوتہ بیکار ہے اور نہ یہہ اتحاد ایک دوسرے کے متعلق اندیشہ ناک رہ کر قائم ہوسکتا ہے۔ ضروری ہے کہ یہہ اتحاد دو مساوی فریقوں کا اشتراک ہو، تاکہ ہر فریق دوسرے کا احترام کرے۔

(ینگ انڈیا ـ ٦ اکتوبر سنہ ١٩٢٠ع)

ہوا میں گھونسا

جب تک دو فریق نہ ہوں جھگڑا کیونکر ہوسکتا ہے ـ اگر میں مسلمانوں سے لڑانہ چاہوں تو وہ مجھے زبردستی کسی جھگڑے میں کیسے پھانسے گا ـ اسی طرح میں بھی بے اختیار ہوجاؤنگا جب مسلمان مجھے سے جھگڑا کرنے پر آمادہ نہ ہوسکے ـ جو بازو ہوا میں گھونسا ماریگا وہ خود ہی جھٹکا کھائے گا ـ اگر ہر شخص اپنے مذہب کی اصل بنیاد کو سمجھے اور اس پر قائم رہے اور جھوٹے معلموں کو اس بات کی اجازت نہ دے کہ وہ اس کے خیالات خراب کریں تو پھر جھگڑے اور فساد کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی ـ

(ہند سواراج صفحہ ٦٢ ـ ٢٢ نومبر سنہ ١٩٠٨ع)

اتحاد کے غلط معنے

ہم اپنے اتحاد کے معنی غلط سمجھیں کے اگر ہم یہہ

کہ مسلمان کے لئے ضروری ہو۔ تمام غیر ضروری مسائل میں ہندوؤں کو بغیر کہے دست بردار ہو جانا چاہئے۔ یہہ خفیف باتوں پر لڑنا ایک مجرمانہ حماقت ہے۔ جو اتحاد ہم چاہتے ہیں وہ اُسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھہ فیاضانہ طرز فکر اختیار کریں۔

(ینگ انڈیا۔ ۱۱ مئی سنہ ۱۹۲۱ع)

بھروسہ کرو

ہم ہندستان میں اُن انگریزوں سے کچھہ نہیں کہتے جن کے لئے ہر روز سیکڑوں گائیں کاٹی جاتی ہیں۔ ہمارے راجے بھی اپنے انگریز مہمانوں کے لئے گائے کا گوشت مہیا کرنے میں کوئی تکلف نہیں کرتے۔ لہذا گائے کی حفاظت کا سوال گویا صرف مسلمانوں ہی سے اُس کو بچانے تک محدود ہے۔ گائے کی حفاظت کے اس اُلٹے طریقے کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں بہت کچھہ فساد ہو چکا ہے۔ اس فساد کی وجہ سے غالباً زیادہ تعداد میں گائیں ذبح ہوئیں۔ لیکن اگر صحیح طریقہ پر پروپیگنڈا کیا جاتا تو ایسا نہ ہوتا .... (اگر ہم صحیح طریقہ پر کام کریں) تو مجھے ذرا بھی شبہہ نہیں کہ ہمیں مسلمانوں کی تائید حاصل ہوگی۔ اور جب ہم اُن کی مذہبی تقاریب میں گائے کشی کو زبردستی روکنے سے احتراز کریں گے

اختلافات کو بھڑکایا اور وہ بھڑکاتا ھی رھے گا تاوقتیکہ ھم اس بات کو تسلیم کرلیں کہ ھمارے لئے باوجود اس مسلك کے متحد ھو جانا ضروری ھے -

(ینگ انڈیا - ۲۶ فروری سنہ ۱۹۲۵ع)

عقل و فہم

اگر برطانوی حکومت یہہ سمجھتی ھے کہ وھی ھمیں ایك دوسرے سے لڑنے میں روك رھی ھے تو جس قدر جلد ھمیں ایك دوسرے سے لڑنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جائے وھی ھماری مردانگی، ھمارے مذھب اور ھمارے ملك کے لئے بہتر ھوگا - یہہ کوئی عجیب بات نہ ھوگی اگر ھم آپس میں لڑ کر عقل و فہم حاصل کرلیں -

(ینگ انڈیا - ۱۱ مئی سنہ ۱۹۲۱ع

پہلے انسان بننا چاھئے

میں حقیقی اتحاد سے مایوس ھوجاؤں گا اگر ھم برطانوی وردیوں کے سایہ میں اور برطانوی عدالتوں کے سامنے جھوٹی شہادتوں سے لڑتے رھیں گے - ھمیں اپنی حکومت قایم کرنے سے پہلے انسان بنا چاھئے -

(ینگ انڈیا - ۲ اپریل سنہ ۱۹۲۵ع)

فیاضانہ طرز فکر

ھندوں کے لئے جو چیز غیر ضروری ھے وہ ممکن ھے

ایک مفاد ایسا بھی ھے

تیسرا فریق ـ ھمیں تسلیم کرنا چاھئیے کہ ایک مفاد ایسا بھی ھے جو عملاً اس بات کی تدبیر کرتا رھتا ھے کہ ھم ھندو اور مسلمان ایک دوسرے سے جدا رکھے جائیں ـ یہی مفاد یہہ بھی کرسکتا ھے کہ بظاھر اس معاملے میں (گاؤ کشی) ھندوؤں کے جذبات کے ساتھہ بہت کچھہ ھمدردی ظاھر کرے ، مگر میں تو سمجھتا ھوں کہ ایسی ھمدردی سے مجھے خبردار رھنا چاھئیے اور اُس پر بھروسہ نہ کرنا چاھئیے ـ (ینگ انڈیا ـ ۸ جون سنہ ۱۹۲۱ ع)

کھوکلی اور سستی چیز

ھندو مسلم اتحاد بہت ھی کھوکلی اور سستی چیز ھوگا اگر وہ صرف اس بات پر منحصر ھو کہ جیسا ایک کرے گا ویسا ھی دوسرا بھی کرے گا ـ کیا شوھر کی وفاداری بیوی کی وفاداری سے مشروط ھے اور کیا ایک عورت بد چلنی اختیار کر سکتی ھے اگر اُس کا شوھر بھی بد چلن ھو ؟ ازدواج ایک بہت ھی ادنی چیز ھوجائے گی اگر اس معاھدہ کے فریقین اپنے طرز عمل کو صرف ایک دوسرے کا بدلہ قرار دیں ـ اتحاد بھی ازدواج کی طرح مقدس ھے ـ (ینگ انڈیا ـ ۲۶ جون سنہ ۱۹۲۲ ع)

دباو

جتنا زیادہ دباؤ ھم مسلمانوں پر ڈالیں کے اتنی ھی

تو آنهیں گائے کی قربانی پر اصرار کرنے کا کوئی موقع نہ ملیگا ۔ ہماری طرف سے اگر زبردستی کی جائے گی تو اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ دو بدو جواب ملیگا اور احساسات زیادہ تلخ ہوجائینگے ۔ ہم مسلمان یا کسی فرقہ کو بھی جبراً اپنے مذہبی اور دوسرے احساسات کا احترام کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے لیکن فی الحقیقت ہم دوسروں کے برادرانہ احساس کو بیدار کر کے ہی یہہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔ ہندوؤں کے لئے میرا یہہ مشورہ ہے کہ مسلمانوں کی آن کی مصیبت کے وقت فیاضی اور قربانی کی اسپرٹ میں اپنے نقصان کا لحاظ کیئے بغیر پوری پوری امداد کر کے تم گائے کو بچالو گے۔ اسلام ایک بلند حوصلہ مذہب ہے اس پر اور اس کے متبعین پر بھروسہ کرو ۔

(ینگ انڈیا ـ ۸ جون سنہ ۱۹۲۱ ع)

مسلمانوں کی دوستی

ہر ہندو کا یہہ ایمان ہونا چاہئے کہ گائے کو صرف مسلمانوں کی دوستی ہی بچا سکتی ہے ۔ ہمیں صاف طور پر تسلیم کرنا چاہئے کہ گائے کی پوری حفاظت مسلمانوں کے نیک ارادوں پر منحصر ہے ۔

(ینگ انڈیا ـ ۸ جون سنہ ۱۹۲۱ ع)

خود اختیاری کے لئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر قوت استعمال کرنے کا فن بھی بھلا دیا ہے ۔ مگر ہندو مسلم اتحاد کچھہ بھی نہیں اگر وہ بہادر مردوں اور بہادر عورتوں کے درمیان وجہ اشتراک نہ ہو' ہمیں ہمیشہ ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا چاہئیے لیکن آخری صورت میں ہمیں اپنے اوپر اور اپنے خدا پر بھروسہ کرنا چاہئے ۔

(ینگ انڈیا - ۲۹ ستمبر سنہ ۱۹۲۱ ع)

حقیقت مسلمہ

میں مسلمانوں کی دوستی محبت کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔ اور اگر محبت صرف ایک ہی قوم کے اندر بھی باقی رہے تو ہماری زندگی میں اتحاد ایک حقیقت مسلمہ ہوجائے گا ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ع)

غیر ملکی تسلط سے کم

ہم ابھی تک صاف طور پر نہیں سمجھتے کہ دونوں قوموں میں دل کھول کر لڑ لینے کا امکان غیر ملکی اقتدار کے تسلط سے کم درجہ کی برائی ہے ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ع)

زیادہ گائیں ذبح ہوں گی ۔ ہمیں چاہئے کہ مسلمانوں کو آن کے احساس فرض کے حوالہ کردیں اور اسی طرح ہم گائے کی سب سے زیادہ خدمت کریں گے ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ ع)

حقیقی مساوات

ہندو حلقوں میں یہہ شکایت اکثر سنی جاتی ہے کہ مسلمان کانگرس میں شریک نہیں ہوتے یا سوراج فنڈ میں چندہ نہیں دیتے ۔ قدرتی سوال یہہ ہے کہ کیا آنہیں ایسا کرنے کی دعوت دی گئی ہے ۔ ہر ضلع میں ہندوؤں کو خاص طور پر یہہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنے مسلمان ہمسایوں کو ترغیب دیں ۔ اس وقت تک حقیقی مساوات ممکن ہی نہیں جب تک کہ ایک فریق دوسرے کو اپنے سے کمتر سمجھتا ہو ۔ مساوی درجہ کے لوگوں کے درمیان ایک دوسرے کی سرپرستی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ مسلمانوں کو جہاں وہ اقلیت میں ہوں یہہ محسوس نہیں ہونا چاہئے کہ وہ تعداد یا تعلیم میں دوسروں سے کم ہیں ۔ (ینگ انڈیا ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۲۱ ع)

خدائی جوہر

ہم نے انتقام لئے بغیر اپنے عقیدہ کے لئے مرنے کا خدائی جوہر بھلا دیا ہے ۔ اسی طرح ہم نے حفاظت

ہندستانیوں کے درمیان اتحاد کے بغیر سوراج کا نام لینا فضول ہے .... مختلف فرقوں کے درمیان ایک غیر متزلزل اتحاد قایم کرنا ناگزیر ہے تا کہ ہم آزادی حاصل کر سکیں۔ (ینگ انڈیا ۔ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۲۴ع)

کمزوری سے خوف

کمزوری سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے بے اعتمادی ۔ ہم دونوں اپنے اندیشوں کو دل سے نکال دیں بلکہ اگر ہم میں سے ایک فریق بھی ایسا کرے گا تو ہمارے جھگڑے بند ہو جائیں گے ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۱۴ فروری سنہ ۱۹۲۴ع)

اتحاد محض ایک مصلحت

منقسم رہ کر ہم ہمیشہ ہمیشہ غلام رہیں گے اس لئے اتحاد محض ایک مصلحت نہیں ہو سکتا کہ اسے ترک کر دیا جائے جب مناسب ہو ۔ ہم اس اتحاد کو صرف اسی وقت ترک کر سکتے ہیں جب ہم سوراج سے بیزار ہو جائیں ۔ ہندو مسلمانوں کا اتحاد ہمارا ایسا عقیدہ ہونا چاہئے جو ہمیشہ ہمیشہ اور ہر حالت میں قائم رہے ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ع)

بزدلی کا دامن

برسوں تك انگریز آپس میں لڑتے رہے قبل اس کے کہ وہ پر امن زندگی شروع کر سکیں - فرانسیسی آپس میں اس وحشیانہ طریقہ سے لڑے جس کی مثال زمانہ حال میں نہیں مل سکتی - امریکی بھی اس خانہ جنگی میں کچھہ کم نہ رہے تب وہ اپنا ایك دستور بنا سکے - ہمیں اپنی بزدلی کا دامن اس خوف کی وجہ سے نہ پکڑنا چاہئے کہ آپس میں لڑنے کا اندیشہ موجود ہے -

(ینگ انڈیا - ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ع)

تیسرا فریق

میری یہہ قطعی رائے ہے کہ کوئی اتحاد ممکن نہیں جب تك تیسرا فریق یہاں موجود ہے - اسی نے مصنوعی امتیازات قائم کئے ہیں اور وہی اُن کو قائم رکھتا ہے - اُس کی موجودگی میں ہندو مسلمان دونوں، بلکہ وہ تمام جماعتیں جو بظاہر اس وقت ایك دوسرے سے ٹکرار ہی ہیں اسی کی طرف امداد و تائید کی اُمید کے ساتھہ دیکھیں گی اور اُنہیں اسی سے تائید حاصل ہوگی -

(ہریجن - ۲۴ مئی سنہ ۱۹۴۲ع)

اتحاد کے بغیر

ہندو مسلمان سکھہ پارسی اور عیسائی اور دوسرے۔

کا تو نہیں ہو سکتا - اس کا جواب تو عزت دار ہندوؤں سے طلب کرنا ہوگا - ہمیں یہہ طریقہ قطعاً ترک کر دینا چاہئیے کہ ایسے کاموں کی ذمہ داری سے عزت دار طبقہ کو مبرا سمجھیں -

اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہندو بہت بڑی غلطی کریں گے اگر وہ اپنے تحفظ کے لئے غنڈوں کو منظم کریں، اس طرح وہ کڑھائی سے نکل کر چولہے میں گریں گے - بنئے اور برہمن کو غنڈوں کے مقابلہ میں اپنی مدافعت کرنا سیکھنا چاہئیے - ان غنڈوں کا تو ایک طبقہ ہی جداگانہ ہے خواہ ان کا نام مسلمان ہو یا ہندو ....

(ینگ انڈیا - ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۲۴ ع)

گائے کی حفاظت

باوجودیکہ میں گائے کی حفاظت کو ہندو مذہب کا مرکزی عقیدہ سمجھتا ہوں .... میں کبھی نہ سمجھ سکا کہ مسلمانوں کی اس معاملہ میں اس قدر مخالفت کیوں ہے - ہم اس گاؤ کشی کا کوئی ذکر نہیں کرتے جو انگریزوں کے لئے ہر روز ہوا کرتی ہے مگر ہمارا غصہ سرخ انگارا ہوجاتا ہے جب کوئی مسلمان گائے کو ذبح کرتا ہے - گائے کے نام پر جتنے بلوے ہوئے ہیں ان میں کوششیں ضائع کی گئی ہیں - ان فسادوں سے ایک بھی

خار دار مسئلہ

میرے لئے سوراج کا حاصل کرنا اس بات پر منحصر نہیں کہ انگریزی کابینہ کیا سوچتی ہے اور کیا کہتی ہے بلکہ وہ کلیتہ منحصر ہے اس خاردار مسئلہ (ہندو مسلم اتحاد) کے پائدار اور معقول فیصلہ پر - بغیر اس کے ہر چیز ہمارے سامنے تاریک ہے -

(ینگ انڈیا - ۳ اپریل سنہ ۱۹۲۴ ع)

غنڈے

غنڈوں پر الزام رکھنا غلطی ہے - وہ کبھی شرارت نہیں کرتے جب تک ہم ان کے لئے فضا پیدا نہ کریں - جو کچھہ بمبئی میں ولیعہد کی آمد کے موقع پر سنہ ۱۹۲۱ ع میں ہوا تھا وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا - ہم نے تخم ریزی کی اور غنڈوں نے پھل کھائے - ہمارے ہی آدمی ان کے پس پشت تھے - مجھے یہہ کہنے میں ذرا بھی باک نہیں کہ ملتان، سہارنپور اور دوسرے مقامات پر عزت دار مسلمان (سب نہیں) ان بداعمالیوں کے ذمہ دار ہیں - اسی طرح میں یہہ بھی مانتا ہوں کہ کٹارپور اور آرہ میں عزت دار ہندو شرارتوں کے ذمہ دار تھے - اگر یہہ صحیح ہے کہ پلول میں ہم نے کچی مسجد کے بجائے پختہ مسجد بنانے کو روکا تو یہہ کام غنڈوں

ساتھ روا داری شرط ھو تو اس میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئیے جگہ ھوگی - ....میں تو ھندو راج کا خواب دیکھنا بھی حب وطن کے خلاف سمجھتا ھوں -

(ینگ انڈیا - ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ع)

مسلمان اچھوت

مولانا حسرت موھانی نے مجھہ سے کہا کہ ھندوؤں کی خاطر مسلمانوں کو گائے کی حفاظت کرنا چاھئے اور ھندوؤں کو چاھئے کہ وہ مسلمانوں کو اچھوت نہ سمجھیں جیسا کہ بقول اُن کے شمالی ھندستان میں مسلمان سمجھے جاتے ھیں - میں نے اُن سے کہا کہ میں اس معاملہ میں آپ سے کوئی سودا نہ کروں گا - اگر مسلمان سمجھتے ھیں کہ اُن کا فرض ھے کہ ھندوؤں کی خاطر گائے کی حفاظت کریں تو وہ ایسا کریں بلالحاظ اس امر کے کہ ھندو اُن کے ساتھہ کیا برتاؤ کرتے ھیں - میری رائے میں تو یہہ ایك گناہ ھے کہ اگر ھندو مسلمان کو اچھوت سمجھے - اُسے ایسا نہیں سمجھنا چاھئے - قطع نظر اس امر کے کہ مسلمان گائے کو مارتا ھے یا اُس کی حفاظت کرتا ھے -

(ینگ انڈیا - ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ع)

انسان حیوان

واقعہ یہہ ھے کہ جب خون کھولتا ھے" تعصب کا پلہ

گائے نہیں بچائی جا سکی۔ بر خلاف اس کے ان فسادات سے مسلمانوں کی ضد بڑھیگی اور گاؤ کشی زیادہ ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ سنہ ۱۹۲۱ ع میں مسلمانوں کی رضامندی اور فیاضانہ کوششوں سے زیادہ گائیں بچائی جاسکینگی بمقابلہ اُن کوششوں کے جو ہندوؤں نے گزشتہ ۲۰ سال میں کیں۔ گائے کی حفاظت خود ہماری طرف سے شروع ہونی چاہئیے۔ دنیا کے کسی حصہ میں شاید مویشی کے ساتھہ اتنا برا برتاؤ نہیں ہوتا جتنا کہ ہندستان میں ہوتا ہے۔ میں ہندو گاڑی ہانکنے والوں کو اپنی نوک سے بیلوں کو گودتے دیکھہ کر بعض اوقات رو پڑا ہوں۔ ہمارے مویشی کی نیم فاقہ زدہ حالت ہمارے لئے باعث شرم ہے۔ گایوں کے گلے قصابوں کی چھری کے تلے اس لئے آتے ہیں کہ ہندو اُن کو فروخت کرتے ہیں۔ گائے کی حفاظت کا تنہا با عزت طریقہ یہی ہے کہ مسلمانوں کو دوست بنایا جائے اور اُن کے احساس حق پر اس بات کو چھوڑ دیا جائے کہ وہ گائے کی حفاظت کریں۔

(ینگ انڈیا - ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۴ ع)

حب وطن کے خلاف

ہندو ہندستان میں سوراج چاہتے ہیں نہ کہ ہندو راج۔ اگر ہندو راج بھی ہو اور اس میں غیر ہندوؤں کے

اگر اب مسلمان سخت اور متعصب ہو گیا ہے تو ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کہ اس کو ایسا بنانے میں ہمارا حصہ بھی کچھ کم نہیں ہے -

(ینگ انڈیا - ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۴ ع)

خوش اخلاقی یا خوشامد

مجھہ پر مسلمانوں کی طرفداری کا الزام دگنی قوت سے دھرایا جارہا ہے - ہندو کہتے ہیں کہ میں ہندوؤں کے نقائص بیان کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں اور مسلمانوں کے عیوب کو گھٹا کر دکھاتا ہوں - ایک طرح تو میں بھی اس الزام کو تسلیم کرتا ہوں - اگر صحیح فیصلہ کرنا ہے تو ہمیں حالات کو صحیح زاویۂ نظر سے دیکھنا چاہئے - عادت نے قدرتی طریقۂ کار کو پلٹا دیا ہے - ہم خود اپنی غلطیوں کا وزن کم محسوس کرتے ہیں اور اپنے مخالف کے عیبوں کا وزن زیادہ بتاتے ہیں - اسی لئے عدم روا داری کا رحجان پیدا ہوتا ہے ......معترضین کو یہہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ بعض سمجھہ رہے ہیں کہ میں کسی سیاسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کی خوشامد کر رہا ہوں - میرے لئے یہہ کام ناممکن ہے اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ اتحاد خوشامد اور چاپلوسی سے حاصل نہیں ہو سکتا - خوش اخلاقی

بھاری ھوتا ھے تو انسان خواہ وہ ھندو ھو یا مسلمان یا کچھہ اور حیوان بن جاتا ھے اور حیوانوں کے کام کرنے لگتا ھے -

(ینگ انڈیا - ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۴ع)

شیشہ کے گھروں میں

جس وقت ان کے شبہات دل سے نکل جائیں تو مسلمان بہادر ھیں اور فیاض ھیں - ھندو جو خود شیشہ کے گھروں میں رھتے ھین کوئی حق نہیں رکھتے کہ وہ اپنے مسلمان ھمسایوں پر پتھر پھینکیں، یہہ بھی تو دیکھیں کہ اپنے پست فرقوں کے ساتھہ ھم کیا کر رھے ھیں - اور ھم نے کیا کیا ھے - اگر کافر ایک ملامتی لفظ ھے تو اس سے کتنا زیادہ ملامتی لفظ چنڈال ھے - دنیا کے مذاھب کی تاریخ میں اس طرز عمل کی کوئی مثال نہیں مل سکتی جو ھم نے اپنے پست فرقوں کے ساتھہ اختیار کیا - اور افسوس یہہ ھے کہ یہہ طرز عمل ابھی تک جاری ھے .. .. اسلام کی تاریخ میں اگر اخلاقی برائیاں ھیں تو اس کے بہت سے صفحات روشن بھی ھیں - اپنی عظمت کے زمانہ میں اسلام غیر فرقہ وارانہ تھا - ساری دنیا اس کی تعریف کرتی تھی..........اسلام چھوٹا مذھب نہیں ھے - ھندو ذرا اسے پڑھیں تو وہ اس کو پسند کریں گے جس طرح کہ میں پسند کرتا ھوں -

روا داری

سچے ہندو مسلم اتحاد کا اقتضا یہہ ہے کہ مسلمان نہ صرف مصلحتاً، نہ صرف ایک پالیسی کی طرح بلکہ اپنے مذہب کے ایک جزو کے طور پر دوسروں کے مذہب سے روا داری برتیں - اسی طرح ہندوؤں سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ بھی اسی قسم کی روا داری دوسروں کے مذہب کے ساتھہ برتیں گے - خواہ وہ مذاہب ہندوؤں کے مذہبی احساس کے لئے کتنے ہی ناگوار کیوں نہ ہوں -

(ینگ انڈیا - ۲۸ اگست سنہ ۱۹۲۴ع)

میں فسادات کا ذمہ دار

میں جانتا ہوں کہ بہت سے ہندو یہہ محسوس کرتے ہیں کہ میں ایسے بہت سے واقعات (فسادات) کا ذمہ دار ہوں - اس لئے کہ وہ یہہ کہتے ہیں کہ میں نے ہی بڑی حد تک مسلمان عوام میں بیداری پیدا کی - میں اس الزام کو تسلیم کرتا ہوں لیکن میں اپنے کئے پر پشیمان نہیں ہوں ۔ .. مسلمانوں کے ساتھہ میرے اتحاد میں یہہ شرط مسلمہ تھی کہ وہ میرے بتوں اور میرے مندروں کے روا دار ہوں گے -

(ینگ انڈیا - ۲۸ اگست سنہ ۱۹۲۴ع)

کو خوشامد نہ سمجھنا چاھئے - اور نہ ڈھٹائی کو بے خوفی اور بہادری -

(ینگ انڈیا - ۱۲ جون سنہ ۱۹۲۴ع)

بڑے دل کی ضرورت ھے

مین جانتا ھون کہ بہت سے ھندو ایسا خیال کرتے ھین لیکن سچی بات یہہ ھے کہ ایک ایسی فضا مین جس پر بدگمانی اور جذبات حاوی ھیں غیر جنبہ داری کو حنبہ داری ضرور سمجھا جائے گا، آن ھندوؤں کو جو اسلام یا مسلمانون مین کوئی خوبی بھی دیکھنے سے انکار کرتے ھیں قدرتاً صدمہ ھوتا ھے جب وہ دیکھتے ھیں کہ اسلام اور اس کے پیروون کی طرف سے کوئی صفائی پیش کی جارھی ھے مگر مجھہ پر تو کوئی اثر نہیں ھوتا اس لئے کہ میں جانتا ھون کہ کسی دن تو میرے ھندو معترضیں میرے اندازہ کی صحت کو تسلیم کرلیں گے - وہ غالباً اس بات کو تسلیم کرلیں گے کہ جب تک ھر فریق ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کے نقطہ نظر اور کمزوریوں کو گوارا کرنے کے لئے تیار نہ ھو اتحاد ھو ھی نہیں سکتا - اس کے لئے ایک بڑے دل کی ضرورت ھے جس کے معنی یہہ ھیں کہ ھمیں دوسرون کے ساتھہ وھی کرنا چاھئے جو ھم چاھتے ھیں کہ وہ ھمارے ساتھہ کرین -

(ینگ انڈیا - ۷ اگست سنہ ۱۹۲۴ع)

اسلام کی حفاظت لاٹھی سے

میں اُن سے (مسلمانوں سے) صرف یہہ کہتا ہوں کہ "تم اسلام کی حفاظت لاٹھی یا تلوار سے نہیں کرسکتے۔ لاٹھی کا زمانہ گزر گیا۔ اب ہر مذہب اُس کے پیروؤں کی پاك نفسی سے جانچا جائے گا۔ اگر تم اپنے عقائد کی مدافعت کا کام غنڈوں کے سپرد کردو گے تو اسلام کو سخت نقصان پہونچاؤ گے۔ اُس صورت میں اسلام فقراء اور اللہ کے پوجنے والوں کا مذہب نہ رہے گا۔

(ینگ انڈیا - ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ع)

اپنے خون سے

میں دونوں قوموں کے درمیان بہترین واسطہ بننا چاہتا ہوں۔ میری تمنا یہہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو دونوں کو اپنے خون سے اس طرح متحد کردوں جس طرح سیمنٹ دو چیزوں کو ایک دوسرے میں ضم کردیتا ہے۔ لیکن پہلے اس سے کہ میں ایسا کرسکوں مجھے مسلمانوں پر یہہ ثابت کرنا ہوگا کہ میں اُن کا دوست ہوں۔ میرا مذہب مجھے سکھاتا ہے کہ میں سب سے مساوی طور پر محبت کروں۔ ایسا کرنے میں خدا میری مدد کرے۔

(ینگ انڈیا - ۲۵ ستمبر سنہ ۱۹۲۴ع)

انتقام کا خیال

هندوؤں کو چاهئے که انتقام کے خیال کو دل سے نکال دیں - انتقام کے خیال کا تجربه آدم کے وقت سے اس وقت تك هوتا رها هے اور همیں معلوم هے که یهه طریقه همیشه ناکام رها هے - هم اس کے زهریلی اثر کے تحت همیشه کراهتے رهے هیں - سب سے زیاده ضروری یهه هے که هندو مندروں کا انتقام لینے کے لئے مسجدوں کو نه توڑیں - اس طریقه کا نتیجه غلامی اور اس سے بهی بدتر هوگا - اگر هزار مندر بهی خاك میں ملا دیئے جائیں تب بهی میں کسی ایك مسجد کو هاتهه نه لگاؤں گا - اور اس طرح مذهبی مجنونوں کے نام نهاد عقیده پر اپنے عقیده کی برتری ثابت کروں گا .... هندو اپنے مذهب کی اور اپنے مندروں کی حفاظت اس طرح نهیں کرسکتے که وه اس کے بدلے میں مسجدوں کو توڑ ڈالیں اور اس طرح اپنے کو اتنا هی مجنون ثابت کریں جتنے که وه لوگ هیں جو مندروں کی بے حرمتی کر رهے هیں - ان نا معلوم اشخاص سے جو اس هنگامه کے پرده میں هیں میں کهتا هوں که "یاد رکهو که اسلام تمهارے عمل سے جانچا جا رها هے" -

(ینگ انڈیا - ۲۸ اگست سنه ۱۹۲۴ ع)

اگر غلام رهنا نهین چاهتے

آج تو هندو مسلم اتحاد محض ایك خواب معلوم هوتا هے - میں دیکهه رها هوں که دونوں لڑنے کی تیاریاں کر رهے هیں - هر فریق یهه دعوی کرتا هے که وه اپنی حفاظت کرنے کی تیاری کر رها هے - کسی حد تك هر فریق صحیح کہتا هے - اگر انهیں لڑنا هی هے تو بہادری کے ساتهه لڑنا چاهئے - اور پولیس اور عدالتوں کی امداد سے بے نیاز هو جانا چاهئے .. ..

اگر هم غلام رهنا نهیں چاهتے تو همیں برطانوی سنگینوں اور عدالتوں کے غیر یقینی انصاف پر بهروسه ترك کر دینا چاهئے - ان دونوں پر بهروسه کرنے سے احتراز کرنے کی تعلیم سوراج کی تعلیم هے ....

کیا هم میں اتنی منفی جرات بهی نه هو گی که هم انگریزوں کی مدد سے بے نیاز هو جائیں؟ هم دیکهه چکے هیں که ایسا کرنا ممکن هے اگر هم آپس میں نه لڑیں .... هر حالت میں زخمی سر پر پٹی باندھ کر سیدھا کهڑا رهنا اپنے سر کو بچانے کے لئے پیٹ کے بل سرکنے سے بہتر هے -

(ینگ انڈیا - ۲ اپریل سنه ۱۹۲۵ ع)

عوام همیشه نهین بهکائے جا سکتے

خوش قسمتی سے هندو مسلم اتحاد کی آخری تکمیل

خدا کے منکر

اُن هندو اور مسلمانون کے لئے جو مجھه سے محبت کرنے کا دعوی کرتے هین یهه ایک تنبیه هے که اگر اُنهون نے سچے دل سے میرے ساتھه محبت کی هے اور اگر میں اُن کی محبت کا مستحق هون تو وہ بھی میرے ساتھه اِس گناہ کا کفارہ دیں که هم اپنے دلون میں خدا کے منکر هو گئے - ایک دوسرے کے مذهب کو بد نام کرنا ' غیر ذمہ دارنه بیانات دینے ' جھوٹی باتیں زبان پر لانا - بے خطا لوگون کے سر توڑنا - مسجدون اور مندرون کی بےحرمتی کرنا یهه سب خدا کا منکر هونے کے برابر هے ...... هم شیطان کی بات پر کان دهرتے هیں ...

میں کسی هندو یا مسلمان سے یهه نهیں کهتا که وہ اپنے مذهب کے ایک ذرہ سے بھی دست بردار هو جائے ' مگر یهه تو سمجھه لے که مذهب کیا هے ؟ ......

(ینگ انڈیا - ۲۵ ستمبر سنه ۱۹۲۴ع)

سودا کئے بغیر

اگر هندو مذهب اسلام سے یا غیر هندو مذهبون سے نفرت کرنے کی تعلیم دیتا هے تو اُس کی قسمت میں تباهی لکھی هے - پس هر قوم کو دوسری قوم سے سودا کئے بغیر اپنی حالت کو درست کرنا چاهئے -

(ینگ انڈیا - ۱۷ دسمبر سنه ۱۹۲۴ع)

کے سروں کو کافی توڑ چکیں گے اور ایک دوسرے کا خون بہا چکیں گے اور پھر اپنی حماقت کو محسوس کریں گے اس وقت محض انصاف کی ترازو ہماری نظر سے گر جائے گی اور ہم تسلیم کریں گے کہ دوستی کا قانون انتقام نہیں ہے اور نہ عدالت - بلکہ دوستی کا قانون سوائے تسلیم و رضا کے کچھہ نہیں - ہندو کو گائے ذبح ہوتے دیکھنا گوارا نہ ہوگا اور مسلمانوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہندوؤں کے احساسات کو مجروح کرنے کے لئے گائے کی قربانی قانون اسلام کے خلاف ہے - جب خوش قسمتی کا وہ دن آئے گا تو ہم ایک دوسرے کی خوبیوں کا علم حاصل کریں گے - ہماری برائیاں ہماری نظر پر حاوی نہ ہونگی - وہ دن بہت دور ہو یا بہت قریب ہو میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ دن جلد آئے گا - بہر حال میں سوائے اس کے اور کسی مقصد کے لئے کام نہیں کر سکتا -

(ینگ انڈیا - ۹ جولائی سنہ ۱۹۲۵ع)

خدا ہمیں عقل و فہم دے

باوجودیکہ ہم دونوں (ہندو - مسلمان) ایک ہی مادر وطن کے بچے ہیں، ایک ہی کھانا کھاتے ہیں، لیکن ایک دوسرے کو اب ہم اپنے دلوں میں کوئی جگہہ نہیں دیتے - ہمیں نہایت عاجزی کے ساتھہ دعا کرنی چاہئے

ہمارے مذہبی اور سیاسی لیڈروں پر منحصر نہیں ہے۔ اُس کا انحصار دونوں قوموں کے عوام کی وسیع النظری پر ہے۔ یہ عوام ہمیشہ تو نہیں بہکائے جا سکتے۔

(ینگ انڈیا - ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۲۵ع)

احمقانہ غصہ اور جہل

انصاف اور محض انصاف کی آواز احمقانہ غصہ اور جہل کا مظاہرہ ہے، خواہ وہ مسلمانوں کی طرف سے ہو یا ہندوؤں کی طرف سے، جب تک کہ ہندو یا مسلمان انصاف، انصاف پکارتے رہیں گے وہ کبھی متحد نہیں ہو سکتے انصاف اور صرف انصاف کا آخری کلمہ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس کے مرادف ہوجاتا ہے۔ انگریز کیوں ایک انچہ بھی وہ زمین واپس کرے جو اُس نے ملک گیری کے ذریعہ سے حاصل کی ہے۔ اور ہندستانی جب اُنھیں قوت حاصل ہو تو ہر وہ چیز انگریزوں کے حلق سے کیوں نہ اُگلوا لیں جو اُنہوں نے ہندستانیوں کے آباؤاجداد کو لوٹ کر حاصل کی تھی۔ لیکن جب ہم کوئی تصفیہ کرین گے تو ہم اُسے نام نہاد انصاف کی ترازو میں نہ تولیں گے بلکہ ہم اپنے حساب کتاب میں تسلیم و رضا کا عنصر داخل کرین گے جسے دوسرے لفظوں مین محبت اور ہمدردی کہتے ہیں۔ یہی صورت اُس وقت ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بھی ہوگی جب ہم ایک دوسرے

کر دے گا جو ہم آج از خود نہیں کرتے - اگر تم ایمان رکھتے ھو تو میں التجا کرتا ھون کہ اپنے قلب سے رجوع کرو اور اس قلب میں رہنے والے خدا سے دعا کرو کہ وہ تمہارے ھاتھون کو خطا سے روکے اور صواب کی انجام دھی پر آمادہ کرے -

(ینگ انڈیا - ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۲۷ ع)

دیوانہ گاندھی

میرے لئے مسرت صرف اپنا فرض انجام دینے میں ھے، اور اس یقین میں کہ کسی دن مسلمان ھندوؤں سے متحد ھو جائین گے - اس وقت ھر شخص کہے گا کہ یہہ اچھا نتیجہ اس دیوانے گاندھی کی کوششوں کا ھے جو اسی مقصد کے لئے جدو جہد کرتے ھوئے مر گیا -

(ینگ انڈیا - ۳ مارچ سنہ ۱۹۲۷ ع)

جان دینے کی جرات

میں اب بھی اتحاد پر اتنا ھی ایمان رکھتا ھون جتنا کہ پہلے رکھتا تھا - اگر یہہ اتحاد میرے جان دینے سے حاصل ھو سکتا ھے تو مجھہ میں جان دینے کی جرات اور جان دینے کا ارادہ کافی ھے -

(ینگ انڈیا - ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۷ ع)

کہ خدا ہمیں عقل و فہم عطا کرے ۔

(ینگ انڈیا ۱۳ جنوری سنہ ۱۹۲۷ ع)

ہندو مسلم اتحاد ہو کر رہے گا

میرے اندر کوئی چیز مجھسے بتاتی ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ہو کر رہے گا اور شاید توقع سے زیادہ جلد ہوگا ۔ یعنی خدا کسی دن ہم پر ہماری خواہش کے خلاف اس اتحاد کو طاری کر دے گا ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۲۷ ع)

اپنے قلب سے رجوع کرو

اور وہ کیا چیز ہے جس کے لئے ہم لڑ رہے ہیں، ہندو بت پرست ہوں اور ہم غلطی کر رہے ہوں (یہہ ممکن ہے) لیکن خدا نے ہر انسان کو غلطی کرنے کا حق دیا ہے ۔ پھر جب خدا ہمیں باوجود بت پرست ہونے کے زندہ رہنے کی اجازت دیتا ہے تو مسلمان کیوں ہمارے وجود کو گوارا نہ کریں ؟ اور اگر ایک مسلمان یہہ سمجھتا ہے کہ اس کے لئے گائے کو ذبح کرنا ضروری ہے تو ہندو اس کو زبردستی کیوں روکنا چاہے؟ کیوں نہ اس کے سامنے دوزانو ہو کر التجا کرے؟ مگر ہم ایسا کوئی عمل اختیار کرنا نہیں چاہتے تو پھر خدا کسی دن ہندوؤں اور مسلمانوں کو وہ ہی کرنے پر مجبور

که "رنگیلا رسول" ہے - ہندوؤں کا کام ہے، جس طرح ہندوؤں کے خلاف تحریروں کا روکنا مسلمانوں کا کام ہے - یا تو یہہ بات لیڈروں کے قابو سے باہر ہو گئی ہے یا وہ ان حرکتوں کی تائید کرتے ہیں - بہر صورت حکومت کی امداد ہمیں ایک دوسرے کے ساتھہ روادار نہیں بنا سکتی -

(ینگ انڈیا - ۲۲ ستمبر سنہ ۱۹۲۷ ع)

ایک ماہر طبیب

کسی کو یہہ گمان نہ کرنا چاہئے کہ میں نے اس مسئلہ (ہندو مسلم اتحاد) سے ہمیشہ کے لئے ہاتھہ دھو لئے ہیں - میں تو ایک ماہر طبیب کی طرح جسے اپنی دوا پر بھروسہ ہوتا ہے وقت کا منتظر ہوں - اس کا مجھے پورا یقین ہے کہ میری یہی دوا اس بظاہر نا قابل علاج مرض کے لئے اکسیر ہے اور یہہ کہ آخر کار دونوں یا ان میں سے ایک فریق میرے ہی علاج کو قبول کرنے پر مجبور ہوگا -

(ینگ انڈیا - ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ ع)

بزدلوں کے لئے کوئی جگہ نہیں

اگر دونوں قوموں کے سوچنے سمجھنے والے طبقے

مذہب کے نام پر

ہم میں سے بعض خدائے رحیم کی بے حرمتی کر رہے ہیں اور مذہب کے نام پر وحشیانہ حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں - میں جانتا ہوں کہ نہ تو قتل و خون ریزی اور نہ برادر کشی کسی مذہب کی حفاظت کر سکتی ہے - جو مذہب مذہب کہے جانے کے قابل ہو گا اس کی حفاظت صرف پاکیزگی نفس انکساری اور بے خوفی ہی سے کی جا سکتی ہے ....کوئی سمجھوتہ جو ان شرطوں سے آزاد ہو محض ایک دفع الوقتی ہو گا -

(ینگ انڈیا - ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۷ ع)

جھگڑالو عناصر

ایک غیر ملکی حکومت سے رجوع کرنا کہ وہ ہمارے درمیان تصفیہ کر دے کمزوری کی علامت ہے نہ کہ سوراج کے لئے ہماری قابلیت کی ....اگر ہم نام نہاد لیڈر اپنے جھگڑالو عناصر پر کوئی اثر نہیں رکھتے تو ہمارا سمجھوتہ یقیناً لازماً غیر حقیقی اور بے کار ہو گا -

(ینگ انڈیا - ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۷ ع)

رنگیلا رسول

مسلمانوں کے خلاف ایسی تحریروں کو روکنا جیسی

کرسکتا ۔ تا ہم اگر کوئی آزاد حکومت اقلیتوں سے زبردستی کرنے پر مبنی نہیں ہو سکتی (اور نہیں ہو سکتی) تو یہہ ضروری ہے کہ تمام فرقوں کو رضامند کیا جائے ۔ لیکن اب کانگریس کو ایک مشترکہ قومیت کی روح پیدا کرنی ہے اور ایک ایسے اہم مسئلہ میں جیسا کہ فرقہ واری مسئلہ ہے ضروری ہے کہ دفع الوقتی اور بناوٹی تدبیروں سے احتراز کیا جائے ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۹ جنوری سنہ ۱۹۳۰ ع)

کانگریس اور انصاف

کانگریس تمام ایسے سمجھوتوں سے قطع نظر کرتی ہے جو فرقہ واری بنیاد پر مبنی ہوں ۔ لیکن اگر کبھی وہ کسی ایسے سمجھوتہ پر غور کرنے کے لئے مجبور ہو جائے تو صرف ایسے ہی سمجھوتے پر غور کرے گی جس سے تمام فریقین کے لئے نہ صرف انصاف حاصل ہو بلکہ جس پر وہ سب رضامند بھی ہو جائیں ۔ اپنے وعدوں پر قائم رہنے کے لئے کانگریس آزادی کی کسی ایسی تجویز کو قبول نہیں کر سکتی (جہاں تک فرقہ واری حقوق کا تعلق ہے) جو متعلقہ فریقین کو مطمئن نہ کر سکے ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۳۰ ع)

اونچا پہاڑ

میں کبھی مسلمانوں کا دشمن نہیں ہو سکتا ۔ خواہ

اس بزدلی اور حماقت کا اندازہ کر سکیں جو ان جھگڑوں کے پس پشت ہے تو ہم با آسانی یہہ جھگڑے ختم کرا سکتے ہیں - اگر دونوں یا ان میں سے کوئی عقل سے کام لے تو یہی راستہ عدم تشدد کا ہو گا - لیکن دونوں لڑتے رہیں اور صرف تلخ تجربہ سے عقل سیکھیں تو یہہ راستہ تشدد کا ہو گا - بہر حال ایسی سماج میں جو آزادی کی لگن رکھتی ہو بزدلوں کے لئے کوئی جگہ نہیں - سوراج بزدلوں کا حصہ نہیں ہو سکتا -

(ینگ انڈیا - ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ ع)

مستقبل خدا کے ہاتھہ میں

میرا یہہ عقیدہ کہ ایک دن کسی نہ کسی طرح مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک دوسرے کا دوست بننا ہی پڑے گا اب بھی اتنا ہی مضبوط ہے جتنا کہ پہلے تھا - کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کب اور کس طرح یہہ کام ہو گا - مستقبل کلیتہ خدا کے ہاتھہ میں ہے - لیکن اس نے ہمیں ایمان کا جہاز دیا ہے جس سے ہم شبہ کے سمندر کو عبور کرنے کے قابل ہو سکیں گے -

(ینگ انڈیا - ۱۱ اکتوبر سنہ ۱۹۲۸ ع)

بناوٹی تدبیریں

آزاد ہندوستان فرقہ واری نمایندگی پر گزارا نہیں

کہ اب زندگی نا قابل برداشت ہے تو مجھے امید ہے کہ مجھہ میں اتنی جرات ہے کہ ان خونریز جھگڑوں کا تماشا دیکھنے کے بجائے میں فاقے کر کے مرجاؤں.............

میں مرجانا پسند کروں گا پہلے اس سے کہ یہہ دیکھوں کہ جو لوگ اپنے کو کانگریسی کہتے ہیں اور کانگرس کے عقیدے کی قسم کھاتے ہیں وہ اس عقیدہ کی اپنے دلوں میں یا علانیہ طور پر خلاف ورزی کر رہے ہیں ۔ اگر میں اس تضاد کو بے پروائی کے ساتھہ دیکھتا رہوں تو میں دنیا کو اور خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا ۔ خدا مجھہ سے کہے گا کہ میں جھوٹی اور دھوکہ اور فریب کی زندگی بسر کرتا رہا ۔

(ینگ انڈیا ۔ ۲ اپریل سنہ ۱۹۳۱ ع)

دو جدا گانہ خانے

میرے دل میں وہی محبت مسلمانوں کے لئے ہے، میرے دل میں مسلمانوں کے درد کا احساس بہی اتنا ہی ہے جتنا کہ ہندوؤں کے درد کا ۔ اگر میں اپنے دل کو چیر کر دکھا سکوں تو تمہیں معلوم ہو گا کہ میرے دل میں دو جدا گانہ خانے نہیں ہیں کہ ایک ہندوؤں کے لئے مخصوص ہو اور دوسرا مسلمانوں کے لئے، اسی لئے میں اپنی ذمہ داری محسوس کرتا ہوں جب میں دیکھتا ہوں

وہ فرداً فرداً یا اجتماعی طور پر میرے ساتھہ کچھہ ھی برتاؤ کرین - بالکل اسی طرح جس طرح میں انگریزون کا دشمن نہیں ھو سکتا خواہ وہ مظالم کے آس اونچے پہاڑ پر جو آنھون نے بنایا ھے کتنے ھی اور مظالم کا انبار کھڑا نہ کردین -

(ینگ انڈیا - ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۳۰ ع)

میری برداشت سے باھر

اور کیا قیامت ھم نے برپا کی ھے - عورتوں کی توھین کی گئی اور بچے مار ڈالے گئے - کوئی ھندو اس خیال سے اپنے دل کو تسکین نہ دے کہ یہہ بچے مسلمانون کے تھے اور کوئی مسلمان اس خیال سے تسکین حاصل نہ کرے کہ جو مارے گئے ھیں وہ ھندوؤں کے بچے تھے - میں آن دونون کے (جو ایسا خیال کرتے ھین) مذھب سے واقف نہیں مگر اس حقیقت کو تسلیم کرنا ھی پڑے گا کہ ھندوؤن اور مسلمانون دونون نے اپنی عقل کھو دی ھے - وہ تمام بچے اس سر زمین کے بچے تھے - وہ ھماری مشترکہ مادر وطن کے بچے تھے - ان خونریز کارروائیون نے مجھے حد درجہ شرمندہ کیا ھے - اور جو کوئی میری آواز سن سکے وہ سن لے کہ میں اعلان کرتا ھون کہ کسی دن یہہ حالات میری برداشت سے باھر ھو جائین گے .... جس وقت میں محسوس کرون گا

مجھے شبہ نہیں

مجھے ذرا بھی شبہ نہیں کہ ایک دن تو ہمارے دل ضرور مل جائیں گے - آج جو بات نا ممکن معلوم ہوتی ہے اس کو خدا کل ممکن بنا دے گا - اسی دن کے لئے میں کام کرتا ہوں، زندہ ہوں اور دست بدعا ہوں -

(ہریجن - ۷ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ ع)

ایک قوم

(یہ صاحب) اپنے خط کے آخری پیرا گراف میں ایک خطرناک اصول پیش کرتے ہیں - ہندستان کیوں ایک قوم نہیں ہے؟ مثلاً کیا وہ مغلوں کے زمانہ میں ایک نہ تھا؟ کیا ہندوستان دو قوموں پر مشتمل ہے؟ اگر ہے تو پھر دو قوموں ہی تک یہ اصول کیوں کر محدود ہو سکتا ہے؟ کیا عیسائی تیسری قوم نہیں ہیں؟ پارسی چوتھی قوم نہیں ہیں؟ وغیرہ وغیرہ - کیا چین کے مسلمان چینیوں سے جدا ایک قوم ہیں-؟ پنجاب کے مسلمان وہاں کے سکھوں اور ہندوؤں سے کیوں کر مختلف ہیں؟ کیا وہ سب پنجابی نہیں ہیں؟ ایک ہی پانی پیتے ہیں، ایک ہی ہوا کھاتے ہیں اور ایک ہی زمین سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں اور کون سی چیز ایسی ہے جو انہیں اپنے مذہب کے اتباع سے روکتی ہو؟ کیا انگلستان کے مسلمان انگلستان کے انگریزوں سے مختلف کوئی

جگہ کوئی مسلمان ہندو پر یا کوئی ہندو کسی مسلمان پر حملہ کر رہا ہے - اب تک تو میں نے ان حالات کو برداشت کیا ہے لیکن انسانی تحمل اور برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے -

(ینگ انڈیا - ۱۳ اگست سنہ ۱۹۳۱ ع)

یہیں پیدا ہوئے اور یہیں مرینگے

اچھا ہو یا برا - اب تو دونوں فرقے ہندستان کے ساتھ وابستہ ہیں وہ ایک دوسرے کے ہمسایہ ہیں اور ایک ہی مادر وطن کی اولاد ہیں - وہ یہیں مرین گے اور یہیں پیدا ہوئے تھے - اگر وہ اپنی مرضی سے ایک دوسرے کا ساتھ نہ دین گے تو قدرت انھیں آپس میں پر امن زندگی بسر کرنے پر مجبور کرے گی -

(ہریجن - ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۳۸ ع)

اگر میرے دل کو چیر کر دیکھو

اگر تم میرے دل کو چیر کر دیکھو تو تم دیکھو گے کہ اس کے اندر ہندو مسلم اتحاد کی دعا اور تمنا پیہم دن رات اور بغیر کسی وقفہ کے، خواہ میں سوتا ہوں یا جاگتا ہوں، جاری ہے -

(ہریجن - ۱۷ دسمبر سنہ ۱۹۳۸ ع)

ھے کہ ان صاحب نے بہت ھی کمزور دلیل اختیار کی ھے۔

(ھریجن - ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۳۹ع)

دو ٹکڑے

ھندستان کے دو ٹکڑے کرنے کی تجویز سامراج کی ترقی کا باعث ھوگی اس لئے کہ ایسا صرف انگریزوں کی سنگینوں ھی کے ذریعہ سے ھو سکتا ھے یا ایک خوفناک خانہ جنگی کے ذریعہ سے -

(ھریجن - ۱۱ نومبر ۱۹۳۹ع)

سب سے بڑا دشمن

میرے پاس خطوط آتے ھیں اور مسلمانوں کے اردو اخباروں کے جو تراشے جمع ھیں ان سے ظاھر ھوتا ھے کہ مجھے اسلام اور ھندستان کے مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن سمجھا جاتا ھے - ایک زمانہ میں میں ان کا سب سے بڑا دوست کہا جاتا تھا، اس وقت میں نے وہ توصیف گوارا کی تو اب بھی مجھے صبر کرنا چاھئے جبکہ میں دشمن سمجھا جارھا ھوں - حقیقت تو صرف اللہ ھی کو معلوم ھے - مگر مجھے خود اس بات کا یقین ھے کہ جو کچھہ میں کہتا ھوں یا سوچتا ھوں اس میں میں ان کا دشمن نہیں ھوں - وہ میرے خون شریک بھائی

قوم هیں؟

۴- کیا پھر یہہ بات ہے کہ صرف ہندستان کے مسلمان ہی ایک الگ قوم ہیں باقی کوئی دوسرا فرقہ علیحدہ نہیں ہے؟ کیا ہندستان کے دو ٹکڑے کئے جائیں گے، ایک ہندو کا ایک مسلم کا؟ اور اُن مٹھی بھر مسلمانوں کا کیا حشر ہونا ہے جو سیکڑوں ایسے گانوؤں میں رہتے ہیں جہاں بالا دست اکثریت ہندوؤں کی ہے؟ (تقسیم کا) جو طریقہ خط لکھنے والے صاحب نے پیش کیا ہے وہ تو جنگ و جدل کا طریقہ ہے۔

(ہریجن - ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ع)

جدا گانہ قومیں

ممکن ہے کہ یہہ دعوی کہ ہندستان میں مسلمان ایک جداگانہ قوم ہیں قابل بحث ہو۔ لیکن یہہ تو میں نے کبھی نہیں سنا کہ دنیا میں اتنی ہی قومیں ہیں جتنے مذہب ہیں - اگر ایسا ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ جب کوئی شخص اپنا مذہب بدلتا ہے تو اُس کی قومیت بھی بدل جاتی ہے - مجھے خط لکھنے والے صاحب کا تو یہہ خیال معلوم ہوتا ہے کہ انگریز، مصری، امریکی، جاپانی وغیرہ جداگانہ قومیں نہیں ہیں - لیکن مسلمان، پارسی، سکھ، ہندو، عیسائی، یہودی، بدھ، یہہ سب جداگانہ قومیں ہیں، خواہ وہ کہیں پیدا ہوئی ہوں - مجھے اندیشہ

ہم سب بھائی بھائی ہیں حتےٰ کہ قائد اعظم بھی میرے بھائی ہیں۔میں نے جو کچھہ اُن کے متعلق کہا ہے دل سے کہا ہے ۔ کبھی ایک فضول لفظ بھی اُن کے متعلق میری زبان سے نہیں نکلا اور میں پھر کہتا ہوں کہ میں اُنہیں اپنا بنا لینا چاھتا ہوں .... ایک زمانہ تھا جب کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جس کا اعتماد مجھے حاصل نہ ہو لیکن آج میں اُس اعتماد سے محروم ہو گیا ہوں اور اکثر اُردو اخبار مجھے برا بھلا کہہ رہے ہیں ۔ مجھے اس کا افسوس نہیں بلکہ اس سے تو میرا یہہ یقین اور مضبوط ہوتا ہے کہ مسلمانوں سے تصفیہ کئے بغیر سوراج ممکن نہیں .... اُن کی طرح مین بھی قران پڑھتا ہوں اور میں اُن سے کہہ سکتا ہوں کہ قران ہندو اور مسلمانوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتا لیکن اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ اُن کو ایسی جگہ ملے جس میں ہندو نہ ہوں تو میں اُس پر بھی اعتراض نہ کروں گا۔

(ہریجن - ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۴۰ ع)

میری روح بغاوت کرتی ہے

عدم تشدد پر ایمان رکھتے ہوئے میں ہندستان کی تقسیم کی مخالفت تشدد کے ساتھہ نہین کرسکتا ۔ اگر درحقیقت مسلمان تقسیم چاہتے ہیں، تو میں اس

هیں اور همیشه ایسے هی رهیں گے خواہ وہ مجھے زیادہ سے زیادہ اپنے سے جدا کر دین -

(هریجن - ۸ جون سنه ۱۹۴۰ ع)

قوم پرست مسلمان

قوم پرست مسلمان کو صرف اس لئے برا کہنا که وہ کانگریس سے وابسته هیں غلط هے، اگر وہ لیگ مین شریك هو جائیں تو شاید وہ اچھے مسلمان بن جائیں گے! مجھے حن صاحب نے خط لکھا هے آنهیں کچھه معلوم نهیں که کانگریسی مسلمان اتحاد پیدا کرنے کی کیا کوشش کر رهے هیں - جس وقت یهه اتحاد قائم هو جائے گا تو مجھے یقین هے که قوم پرست مسلمانون کو هندوؤن اور مسلمانون دونون سے اپنی خدمت کا صله ملے گا - میں ان مسلمانون کے ساتهه بیوفائی نهیں کرسکتا خواہ آن کی تعداد کتنی هی کم هو -

(هریجن - ۸ جون سنه ۱۹۴۰ ع)

بهائی بهائی

هم سب اپنے خدا کے روبرو مساوی هیں - هندو، مسلمان، پارسی، عیسائی ایك هی خدا کے پجاری هیں - پهر هم کیون آپس میں لڑتے هیں؟

جو لوگ مسلمانوں کے دلوں میں زہر پھونچا رہے ھیں وہ اسلام کو بہت زیادہ نقصان پہونچا رہے ھین -

(ھریجن - ۴ مئی سنہ ۱۹۴۰ ع)

اصلی نام ھندو

عملی زندگی میں ھم دونوں کو (ھندو مسلمانوں) دو جداگانہ قوموں میں تقسیم کرنا ناممکن ھے - ھم دو مختلف قومین نہیں ھیں - ھر مسلمان اگر اپنے خاندان کی تاریخ میں دور تک پیچھے جائے تو اسے معلوم ھوگا کہ اس کا اصلی نام ھندو نام ھے - ھر مسلمان دراصل ھندو ھی ھے جس نے اسلام قبول کر لیا ھے - ایسا کرنے سے کوئی جداگانہ قومیت تو پیدا نہیں ھوتی -

(ھریجن - ٦ جون سنہ ۱۹۴۰ ع)

دلوں کی جدائی

جداگانہ طریقہ انتخاب کا نتیجہ دلوں کی جدائی ھوا ھے - اس طریقہ میں باھمی بے اعتمادی اور مفادات کا تضاد تو سب سے پہلے فرض کر لیا جاتا ھے - اس طریقہ نے اختلافات کو دائمی بنانے اور بے اعتمادی کو بڑھانے میں مدد کی ھے -

(ھریجن - ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۲ ع)

---

vivisection پر دل سے تو کبھی رضامند نہیں ہو سکتا۔ میں اُس کو روکنے کے لئے عدم تشدد کا ہر طریقہ اختیار کروں گا اس لئے کہ تقسیم کے یہہ معنی ہیں کہ لاتعداد ہندوؤں اور مسلمانوں کی وہ محنت ضائع جائے جو اُنہوں نے ایک قوم بنکر رہنے کی کی ہے - میری تمام روح اس خیال کے مقابلہ میں بغاوت کرتی ہے کہ ہندو دھرم اور اسلام دو مخالف تہذیبوں اور عقیدوں کا نام ہے - اس لئے کہ میرا یقین تو یہہ ہے کہ قرآن اور گیتا کا خدا دونوں ایک ہیں اور ہم سب خواہ ہمارے نام کچھہ ہی ہوں ایک ہی خدا کے بچے ہیں - میں یقیناً اس خیال کے خلاف بغاوت کروں گا کہ کروڑوں ہندستانی جو کل تک ہندو تھے اپنا مذہب بدلنے کی وجہ سے اپنی قومیت بھی بدل سکتے ہیں -

(ہریجن - ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۴۰ ع)

دلوں میں زہر

مذہب انسان کو خدا سے وابستہ کرتا ہے - کیا اسلام مسلمانوں کو صرف مسلمانوں ہی سے وابستہ کرتا ہے اور ہندو کا دشمن بناتا ہے؟ کیا پیغمبر کی تعلیم یہہ تھی کہ مسلمانوں کے لئے اور اُن کے درمیان تو امن اور صلح ہو مگر غیر مسلموں سے جنگ..............

کے نمایندے ہو جو بقول لوکمانیہ تلک دس ہزار سال قدیم ہے - اور بعض کے قول کے مطابق اُس سے بھی زیادہ، اُس تہذیب کی خصوصیت یہہ ہے کہ وہ دنیا کو اپنا دوست بنائے، نام نہاد دشمنوں کو بھی اپنا دوست بنائے - ہماری تہذیب نے دریائے گنگا کی طرح بہت سے چشموں کو باہر سے اپنے اندر شامل کیا ہے اور میری دعا ہے کہ ہندو یونیورسٹی بھی جو ہند و تہذیب اور ہندو کلچر کی نمایندگی کرنے کی کوشش کر رہی ہے دوسری تہذیبوں کے بہترین عناصر کو دعوت دے اور اپنے میں شامل کرے اور فرقہ واری اتحاد اور ہم آہنگی کا نمونہ بن جائے -

(ہریجن - یکم فروری سنہ ۱۹۴۲ ع)

انگریز ہٹ جائے

اس کی ضرورت نہیں کہ مجھے میرے اس بیان پر ملامت کی جائے - یعنی یہہ جو میں نے کہا ہے کہ بغیر اتحاد کے آزادی حاصل نہیں ہو سکتی - میں اُس کا ایک لفظ بھی واپس نہیں لیتا - وہ کھلی ہوئی حقیقت ہے اُسی پر غور کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ انگریزی طاقت سے کہا جائے کہ وہ ہٹ جائے - اُس کے ہٹ جانے سے لازماً آزادی پیدا نہیں ہوتی - اُس

فرقہ واری سمجھوتے

آزادی پارلیمانی کوششوں سے حاصل نہیں ہوگی - لہذا فرقہ واری سمجھوتے اگر ہو سکیں تو ایک حد تک اچھے ہیں-لیکن وہ محض بے قیمت ہیں اگو آن کی بنیاد دلوں کا اتحاد نہ ہو - بغیر اس کے ملک میں امن نہیں ہو سکتا ... . پاکستان قائم کر کے بھی امن نہیں ہو سکتا اگر دلوں کا اتحاد نہ ہو -

(ہریجن - ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۲ ع)

علیگڈہ اور بنارس

کیا آپ (طلباء) اپنی یونیورسٹی (بنارس یونیورسٹی) میں علی گڈہ کے طالب علموں کو شریک ہونے کی ترغیب دے سکتے ہیں ؟ کیا تم اپنے سے علی گڈہ کے طلباء کو مانوس کرسکتے ہو ؟ میرے خیال میں یہہ تمہارا خاص کام ہونا چاھئے - تمہاری یونیورسٹی کو یہہ خاص خدمت انجام دینی چاھئے ... ... کتنا ھی روپیہ تمہیں مل جائے مگر وہ معجزہ آس سے حاصل نہیں ہوسکتا جو میں چاھتا ہوں - یعنی ھندو مسلمانوں کے دلوں کا اتحاد - میں تو یہہ چاھتا ھوں کہ تم خود مسلمانوں کو یہاں آنے کی دعوت دو اگر وہ اس دعوت کو رد کر دیں تو آس سے آزردہ نہ ہو - تم ایک بہت عظیم الشان تہذیب

میں یہہ دیکھہ رہا ہوں کہ مسلمانوں کے خیالات تك میری رسائی نہیں - میں لیگ کے اخباروں کو پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں - وہ ایك حد تك مجھے مسلمانوں کے خیالات سے واقف کرتے ہیں - اُن کی رائے میں میں بالکل ناقابل اعتماد ہوں - میری، خلافت کے زمانہ کی خدمات بھی اُن کی نظر میں بہت مشتبہ ہیں - مگر میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ یہہ ایك گزر جانے والی صورت حال ہے - مجھے تو یقین ہے کہ میں نے کبھی کوئی برائی مسلمانوں کے مفاد کے ساتھہ یا کسی مسلمان کے ساتھہ نہیں کی - خدا کا شکر ہے کہ آج بھی متعدد مسلمانوں کے متعلق میں یہہ دعوی کرسکتا ہوں کہ وہ میرے دوست ہیں - میں نہیں جانتا کہ کس طرح اس بے اعتمادی و رفع کروں - میرے نکتہ چین کہتے ہیں کہ "ہمیں پاکستان دو" میں کہتا ہوں کہ پاکستان دینا میرے اختیار میں کب ہے - اگر میں اس مطالبہ کو حق بجانب سمجھتا تو اُس کے لئے لیگ کے پہلو بہ پہلو کام کرتا - مگر میں ایسا تو نہیں سمجھتا، میں چاہتا ہوں کہ کوئی مجھے یقین دلا سکے کہ یہہ مطالبہ حق بجانب ہے - کسی شخص نے بھی اس مطالبہ کے مضمرات مجھے نہیں بتائے ہیں - پاکستان کے مخالف اخباروں میں جو مضمرات بتائے جاتے ہیں وہ تو بہت ہی خوفناك ہیں - لیکن میں

حالت مین یا تو اتحاد پیدا هو سکے گا یا افراط و تفریط ... .نیز یہہ اندیشہ بھی هو سکتا ھے کہ کوئی تیسری قوت اُس کی جگہہ حاصل کرے -

(هریجن - ۲۲ مئی سنہ ۱۹۴۲ ع)

تقسیم ایک گناہ

مین هندستان کی تقسیم کو ایک گناہ سمجھتا هون - میں نے تو اپنے بیان مین صرف یہہ راے ظاهر کی ھے کہ اگر میرا همسایہ گناہ کا ارتکاب کرنا چاھے تو میں اُسے ایسا کرنے سے روك نہیں سکتا ، لیکن شری راج گوپال اچاری یہہ گوارا کرتے هیں کہ اگر اُن کا همسایہ گناہ کرے تو وہ اُسے گوارا کرلین - میں کسی ایسے جرم میں شریک نہیں هو سکتا -

(هریجن - ۲۴ مئی سنہ ۱۹۴۲ ع)

پاکستان

آزادی کے لئے ایك عوامی تحریك کا آپ کیون کر تصور کر سکتے هیں جب تك کہ مسلمانون سے معاملہ طے نہ کرلیں - یہہ ایك مسلم نامہ نگار کا سوال ھے جن کے خطوط سے میرے فائل بھرے پڑے هیں - ایك وقت تھا کہ میں بھی ایسا هی خیال کرتا تھا - لیکن اس وقت تو

البتہ اگر وہ انگریزوں کی مدد سے اور اُن کی سرپرستی میں پاکستان حاصل کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں تو پھر یہہ بات دوسری ہے - اس معاملہ میں میرا کوئی مقام نہیں -

(ہریجن - ۱۲ جولائی سنہ ۱۹۴۲ ع)

مسلمانون کی گالیاں

مجھے مسلمانون کی صداقت پر پورا بھروسہ ہے - میں انہیں کبھی برا نہ کہوں گا خواہ وہ مجھے مار ھی ڈالیں - آنہیں پورا حق حاصل ہے کہ میرے متعلق جو رائے چاہیں قایم کرین - مگر مین تو اب بھی وھی پچھلے زمانہ کا آدمی ہوں - ممکن ہے کہ عارضی جوش کی حالت مین وہ مجھے برا بھلا کہیں - مگر اسلام ملامت کرنا نہیں سکھاتا، اگر ھندستان کے مسلمان محترم پیغمبر کے سچے ماننے والے ھیں تو انہیں پیغمبر کی تعلیمات پر صحیح طور سے عمل کرنا چاھئے - میرے لئے تو مسلمانون کی گالیان گولیون سے بدتر ھیں لیکن پھر بھی میں اُن کا سواگت کرنے کو تیار ھوں -

(اخباری اعلان - ۸ اگست سنہ ۱۹۴۲ ع)

بنی ادم کا خادم

مجھے اسلام یا مسلمانون کا دشمن نہ سمجھو - میں

مخالفوں کے اعتراضوں کو بھی صحیح تسلیم نہیں کر سکتا۔
یہہ بات تو مطالبہ کی حمایت کرنے والے ھی جان سکتے
ھیں کہ وہ کیا چاھتے ھیں اور آن کا مطلب کیا ھے ۔
بلا شبہہ پاکستان کے حامی چاھتے ھیں کہ دوسروں کی رائے
کو بدل دین اور یہہ نہیں چاھتے کہ زبردستی کرین ۔
لیکن کیا ایسی کوئی کوشش کی گئی ھے کہ مخالفوں کو
دوستانہ طریقہ سے پاکستان کی حقیقت سمجھائی گئی ھو
یا آن کی رائے کو بدلنے کی کوشش کی گئی ھو ؟ مجھے
یقین ھے کہ نہ صرف میں بلکہ کانگریس بھی آمادہ ھے
کہ اس طرح آس کی رائے بدلنے کی کوشش کی جائے ۔
....انگریزوں سے سوائے اس کے اور کوئی
سمجھوتہ ممکن نہیں کہ آن کی حکومت ختم ھو جائے ۔ اور
اور وہ ھندستان سے دست بردار ھو جائیں...... ....(ایسا
ھو جائے تو) لیگ اور کانگریس جو دو بڑی منظم جماعتیں
ھیں آپس میں سمجھوتہ کر کے ایک ایسی عارضی حکومت
قایم کر سکتی ھیں جسے سب قبول کر لیں اور آس کے
بعد منتخبہ مجلس دستور ساز بنائی جا سکتی ھے..........
....(میری موجودہ) تحریک کا واحد مقصد تو یہہ
ھے کہ انگریزی اقتدار ختم ھو جائے............پھر کیوں وہ
مسلمان بھی جو پاکستان چاھتے ھیں آزادی کی تحریک میں
شریک نہ ھوں اور اس جد و جہد میں حصہ نہ لیں ۔

اُس وقت تک تو موزوں تھی جب ہم آزادی کے لئیے جنگ کر رہے تھے، مگر ہم نے اس آزادی کو برتا نہ تھا اب ہم نے اُس آزادی کو برت لیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہم مایوس ہوئے ہیں - کم از کم میں تو مایوس ہوا ہوں، خواہ آپ ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں! ہم آج کس بات کی خوشی منا رہے ہیں! ایسا تو ہرگز نہیں ہے کہ ہم اپنی مایوسی کی خوشی منا رہے ہوں - البتہ یہہ ہمارا حق ہے کہ ہم اس توقع کی خوشی منائیں کہ بدترین حالات ختم ہو چکے ہیں اور ہم اس راستے پر پڑے ہیں جدھر ہم کمترین دیہاتی کو بھی یہہ بتا سکیں کے کہ اس آزادی کے معنی غلامی سے اُس کی آزادی ہے اور اب وہ ایسا پیدائشی غلام نہیں ہے جو صرف ہندستان کے شہروں کی خدمت کرنے کے لئیے پیدا ہوا ہو .... (اور یہہ بھی ہم اُس کو بتا سکیں کے کہ) اس آزادی کے معنی تمام طبقات اور فرقوں کی مساوات کے ہیں اور ہرگز یہہ معنی نہیں کہ کسی اکثریتی فرقہ کو کسی اقلیت پر، خواہ وہ تعداد میں کتنی ہی کمتر اور اثر میں کمزور ہو، بالادستی اور تفوق حاصل ہو .... اپنے دلوں سے اس امید کو دور نہ ہونے دو، ایسی صورت میں دل آزردہ ہوجاتا ہے .... میں حیران ہو کر سوچا کرتا ہوں کہ کیا ہم اقتداری سیاست (*Power Politics*) کے بخار سے

ہمیشہ تمہارا اور بنی آدم کا خادم اور دوست رہا ہوں -
(ہریجن - ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۴۴ع)

خدا میرا امتحان لے رہا ہے

میں نے جنوبی افریقہ ہی میں اس بات کا کافی احساس کر لیا تھا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان حقیقی اتحاد نہیں ہے - اسی لئے میں نے اتحاد کی راہ سے ہر رکاوٹ کو دور کرنے کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا - یہہ میری فطرت نہ تھی کہ میں کسی کی تعریف و توصیف کرکے یا اپنی عزت نفس کو نقصان پہونچا کر خوش کروں - لیکن جنوبی افریقہ کے تجربات نے مجھے یقین دلادیا تھا کہ سب سے زیادہ ہندو مسلم اتحاد ہی کے سوال پر میرے اہنسا کا سخت امتحان ہوگا اور یہی مسئلہ میری اہنسا کے تجربات کا وسیع ترین میدان ہے یہی یقین مجھے اب بھی ہے - اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں میں اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ خدا میرا امتحان لے رہا ہے -

(Story of my Experiments with truth 1945, P 357)

کس بات کی خوشی

آج ۲۶ جنوری کا دن یوم آزادی ہے - یہہ تقریب

اتحاد کو جلد سے جلد حاصل کریں - یہہ کام کسی سرکاری اعلان کے جاری کرنے سے نہیں ہو سکتا - وزراء کو اس مقصد کے لئے اپنی زندگی وقف کرنی ہوگی اور ضرورت ہو تو اس کے لئے مرنا ہو گا - اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں اعلان کرتا کہ آیندہ سے اندرونی امن قائم کرنے کے لئے فوج استعمال نہیں کی جائے گی - داتی طور پر تو اس غرض کے لئے میں پولس کو بھی استعمال کرنا پسند نہ کرتا -

"یوم ماتم"

(ہریجن - ۸ ستمبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

اپنی طرف کھینچنا ہے

لیڈروں کا فرض کیا ہے؟ نئے وزیروں کا کیا فرض ہے؟ اُن کو ہمیشہ فرقہ واری ہم آہنگی تلاش کرنی ہے، لیکن کبھی دھمکیوں کی وجہ سے نہیں بلکہ صرف اُسی کی خاطر (صرف اس لئے کہ وہ اچھی اور ضروری چیز ہے) - میں مسلمان اور ہر غیر ہندو کو اپنا خونشریک بھائی سمجھتا ہوں اس لئے نہیں کہ اُس کو یہہ کہہ کر خوش کروں بلکہ اس لئے کہ وہ بھی اسی مادر وطن کے بطن

بھی آزاد رھیں کے جو مشرق و مغرب میں تمام سیاسی دنیا کو لاحق ھوتا ھے ـ؟

(۲٦ جنوری سنه ۱۹۴٦ ع)

یوم ماتم

آج مسلمان ھندوؤں کو بیگانگی کی نظر سے دیکھتے ھیں ـ غلط یا صحیح لیگ یقین کرتی ھے که ھندوؤں نے اُس کو نظر انداز کیا یا دھوکه دیا اور اس لئے وه غصه میں ھے ـ اس دن کو مسلمان "یوم ماتم" قرار دیتے ھیں مگر یهه نهیں ھو سکتا که وه ایسا کرنے کی وجه سے میرے بھائی نه رھیں ـ **کوئی شخص اپنے بھائی کے غصه کا جواب غصه سے نهیں دے سکتا ـ** لهذا باوجودیکه ھندو "یوم ماتم" میں شریك نهیں ھو سکتے لیکن یهه آن کا فرض ھے که وه جهاں تك ممکن ھو مسلمانوں سے قریب آنے کی کوشش کریں اور آن کو خوشیاں منا کر اشتعال نه دلائیں ـ ... . اس موقع پر اپنے اندرون پر روشنی ڈالیں اور معلوم کریں که کیا واقعی آنھوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھه کوئی نا انصافی کی ھے ؟ اگر ایسا ھوا ھے تو وه صاف طور پر اس کا اعتراف کریں اور آس کی اصلاح کریں .... وزراء کا دوسرا کام یهه ھے که فرقه واری

همیں اس امید سے دست بردار نہ ہونا چاہئے کہ ہم کسی دن مسلمانوں کو اپنا دوست بنالیں گے اور انہیں اپنی محبت کا قیدی بنا کر رکھیں گے ... .

(ہریجن - ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

تمسخر انگیز

آج کوئی اجنبی جو ہندستان کی ریل گاڑیوں میں سفر کر رہا ہو حیران ہو جائے گا جب وہ پہلی دفعہ ریلوے اسٹیشنوں پر پانی اور دوسری اشیاء کے متعلق ہندو یا مسلم ہونے کی یہہ تمسخر انگیز آواز سنے گا۔

یہی غنیمت ہے کہ ہم ایک ہی ہوا میں سانس لینا اور ایک ہی دھرتی ماتا پر قدم رکھنا گوارا کر لیتے ہیں!

"ہندو پانی اور مسلم پانی"

(ہریجن - ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۴۶ع)

کانگریس کی قبر

ایک فریق کا برا کام فریق مقابل کے لئے برے کام کی سند نہیں ہو سکتا ... . مجھے اندیشہ ہے کہ اگر بہار میں بداعمالی جاری رہی تو ہندستان کے تمام

سے پیدا ہوا ہے جس سے میں پیدا ہوا ہوں ۔ اُس سے میرا یہہ رشتہ صرف اس لئے نہیں ٹوٹ سکتا کہ وہ مجھہ سے نفرت کرتا ہے یا مجھہ سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتا ہے ۔ مجھے تو اُس کو اپنی طرف کھینچنا ہے خواہ وہ کتنا ہی مجھہ سے کھنچے ۔

"کلکتہ کے فسادات ۔ تریاق"

(ہریجن ۔ ۸ ستمبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

صدا بصحرا

مجھے اپنی شکست کا اعتراف کرنا چاہئے ۔ میں جانتا ہوں کہ آج میری صدا بصحرا ہے ۔ پھر بھی میں دعوی کرتا ہوں کہ میرا ہی بتایا ہوا حل صحیح ہے ۔ میں کبھی اس رائے کی تائید نہیں کر سکتا کہ چونکہ کسی فرقہ کے بعض لوگوں نے وحشیانہ افعال کئے ہیں اس لئے پورے فرقہ کو یک قلم قابل ملامت قرار دیا جائے اور برادری سے خارج کر دیا جائے ۔

مسلم لیگ ہندوؤں کو گالیاں دے اور اعلان کرے کہ ہندستان دارالحرب ہے جہاں جہاد کا قانون نافذ ہونا چاہئے اور یہہ کہ تمام مسلمان جو کانگریس کے ساتھہ کام کرتے ہیں quisling ہیں جو فنا کر دینے کے لایق ہیں لیکن باوجود اس بے ہنگم چیخ پکار کے

حالت ھے تو اُس کے معنی صرف یہہ ھیں کہ ھم دونوں انگریزوں کو دعوت دے رھے ھیں کہ وہ اپنا شاھی اقتدار ھندستان پر قائم رکھیں، یہہ ایك ایسا معاملہ ھے جس پر ھم دونوں کو بہت کچھہ غور کرنا چاھئیے -

.... ھم ھمیشہ غنڈوں پر الزام رکھدیا کرتے ھیں لیکن ھم ھی تو ھیں جو غنڈوں کے پیدا ھونے کا اور ان کی ھمت افزائی کا سبب ھیں۔ اس لئے یہہ کہنا صحیح نہیں ھے کہ جو کچھہ خرابی ھوتی ھے وہ غنڈوں کا کام ھوتا ھے........... ....

" فساد بہار "

(ھریجن - ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۴۶ع)

پروا نہیں

وہ آزادی چاھتے تھے، وہ اپنا سب کچھہ کانگریس پر قربان کر دینے کے لئے آمادہ تھے ... . کیا وہ اب اُس سب کو برباد کر دینا چاھتے ھیں جو کانگریس نے گذشتہ ۶۰ برس میں کیا ھے؟ میں کہہ چکا ھوں کہ اگر تم اتنے بہادر نہیں ھو کہ عدم تشدد کی راہ پر چل سکو تو تم ضرب کا جواب ضرب سے دے سکتے ھو - لیکن تشدد کے لئے بھی ایك اخلاقی قانون ھے اس کے بغیر

هندو دنیا بھر میں قابل ملامت قرار پائیں کے - ممکن ھے کہ ہماری ھندوؤں کی بدا عمالیاں قائداعظم جناح کے اس طعنے کو حق بجانب ثابت کردیں کہ کانگریس ایک ھندو ادارہ ھے باوجود یکہ وہ شیخی مارتا ھے کہ اُس کے اندر سکھ، مسلمان، عیسائی، پارسی اور دوسرے لوگ بھی شریک ھیں..................بھار کو، جس نے کانگریس کے وقار کو اس قدر ترقی دی ھے، کانگریس کی قبر نہ کھودنی چاھئیے -

(ھریجن - ۱۰ نومبر سنہ ۱۹۴۶ع)

کوئی اثر نہیں!

کانگریس عوام کی جماعت ھے - مسلم لیگ ھمارے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی جماعت ھے - اگر کانگریس جہاں بھی برسراقتدار ھے وھاں مسلمانوں کی حفاظت نہیں کرسکتی تو پھر کانگریسی وزیراعظم کا کیا فائدہ ھے؟ اسی طرح لیگی صوبہ میں اگر لیگ کا وزیر اعظم ھندوؤں کی حفاظت نہیں کرسکتا تو پھر لیگی وزیر اعظم کے وجود کا نتیجہ کیا؟ اگر ان دونوں میں سے کوئی مسلم یا ھندو اقلیت کی حفاظت کرنے کے لئے اپنے اپنے صوبہ میں فوج کی مدد لیتا ھے تو اُس کے صرف یہہ معنی ھیں کہ ان دونوں میں سے کوئی بھی بحرانی حالت میں اپنے صوبہ کی عام آبادی پر کوئی اثر نہیں رکھتا - اگر یہہ

بزدلی!

اہل بہار نے اپنے کو اور ہندستان کو بے عزت کر دیا ہے، انہوں نے ہندستان کی آزادی کی گھڑی کی سوئی کو پیچھے ہٹا دیا ہے ....میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ بہار کی انتقامی کارروائی نے مسلمانوں کو "ٹھنڈا" کر دیا ہے، کہنے والوں کا مطلب یہہ ہے کہ مسلمان فی الوقت سہم گئے ہیں، بہار نے ہماری غلامی کی زنجیر میں ایک کڑی کا اضافہ کر دیا ہے - یہہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے - اگر بہار کی کارروائی دہرائی گئی یا اگر بہار کی ذہنیت میں اصلاح نہ ہوئی تو تم اپنی یادداشت میں میرے یہہ الفاظ لکھہ رکھو کہ :

"بہت دن نہ گزریں گے کہ ہندستان
تین بڑوں کے حوے کے نیچے آجائے
گا جن میں سے ایک کو غالباً اس کا
انتظام سپرد کر دیا جائے گا - بنگال
اور بہار کی وجہ سے آج تو ساری
ہندوستان کی آزادی خطرہ میں ہے"

.... بہاریوں نے بزدلی کے کام کئے ہیں -
اگر کرنا ہی ہے تو اپنے بازو استعمال کر مگر ان کو

تشدد کے شعلے ان ہی کو بھسم کر دیں گے جو ان شعلوں کو بھڑکاتے ہیں ۔ مجھے پروا نہیں اگر وہ سب جل کر خاکستر ہو جائیں ۔ مگر میں ہندستان کی آزادی کی بربادی گوارا نہیں کر سکتا ۔

"فساد بہار"

(ہریجن ۔ ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۴۶ع)

اندر کی آواز

بہار کی خبروں نے مجھے ہلا دیا ہے ۔ مجھے اپنا فرض صاف معلوم ہو رہا ہے ۔ بہار سے میرا رشتہ بہت گہرا ہے ۔ میں کیونکر اس بات کو بھول سکتا ہوں کہ اگر جو کچھ سنا جاتا ہے اس کا نصف بھی صحیح ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہار نے انسانیت کو ترک کر دیا ۔ اس سب کا الزام غنڈوں پر رکھدینا غلط ہے .... میرے اندر کی آواز مجھ سے کہتی ہے کہ تم کو اس دیوانہ وار قتل و خون کا تماشہ دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہنا چاہئے، اگر لوگ اس حقیقت کو نہیں دیکھتے جو دن کی روشنی کی طرح واضح ہے اور جو کچھ تم کہتے ہو اس کی پروا نہیں کرتے تو کیا اس کے یہ معنی نہیں کہ تمہارا زمانہ ختم ہوا ؟

جواہر لال کو خط

(ہریجن ۔ ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۴۶ع)

گرنا جن میں عورتیں اور بچے بھی شامل تھے انتقام نہیں ہے بلکہ محض وحشت ہے - بہار کے ہندو مشرقی بنگال کے ہندوؤں کی بہترین امداد جو کرسکتے تھے وہ یہہ تھی کہ وہ اُس مسلمان آبادی کے تحفظ کی جو اُن کے درمیاں ہے پوری ضمانت کرتے - اُن کی اس مثال کا اثر ہوتا - مجھے یقین ہے کہ جب موجودہ دیوانگی ختم ہوگی تو وہ ایساهی کریں گے - بہر حال میں نے تو اپنی زندگی کی بھی قیمت لگادی ہے - اگر وہ (بہاری) چاهتے هیں کہ میں زندہ رهوں"

(هریجن - یکم دسمبر سنه ۱۹۴۶ ع)

تمام هندوستان کو رسوا کیا

بہار کے لوگوں نے اپنے کو اور تمام هندوستان کو رسوا کیا ہے - اُنهوں نے هندوستان کی آزادی کی گھڑی کی سوئیوں کو پیچھے هٹادیا ہے .... بہار نے هماری غلامی کی زنجیر میں ایک کڑی کا اضافہ کردیا ....اگر بہار کے عمل کو دهرایا گیا اور اگر بہار کی ذهنیت نہ بدلی تو اپنی یاد داشت میں میری یہہ بات لکھہ لوکہ بہت جلد هندوستان "تین بڑوں" کے جوئے کے نیچے چلا جائے گا جن میں سے ایک کوغالباً هندوستان کی حکم برداری (Mandate) دی جائے گی - آج بنگال اور

غلط طریقه پر استعمال نه کرو، بهار نے اپنے با زو اچھے طریقه سے استعمال نہیں کئے - بهاریو ! تم یقین کرو یا نه کرو مگر میں تمکو یقین دلاتا هون که میں هندوؤں اور مسلمانون دونون کا خادم هون - میں یہان پاکستان کا مقابله کرنے نہیں آیا هون - اگر هندستان کی قسمت میں یہی هے که وه تقسیم هو جائے تو میں اس تقسیم کو روک نہیں سکتا .... میں تو مسلمانون سے صرف اتنا هی کہنا چاهتا هون که خواه وه ایك قوم بنکر رهیں یا دو مگر آنہیں هندوؤں کا دوست بنکر رهنا چاهئے - اگر وه ایسا کرنا نہیں چاهتے تو صاف کہدیں میں سمجھه لونگا که مجھے شکست هوئی - هزارون هندوؤں کا سو مسلمانون کو گھیر لینا یا هزارون مسلمانون کا سو هندوؤں کو گھیر لینا اور آن پر ظلم کرنا بہادری نہیں هے بلکه بزدلی هے - شایسته لڑائی تو یهه هے که تعداد برابر هو اور پہلے سے اطلاع دیدی جائے -

(هریجن - یکم دسمبر سنه ۱۹۴۶ ع)

انتقام نہین وحشت

انتقام هی لینا چاهتے تھے تو آنہین نوا کھالی جانا چاهئے تھا اور وهان وه ایك ایك کرکے مرجاتے - لیکن هزارون هندوؤں کا مٹھی بھر مسلمانون پر حمله

خادم ہوں ۔ میں یہاں پاکستان سے لڑنے نہیں آیا - اگر ہندوستان کی قسمت میں یہی ہے کہ وہ تقسیم ہو جائے تو کوئی اس تقسیم کو روک نہیں سکتا ۔ لیکن یہہ میں تم سے کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان جبراً اور زبردستی قایم نہیں ہو سکتا ۔ اس بھجن میں جو ابھی گایا گیا شاعر نے خدا کی مثال پارس سے دی ہے - پارس پتھر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ لوہے کو سونا بنا دیتا ہے ۔ مگر یہہ عمل ہمیشہ مناسب نہیں ہوا کرتا ۔ مثلاً اگر ریلوے کی تمام پٹریاں اس پتھر کے چھونے سے سونا بن جائیں تو ٹرینیں اُن پر نہ چل سکیں گی ۔ لیکن خدا کے چھونے سے روح پاک ہوتی ہے ۔

یہہ پارس پتھر ہمارے اندر ہے - میں اپنے مسلمان بھائیوں سے جو کچھہ کہنا چاہتا ہوں وہ یہہ ہے کہ خواہ وہ ایک قوم بنکر رہیں یا دو مگر اپنے ہندو بھائیوں کے دوست بنکر رہیں ۔ اگر وہ ایسا کرنا نہیں چاہتے تو انہیں صاف کہدینا چاہئے ۔ اس صورت میں میں تسلیم کرلوں گا کہ میں ہار گیا .. ..شرنارتھی ہمیشہ تو شرنارتھیوں کی طرح نہیں رہ سکتے .... اس طرح زیادہ عرصہ تک زندگی بسر کرنا اُن کے لئے ناممکن ہے ۔ لہذا اگر مسلمان اُنھیں اپنے گانوؤں میں بسانا نہیں چاہتے تو انہیں کسی دوسری جگہ چلا جانا چاہئے ۔

بہار میں ہندستان کی آزادی کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا ہے .... بہاریوں نے بزدلوں کی طرح کام کیا ہے۔ اپنے اسلحہ کو استعمال کرو تو اچھی طرح استعمال کرو غلط طریقہ سے استعمال نہ کرو۔ اگر بہار کے لوگ نواکھالی کا جواب دینا چاہتے تھے تو نواکھالی گئے ہوتے اور اُن میں سے ایک ایک اپنی جان دیدیتا۔ لیکن ہزاروں ہندوؤں کا چند مسلمانوں پر حملہ کرنا جن میں عورتیں اور بچے بھی ہوں اور جو اُن کے ساتھ رہتے ہوں کوئی انتقام نہیں ہے، محض وحشیانہ ظلم ہے۔ مشرقی بنگال کے ہندوؤں کی بہترین امداد جو بہار کے ہندو کرسکتے تھے یہہ تھی کہ اپنے درمیان رہنے والے قلیل التعداد مسلمانوں کی حفاظت اپنی جان کی برابر کرتے۔ اُن کی مثال کا ضرور اثر ہوتا۔ میرا عقیدہ ہے کہ جب موجودہ دیوانگی ختم ہوجائے گی تو وہ پشیمان ہوکر ایسا ہی کریں گے۔ بہر حال میں نے تو اپنی جان کی بازی لگادی ہے، کیا وہ چاہتے ہیں کہ میں زندہ رہوں؟

(ہریجن۔ یکم دسمبر ۱۹۴۶ع)

ضمیر سے اپیل

خواہ تم میری بات کا یقین کرو یا نہ کرو میں تمھیں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں تو ہندو اور مسلمان دونوں کا

کہدو اس صورت میں میں ھندوؤں سے نہیں کہوں گا کہ وہ اپنے گھروں کو واپس آئیں۔ وہ مشرقی بنگال کو چھوڑ کر چلے جائیں گے ۔ لیکن یہہ واقعہ ھندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لئے موجب شرم ہوگا ۔ اگر برخلاف اس کے تم چاھتے ہو کہ ھندو تمہارے ساتھہ رہیں تو تمہیں اُن سے کہہ دینا چاھئے کہ وہ فوج کی حفاظت پر بھروسہ نہ کریں بلکہ اس کے بجائے اپنے مسلمان بھائیوں پر بھروسہ کریں ۔ اُن کی بیٹیاں بہنیں اور مائیں تمہاری بیٹیاں بہنیں اور مائیں ھیں اور تمہیں اُن کی حفاظت اپنی جان کی برابر کرنی چاھئے ۔ میں نے کل اُنھیں شرنارتھیوں کے کیمپ میں مخاطب کیا تھا ... .

کہا جاتا ھے کہ ایک شخص گذشتہ شام کو پرارتھنا کے بعد اپنے گانوں میں واپس آیا مگر اُس نے دیکھا کہ اُس کے گھر کو مسلمانوں نے گھیر رکھا ھے ۔ وہ اُس کو اس کی جائداد پر قبضہ کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے ۔ اس صورت میں (اگر یہہ صحیح ھے) میں کس طرح یہہ کہہ سکتا ہوں کہ واپس آؤ ۔ میں نے جو کچھہ کہا ھے اُس پر تمہیں غور کرنا چاھئے اور مجھے بتانا چاھئے کہ درحقیقت تمہاری مرضی کیا ھے ۔ اُسی کے مطابق میں ھندوؤں کو مشورہ دوں گا ۔

(ھریجن ۔ یکم دسمبر سنہ ۱۹۴۶ ع)

لیکن اگر مشرقی بنگال کا ہر ہندو چلا جائے تب بھی میں تو مشرقی بنگال کے مسلمانوں کے ساتھہ زندگی بسر کرتا رہوں گا اور جو کچھہ وہ مجھے دین کے (جسے کھانا میں جائز سمجھوں) کھاتا رہوں گا - میں اپنی غذا باہر سے نہیں لاؤں گا - مجھے مچھلی یا گوشت کی ضرورت نہیں - میرے لئے جو کچھہ ضرورت ہے وہ تھوڑی سے پھل، ترکاریوں اور بکری کے تھوڑے سے دودھ کی ہے - جہاں تک بکری کے دودھ اور اناج کا تعلق ہے میں اُس کو اُسی وقت اپنی غذا بناؤں گا جب خدا کو منظور ہو گا - میں نے ان اشیاء کو ترک کردیا ہے اور اُس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک کہ ہندو اپنے اُس کئے پر نادم نہ ہوں جو اُنھوں نے بہار میں مسلمانوں کے ساتھہ کیا -

ایک ہزار ہندوؤں کا سو مسلمانوں کو گھیر لینا یا ہزار مسلمانوں کا سو ہندوؤں کو گھیر لینا اور اُن پر ظلم کرنا بہادری نہیں ہے بلکہ بزدلی ہے - برابر کی لڑائی تو وہ ہے کہ تعداد برابر ہو تو پہلے سے اطلاع دیکر لڑا جائے مگر اس کے یہہ معنی نہیں کہ میں اس لڑائی کو پسند کرتا ہوں - کہا جاتا ہے کہ ہندو مسلمان دوستوں کی طرح ایک جگہہ نہیں رہ سکتے نہ وہ آپس میں تعاون کرسکتے ہیں - مجھے تو کوئی شخص بھی اس بات کا یقین نہیں دلا سکتا، لیکن اگر تمہیں اس بات کا یقین ہے تو ایسا

کاتب خط نے لکھا ھے کہ قطع نظر چند قابل عزت مستثنیات کے کسی مسلمان پر بھی بھروسہ نہین کیا جاسکتا کہ وہ انڈین یو نین کا وفادار رھے گا خصوصاً اس صورت میں جبکہ دونوں مملکتوں کے درمیان جنگ چھڑ جائے ۔ لہذا مسلمانوں کی اکثریت کو چند مسلمان قوم پرستوں کے سوا نکال دینا چاھئیے ۔ انسانوں کے لئے مناسب اور موزوں یہی ھے کہ اپنے بنی نوع کی بات پر یقین کرین بشرطیکہ اس بات کے خلاف کوئی شہادت موجود نہ ھو ۔ گذشتہ ہفتہ تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں کا ایک جلسہ لکھنو میں ہوا تھا اس نے اپنی قوم پرستی کا قطعی اعلان کیا ۔ اگر کوئی شخص واضح طور پر غیر وفادار یا بد دیانت ھو تو اس کے گولی بھی ماری جاسکتی ھے، گو کہ یہ اچھا طریقہ نہیں ھے ۔ لیکن بے وجہ بے اعتمادی جہل اور بزدلی کی علامت ھے اور اس سے فرقہ واری منافرت اور خونریزی اور بہت بڑے پیمانہ پر ترک وطن کی تحریک پیدا ہوتی ھے اس بے اعتمادی کے جاری رھنے سے ھندستان کی تقسیم دوامی اور دونوں مملکتوں کی بربادی یقینی ہو جاتی ھے ۔

(۱۰ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع - دھلی ڈایری)

رات اندھیری

”رات اندھیری ھے اور مین اپنے گھر سے دور ھون

دونون کی بد اعمالی

مسلمانون نے هندوؤں کو ذبح کیا اور اس سے بھی بدتر کام بنگال میں کئے ـ اور هندوؤں نے مسلمانوں کو بہار میں ذبح کیا ـ جب دونون نے بد اعمالی کی تو دونون کا موازنہ کرنا یا یہہ کہنا کہ ایک دوسرے سے کم بد اعمال هے یا یہہ کہ کس نے پہلے فساد شروع کیا محض فضول هے ـ اگر وہ انتقام هی لینا چاهتے تھے تو وہ یہہ فن مجھہ سے سیکھیں ـ میں بھی انتقام لیتا هون لیکن وہ انتقام دوسری قسم کا هوتا هے میں نے اپنے بچپن میں ایک گجراتی گیت پڑھا تھا جس میں لکھا تھا کہ "اگر اس شخص کو جس نے تمھیں ایک گلاس پانی دیا تم دو گلاس پانی دیتے هو تو اس میں کوئی خاص خوبی نہیں ـ اصل نیکی اس بات میں هے کہ تم اس شخص کے ساتھہ بھلائی کرو جو تمہارے ساتھہ برائی کرتا هے" اسی کو میں ایک اچھا انتقام سمجھتا هون ـ

فساد بہار

(هریجن ـ یکم دسمبر ۱۹۴۶ ع)

دونون مملکتون کی بربادی

حال هی میں الہ آباد سے ایک خط وصول هوا اور

هوں اور نہ مایوس۔ میں ہر حادثہ کے لئے تیار رہوں۔ "کرو یا مرو" کا یہاں امتحان ہوگا "کرو" کے معنی یہہ ہیں کہ ہندو اور مسلمان امن اور صلح کے ساتھ مل کر زندگی بسر کرنا سیکھیں، ورنہ پھر مجھے اس کوشش میں مرجانا چاہئیے۔ فی الحقیقت یہہ بہت مشکل کام ہے۔ ہوگا وہی جو خدا کی مرضی ہوگی۔

ایک خط بنام شری نارائداس گاندھی (راجکوٹ)۔
(ہریجن ۔ ۵ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

خدا پر بھروسہ

خوف ایک چیز ہے جس سے میں نفرت کرتا ہوں۔ کیوں ایک انسان دوسرے انسان سے خوف زدہ ہو۔ انسان کو تو صرف خدا کا خوف کرنا چاہئیے تب ہی وہ تمام دوسرے خوفوں کو اپنے سے دور کرسکتا ہے .... ایسے شخص کو (جو خوف رکھتا ہو) پولیس اور فوج کیا سہارا دے سکتی ہے؟ فوج اور پولس پر بھروسہ کرنا اپنی لاچارگی میں اضافہ کرنا ہے............ اب تک تو میرے ساتھ متعدد ساتھی رہا کرتے تھے مگر اب میں اپنے دل سے کہنے لگا ہوں "اب وقت ہے اگر تم اپنی حقیقت کو پہچاننا چاہتے ہو تو اکیلے ہوجاؤ" اسی لئے میں اس طرح اکیلا اس گاؤں میں آیا۔ خدا پر

تو مجھے رهنمائی کر کے لے چل" میں نے اپنی زندگی میں کبھی اتنی تاریکی نہیں دیکھی - رات بہت لمبی معلوم هوتی هے - صرف اتنی تسکین مجھے حاصل هے که میں اپنے کو نه تو عاجز پاتا هوں اور نه مایوس - میں هر ممکنه حادثه کے لئے تیار هوں - "کرو یا مرو" کے اصول کا اب یہاں امتحان هے - "کرو" کے معنی یهه هیں که هندو مسلمان آپس میں امن کے ساتهه زندگی بسر کرلینا سیکهه لیں - ورنه مجهے اس جدو جهد هی میں مر جانا چاهئے - حقیقت میں یهه کام مشکل هے - مگر خدا کی مرضی پوری هو گی -

(هریجن - ٥ جنوری سنه ١٩٤٧ ع)

لمبی رات

میرا موجوده مشن میری زندگی کا سب سے زیاده الجها هوا اور مشکل مشن هے - میں صدق صدق سچائی کے ساتهه یهه بهجن گا سکتا هوں:

"رات اندهیری هے اور میں گهر سے بہت دور هوں
اے خدا تو هی میری رهنمائی کر" -

کبهی پہلے میں نے اپنی زندگی میں ایسی تاریکی نہیں دیکهی - رات بہت لمبی معلوم هوتی هے صرف ایك هی بات تسکین بخش هے اور وه یهه که میں نه تو حیران

نه کروں جن کا انہوں نے نوا کھالی میں ارتکاب کیا ہے یا میں صرف بہار کے ہندوؤں کے گناہوں کا ذکر کروں اگر میں ایسا کروں تو میں اپنے کو بزدل ثابت کروں گا میرے لئے نوا کھالی کے مسلمانوں اور بہار کے ہندوؤں کے گناہ یکساں ہیں اور یکساں قابل ملامت ہیں ۔

(ہریجن - ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

شرمناک حرکتیں

اُن شرمناک حرکتوں کی کوئی انتہا نہیں جو یہاں کی گئی ہیں اور وہ بھی مذہب کا نام لے کر۔ کسی شخص کو قطعاً مایوس کر دینے کے لئے یہہ حالات بہت کافی ہیں، مگر میں نے اپنی زندگی میں بہت سے وحشیوں کو دیکھا اور یہہ بھی دیکھا ہے کہ وہ نا قابل اصلاح نہیں ہوتے ۔ اگر ہمیں یہہ معلوم ہو کہ ہم اُن کی روح کے کس تار کو انگلی لگائیں .... میں نے لوگوں سے کہدیا ہے کہ فوج اور پولس کی امداد پر بھروسہ نہ کریں ۔ ہمیں جمہوریت کو قائم رکھنا ہے اور فوج اور پولس اور جمہوریت بے جوڑ ہیں ۔.............................. فوجی امداد تمہیں ذلیل کر دے گی .... بہار ہو یا بنگال لوگوں کو بہادر بننا اور اپنی ہی ٹانگوں پر کھڑا ہونا ہے ۔

(ہریجن - ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

غیر متزازل بھروسہ کے ساتھہ میں اسی راہ پر چلوں گا تا کہ تمام مخالفت کو رفع کر دوں اور اعتماد پیدا کر سکوں ۔

مسلمانوں کے گانوں میں

(ہریجن ۔ ۵ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

یہہ کوئی بہادری نہیں

بہت سے مسلمان یونین سے چلے گئے ہیں پھر بھی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد یونین میں ہے ۔ ۷۰ ہزار مسلمان اس کانفرنس میں شریک ہوئے تھے جو مولانا صاحب نے منعقد کی تھی وہ یونین کے مسلمانوں کے نمایندے تھے ۔ کیا ان مسلمانوں کو زبردستی نکال دیا جائے یا ختم کر دیا جائے؟ میں تو کبھی ایسے کام کا ساتھی نہیں ہو سکتا ۔ ایسے طرز عمل میں کوئی بہادری نہیں ہے دوسرے کچھہ بھی کریں لیکن ہمیں تو یونین میں نقطہ نظر کا فرقہ واری ہو جانا پسند نہیں کر سکتا ۔ ہر شخص کو دوسروں کی خوبیوں کو اختیار کرنا چاہئے اور دوسروں کی برائیوں کی ہرگز تقلید نہ کرنی چاہئے ۔

(۸ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

دونوں کے گناہ یکساں

کیا مسلمان یہہ چاہتے ہیں کہ میں ان گناہوں کا ذکر

خوف سے چھٹکارا پائیں

میرا مقصد صرف ایک ہی ہے اور وہ بالکل صاف ہے یعنی یہہ کہ خدا ہندو اور مسلمان دونوں کے دلوں کو پاک کردے اور دونوں فرقے شبہات اور بد گمانیوں اور ایک دوسرے کے خوف سے چھٹکارا پائیں۔

(هریجن - ۲۶ جنوری سنه ۱۹۴۷ ع)

کامل تاریکی

میرے دل میں کوئی شبہ نہیں کہ انگریزوں کو ہندستان چھوڑنا پڑیگا لیکن اگر ہندستانی اتنے بے وقوف ہیں کہ وہ آپس میں لڑینگے تو میں سمجھہ سکتا ہوں کہ اس ملک کی قسمت کیا ہوگی، ہندستان کو غالباً اقوام متحدہ کی نگرانی میں رکھدیا جائیگا جس کے معنی یہہ ہونگے کہ ایک نہیں بلکہ ہمارے متعدد آقا ہونگے اور اس طرح آزادی رخصت ہوجائے گی ....

ایک فرقہ جو پہلے میرا دوست تھا اب مجھے اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ میں یہہ ثابت کرنے کے لئیے آیا ہوں کہ میں مسلمانوں کا حقیقی دوست ہوں اسی لئیے میں نے اپنے اس سب سے بڑے تجربہ کے لئیے ایسی جگہ منتخب کی ہے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ....یہہ سچ ہے کہ رات کی تاریکی سب سے زیادہ طلوع ہونے سے

انسانیت سوز

اُن انسانیت سوز اعمال کی تو کوئی حد ھی نہیں جن کا ارتکاب کیا گیا ھے، وہ اتنے ھیں کہ کسی شخص کو انتہائی مایوسی سے معمور کر دینے کے لئے کافی ھیں۔ مگر مجھے تو ایسا معلوم ھوتا ھے کہ یہہ انسانیت سوز اعمال کرنے والے بھی نجات سے محروم نہیں ھو سکتے بشرطیکہ ھمیں یہہ معلوم ھو کہ اُن کی روح کے کس تار کو مس کریں۔

(ھریجن - ۱۲ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

عقل کا دیوالہ

آبادی کے تبادلہ کا سوال نا قابل قیاس اور نا قابل عمل ھے - یہہ سوال تو کبھی میرے دل میں نہیں آیا۔ ھر صوبہ میں ھر شخص ھندستانی ھے خواہ وہ ھندو ھو یا مسلمان یا کسی مذھب کا، اگر پاکستان پوری طرح قائم ھو جائے تب بھی یہہ بات بدل نہیں سکتی - میرے لئے ھر ایسی تجویز کے معنی یہہ ھوں گے کہ ھندستان کی عقل و تدبیر دونوں کا دیوالہ نکل گیا - ایسے عمل کا منطقی نتیجہ اتنا خوفناک ھے کہ میں اُس کا تصور بھی نہیں کر سکتا -

بنگال کا روزنامچہ

(ھریجن - ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۴۷ ع)

مطالبہ کرو کہ ہندو پولس ان کی آبادی میں رکھی جائے۔ جس طرح بہار کے مسلمانوں نے مطالبہ کیا کہ ان کی آبادی میں مسلمان پولس رکھی جائے نا پسند کیا تھا۔ یہہ مطالبہ صلح مشن کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔ اگر اس مطالبہ کو قبول کر لیا جائے تو اس کے یہہ معنی ہوں گے کہ بہار تقسیم کر دیا جائے اور جتنے پولس کے تھانہ ہیں آتے ہی پاکستان بن جائیں بہر حال جس طرح بھی تم زندگی بسر کرو تمہیں اپنے ہمسایوں کے ساتھہ خیر سگالی اور دوستانہ تعلقات قائم کر کے زندگی بسر کرنی ہوگی۔

بہار کے شرنارتھیوں کے کیمپ میں
(ہریجن - ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۴۷ع)

سچے مذہب کا جوہر

الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے مسلمانوں کا دوست بنکر ہندوؤں کو نقصان پہونچایا ہے، میں کس طرح لوگوں کو اس بات کا یقین دلاؤں اگر میری پبلک زندگی ۶۰ سال میں بھی اس حقیقت کو واضح نہیں کر سکی کہ مسلمانوں کے ساتھہ دوستی کر کے میں نے اپنے کو ہندوؤں کا سچا دوست ثابت کیا ہے اور صحیح طریقہ پر ہندوؤں اور ہندو دھرم کی خدمت کی ہے۔

سچی مذہبی تعلیم کا جوہر یہہ ہے کہ

پھیلے ہوتی ھے ۔ میں خود محسوس کرتا ہوں کہ باوجود دیکھہ احباب جو فاصلہ پر ھیں آنے والے وقت طلوع کے آثار دیکھہ رھے ھیں، مگر میں یہہ دیکھتا ہوں کہ کامل تاریکی مجھے گھیرے ہوئے ھے ....میں بالکل غیر محفوظ رہنا پسند کروں گا اگر اس صورت سے یہہ ثابت ہوجائے کہ میرے دل میں مسلمانوں کے لئے محبت کے سوا اور کچھہ نہیں ھے ۔

نوا کھالی

(ھریجن - ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۴۷ع)

نوا کھالی

جہاں تک ممکن ہوا ھے میں نے اپنی تقریروں میں نوا کھالی کے معاملات پر بحث کرنے سے احتراز کیا ھے لیکن جب کبھی مجھے نوا کھالی کے متعلق کچھہ کہنا ہوا ھے تو میں نے نہایت احتیاط کے ساتھہ زبان کھولی ھے ۔ کیا مسلمان یہہ چاھتے ھیں کہ میں ان گناہوں کا ذکر ھی نہ کروں جنکا ارتکاب انہوں نے نوا کھالی میں کیا ھے؟ اور یہہ کہ میں صرف ھندوؤں کے گناہوں کا ذکر کروں جس کے وہ بہار میں مرتکب ہوئے ھیں؟ اگر میں ایسا کروں تو میں بزدل ہوں گا میرے لئے نوا کھالی کے مسلمانوں اور بہار کے ھندوؤں کے گناہ ایک ھی وزن رکھتے ھیں اور یکساں قابل ملامت ھیں ۔......... ....

....میں نے نوا کھالی کے ھندوؤں کے بھی اس

موجودہ خلیج

سوال۔ کیا ہندو مسلمانوں کے درمیان موجودہ خلیج مستقل ہے؟

جواب۔ اس قسم کی کوئی چیز مستقل نہیں ہو سکتی اگر وہ مستقل ہو جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دونوں میں سے کسی مذہب میں کوئی سچائی نہیں۔

(ہریجن ۔۱۸ مئی ۱۹۴۷ء)

بیوقوفوں کی جنت

میرے دل میں اس وقت جو خیال سب کے اوپر ہے وہ یہ ہے کہ غنڈوں کی اس حکومت کا کس طرح مقابلہ کیا جائے جو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت تیزی سے ہمیں گھیر رہی ہے۔ یہ بات میں تمام ہندستان کے متعلق کہتا ہوں۔ شاید یہ ہی بات کم و بیش تمام دنیا کے لئے صحیح ہے۔ ہندوؤں کو اپنے کو یہ دھوکا نہ دینا چاہئے کہ اُن کے لئے سب کچھ ٹھیک ہے۔ مجھے ایک راسخ العقیدہ ہندو ہونے کا دعوی ہے اور اس حیثیت سے میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم ہندو بیوقوفوں کی جنت میں رہیں گے اگر ہم ایسے خیالات اپنے دل میں رکھیں۔ غیر ملکی حکومت کو ہٹا کر اس کے بجائے غنڈہ گردی قائم کرنا صحیح بات نہیں ہے برار تھنا کے جلسوں میں جو احمقانہ مداخلت کی جاتی ہے وہ اس مرض کی کوئی معمولی علامت نہیں ہے

سب کی خدمت کی جائے اور سب سے دوستی کی جائے - میں نے یہہ بات اپنی ماں کی گود میں سیکھی تھی، تمہارا جی چاہے تو مجھے ہندو سمجھنے سے انکار کر دو میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں سوائے اس کے کہ میں اقبال کی مشہور نظم کا ایک مصرع پڑھ دوں کہ (مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا)

......................اپنے دوستوں کا دوست بننا تو اسان کام ہے لیکن ایک ایسے شخص سے دوستی کرنا جو خود کو تمہارا دشمن سمجھتا ہے سچے مذہب کا اصلی جوہر ہے - دوسری بات تو محض کاروبار ہے -

(ھریجن - ۱۱ مئی سنہ ۱۹۴۷ ع)

خون شریک بھائی

تم سب میرے خون شریک بھائی ہو، خواہ تم مسلمان ہو یا ھندو، فرض کرو کہ تم پاگل ہو جاؤ اور میرے پاس فوج کی پلٹن ہو تو کیا میں تمہیں گولی سے آڑادوں گا؟ نہیں، میں اگر خود پاگل ہوجاؤں تو اس کو پسند نہ کروں گا کہ گولی سے آڑادیا جاؤں، میرے ایک دوست کا لڑکا پاگل ہو گیا تو مجھے آس کو بند کرنا پڑا مگر میں نے آس کو گولی سے مروادینا پسند نہیں کیا-

(ھریجن - ۸ جون سنہ ۱۹۴۷ ع)

اھنسا کہاں ھے

چینی سمیر کے جواب میں:--

میں تو کسی حال میں زیر نہ ہونے والا رجائی ہوں - ہم نے اس طویل عرصہ میں اس لئے تو جدو جہد نہیں کی تھی کہ ہم ایسے وحشی بن جائیں جیسے کہ بنگال اور بہار اور پنجاب کی احمقانہ خونریزیوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ھے کہ ہم بن گئے ہیں- لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ یہہ تو صرف اس بات کی علامت ھے کہ ہم اب غیر ملکی جوے کو اتار کر پھینک رھے ہیں اور اس لئے تمام گند کی سطح پر آرھی ھے - جب گنگا میں سیلاب آتا ھے تو پانی میلا ہوجاتا ھے لیکن جب سیلاب کم ہوتا ھے تو تم کو صاف نیلا پانی نظر آتا ھے جس سے آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا ہوتی ھے - اسی کی مجھے امید ھے اور اسی کے لئے میں زندہ ہوں میں اس وقت کے دیکھنے کے لئے زندہ نہیں رہنا چاھتا جب ہندستان کی انسانیت وحشت میں بدل جائے . . . . ہندستان دنیا کی تحقیر کا مرکز بنا جارھا ھے - دنیا سوال کرتی ھے کہ تمہاری اھنسا کہاں ھے جس سے تم نے اپنی آزادی جیتی ھے - مجھے اپنا سر شرم سے جھکا لینا پڑتا ھے کیا ایک آزاد ہندستان دنیا کو امن کا سبق دے سکے گا یا نفرت و تشدد کا جس سے دنیا تنگ آچکی ھے -

(ہریجن - ۸ جون سنہ ۱۹۴۷ ع)

عدم رواداری غنڈہ گردی ہی کی ایک صورت ہے۔ اُن وحشیانہ حرکتوں سے جن کی خبریں ہم اخباروں میں پڑھتے ہیں یہ غنڈہ گردی کچھ کم نہیں ہے۔ تمام سیاسی کام کرنے والے خواہ وہ ہندوہوں یا مسلمان ذرا غور کریں کہ اُن کی آنکھوں کے سامنے کیا ہو رہا ہے کہیں آنے والی نسلیں یہ نہ کہیں کہ ہم نے آزادی حاصل ہونے سے پہلے ہی اُسے کھونے کا سبق سیکھہ لیا۔

(ہریجن – ۲۵ مئی ۴۷ء)

میرے لئے کوئی جگہ نہیں

اس ہندستان میں جیسی وہ شکل اختیار کرتا جاتا ہے میرے لئے کوئی جگہ نہیں – میں ۱۲۵ سال زندہ رہنے کی امید سے دست بردار ہوگیا ہوں۔ ممکن ہے کہ میں ایک دو سال اور زندہ رہوں۔ یہہ دوسری بات ہے۔ لیکن اگر ہندستان تشدد کے اس سیلاب میں غرق ہونے والا ہے جیسا کہ اندیشہ ہے تو مجھے زندہ رہنے کی کوئی خواہش نہیں۔ فرقہ واری دیوانگی پھیل رہی ہے اور اب گفتگو یہہ ہے کہ ہندستان کو فوجی اور صنعتی طاقت بنایا جائے۔ پھر ایسے ہندستان میں دیہاتی صنعتوں اور کھادی کی جگہ کہاں ہے جو عدم تشدد کا نشان ہیں ... ... میں شعلوں کے اندر گھرا ہوا ہوں۔ خدا کی مہربانی سے یا اُس کا یہہ ایک اشارہ ہے کہ یہ شعلے مجھے بھسم نہیں کر دیتے۔

(ہریجن – ۸ جون ۴۷ء)

ہم سب صفر ہیں

مجھے اس موقع پر تمہیں چھوڑنے سے دکھ ہوتا ہے
مجھے یہہ بات اچھی نہیں معلوم ہوتی کہ میں اُس وقت
تک بہار کو چھوڑوں جب تک کہ مسلمانوں کے دل سے
خوف نہ نکل جائے اور دونوں فرقے صاف ضمیر کے
ساتھہ مجھے یہاں سے جانے کی اجازت نہ دیں۔ میرا یہی احساس
اُس وقت تھا جب میں نواکھالی سے روانہ ہوا تھا۔ دونوں مقامات
کے لئے میرا النصب العین ایک ہی تھا یعنی "کرو یا مرو" میرا
عدم تشدد مجھہ سے تقاضہ کرتا ہے کہ میں اپنے کو اقلیتوں
کی خدمت کے لئے وقف کردوں۔ وہ ایک نئی زندگی
ہوگی اور مجھے اُس سے مزید تقویت حاصل ہوگی۔
اگر ان دونوں جگہوں سے ہندو مسلمان ایک دوسرے
کے ساتھہ صلح کے ساتھہ رہنے لگیں۔ اور اپنی باہمی
عداوت کو چھوڑ دیں۔ خدا ہی جانتا ہے کہ اس جدوجہد
کا کیا نتیجہ نکلے گا۔ انسان تو صرف کوشش ہی کرسکتا
ہے اور اسی کوشش میں جان دے سکتا ہے۔ خدا
ہی کو سب اختیار ہے۔ ہم سب تو صفر ہیں یہی مقصد
اب مجھے دہلی لئے جارہا ہے.................. ہر گوشہ
میں بدی ہی بدی نہ دیکھو، تمام مسلمان برے نہیں جس
طرح کہ تمام ہندو برے نہیں ہوسکتے۔ عموماً صرف وہی
لوگ دوسروں میں ناپاکی دیکھتے ہیں جو خود ناپاک

ہم مذہبوں سے کیوں درخواست کروں

باوجودیکہ میں ہمیشہ گائے کا پرستار رہا ہوں مگر میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ کیوں ہم مذہبوں سے درخواست کروں کہ وہ صرف اس لئے گاؤکشی بند کر دیں کہ وہ ہندو مذہب کے خلاف ہے۔ الغرض یہ ہے کہ مجھے تار اور خطوط بھیجنے والے اور عموماً تمام ہندو اس حقیقت کو محسوس نہیں کرتے کہ باوجودیکہ وہ خود گاؤکشی نہیں کرتے لیکن ان کا برتاؤ بھی گائے کے ساتھ یکساں خراب ہے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ خدا ہی گائے کی حفاظت کرنے والا ہے جس طرح کہ وہ ہم سب کی حفاظت کرنے والا ہے۔ لیکن ہندو تو عام طور پر گائے اور مویشی کو بھوکا مارتے ہیں۔ جس طرح ان کی خدمت کرنا چاہئے وہ نہیں کرتے۔ وہ ایسی گایوں کو جن کا دودھ سوکھ جاتا ہے فروخت کر دیتے ہیں بغیر اس خیال کے کہ اس طرح وہ انہیں مذبح میں بھیج رہے ہیں، وہ زیادہ سے زیادہ قیمت دینے والوں کے ہاتھ انہیں فروخت کر ڈالتے ہیں اور وہ بیلوں کے ساتھ بے رحمی کا برتاؤ کرتے ہیں اور ان پر (Goads) استعمال کرتے ہیں۔ یہ تو ان کے لئے موزوں نہیں کہ وہ چاہیں کہ ان کی طرف سے قانون مذہب کی پابندی کرے۔ مویشی جو ایک دولت ہے اس کا بڑا حصہ ہندوؤں ہی کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن کسی ملک میں بھی ان کی نسل اتنی کمزور اور اس قدر تغافل کا شکار نہیں ہوتی جتنی کہ اس ملک میں۔

(ہریجن۔ ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۴۷ ع)

هندو مجرم هیں کہ وہ بتدریج تکلیفیں پہونچا کر گائے کو مارتے ہیں ہندو ہی ہندوستان کے باہر گائیں بھیجتے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں کہ غیر ممالک میں یہہ گائیں آسی Beat Extract کو تیار کرنے کے لئے کاٹی جائیں گی جو ہندستان بھیجا جاتا ہے - اور جسے قدامت پرست ہندوؤں کے بچے بھی طبی ہدایات کے تحت بلا تکلف استعمال کرتے ہیں - کیا یہہ لوگ گاؤ کشی کے جرم میں شریك نہیں ہیں ؟

(ہریجن - ۱۰ اگست سنہ ۱۹۴۷ ع)

کانگریس ہندو ادارہ نہیں بن سکتی -

کانگریس کیٹی ہندو ادارہ نہیں بن سکتی جو لوگ آسے ایسا بنائیں وہ ہندستان اور ہندو دھرم کے دشمن ہیں ہم کڑوروں کی ایك قوم ہیں آن کڑوروں کی آواز کسی نے نہیں سنی ہے - اس بات پر کچھہ اصرار ہے تو شہروں کے چند جدائی فوجداروں کو ہوگا - ان لوگوں کی آواز کو ہندستان کے کڑوروں دیہاتیوں کی آواز نہ سمجھنا چاہئے - انڈین یونین کے مسلمانوں نے اپنے کو اجنبی اور غیر ملکی ظاہر نہیں کیا ہے - ہندوؤں کے بہت سے نقائص کے باوجود یہہ دعوی تو کیا جاسکتا ہے کہ ہندو دھرم کبھی ایسا نہ تھا کہ دوسروں کو جدا کرتا ہو - کثیر التعداد لوگ جو دوسرے مذاہب سے واسطہ رکھتے ہیں آپس میں مل کر ہماری وحدت قایم کرتے ہیں - یہہ سب مساوی حق رکھتے ہیں کہ انہیں ہندستان کا شہری سمجھا جائے - نام نہاد اکثریتی فرقے

هوتے ہیں اُن کا فرض ہے کہ وہ جو کچھ بہترین ہو آپ ہی کو دیکھیں اور کوئی خوف دل میں نہ لائیں۔

(ہریجن - ۲۷ جولائی سنہ ۱۹۴۷ ع)

ایسا امتناع مذہب کی نفی

ہندو مذہب گائے کشی ہندوؤں کے لئے ممنوع کرتا ہے نہ کہ ساری دنیا کے لئے۔ مذہبی امتناع اندر سے پیدا ہوا کرتا ہے۔ باہر سے اس کو پیدا کرنے کے معنی جبر ہیں، ایسا امتناع مذہب کی نفی ہے۔ ہندوستان نہ صرف ہندوؤں کا وطن ہے بلکہ مسلمانوں، سکھوں، پارسیوں، عیسائیوں اور یہودیوں کا بھی وطن ہے اور اُن سب کا بھی وطن ہے۔ جو ہندستانی ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ اور یونین کے وفادار ہیں، اگر ہم مذہب کی بناء پر ہندستان میں گاؤ کشی ممنوع کر سکتے ہیں تو پھر فرض کیجئے کہ پاکستانی حکومت مورتی پوجا کو اسی بناء پر پاکستان میں کیوں ممنوع نہیں کر سکتی میں مندر میں نہیں جایا کرتا لیکن اگر پاکستان میں مجھے مندر میں جانے سے روکا جائے تو میں ضرور جاؤں گا چاہے ایسا کرنے میں میری جان ہی کا خطرہ کیوں نہ ہو جس طرح اسلامی شریعت غیر مسلموں پر عاید نہیں کی جاسکتی بالکل اسی طرح ہندوؤں کا مذہبی قانون غیر ہندوؤں پر بھی عاید نہیں کیا جاسکتا۔ بہت سے

ملک میں دوڑ رھی ھے تا کہ یونین میں گاؤ کشی بند کرنے کے لئے تو انین بنوائے جائیں

...........شروع ھی میں ھمیں یہہ بات سمجھہ لینی چاھئے کہ مذھبی حیثیت سے گائے کی پوجا زیادہ تر مارواڑ - گجرات، صوبہ متحدہ اور بہار تک محدود ھے مارواڑیوں اور گجراتیوں نے جو بہت ھوشیار کاروباری لوگ ھیں سب سے زیادہ شور مچایا، بغیر اس کے کہ وہ اپنی کاروباری قابلیت کو ھندستان کی مویشی کی حفاظت کے مشکل سوال کو حل کرنے میں صرف کرتے۔

صاف طور پر یہہ غلط طریقہ ھے کہ کوئی شخص اپنے مذھبی مراسم کو بذریعہ قانون ان لوگوں پر عاید کرنے کی کوشش کرے جو مذھب میں اس کے شریک نہیں ھیں۔

(ھریجن - ۳۱ اگست سنہ ۱۹۴۷ ع)

جہالت

زبان رکھنے والے ھندوؤں کی ایک بڑی تعداد نے اس وھم پر یقین کرنا شروع کر دیا ھے کہ یونین ھندوؤں کی ھے اور اس لئے اُن کو چاھئے کہ وہ اپنے اعتقادات کو قانون کے ذریعہ سے غیر ھندوؤں پر بھی نافذ کردیں اس طرح تمام ملک میں ایک جذباتی لہر دوڑ گئی تا کہ

کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے کو دوسروں پر بالا دست بنائے، تعداد کی قوت یا تلوار کی قوت حق کی قوت نہیں ہو سکتی - حق ہی تنہا ایک سچی قوت ہے چاہے ظاہری حالات کی صورت کچھ ہی ہو -

(ہریجن - ۱۰ اگست سنہ ۱۹۴۷ ع)

گاو کشی بند کرنے کے قانون

ہندو دھرم اور ہندستان کی معاشیات میں گائے کا جو مقام ہے اس کے متعلق بہت زیادہ نا واقفیت پھیلی ہوئی ہے علاوہ بریں اس وقت جبکہ ہندستان آزاد ہو گیا ہے اور اس کے دو ٹکڑے کر دئے گئے ہیں تو اس قابل قبول مفروضہ کو تقویت پہونچائی جاتی ہے کہ اب ایک حصہ مسلم ہندستان ہو گیا اور دوسرا ہندو ہندوستان، تمام تو ہمات کی طرح یہہ مسلم اور ہندو ہندستان کا مفروضہ بھی دیر میں ختم ہو گا - حقیقت یہہ ہے کہ انڈین یونین اور پاکستان دونوں ہر اس شخص کا وطن ہیں جو اپنے کو بلالحاظ مذہب و نسل کسی ایک مادر وطن کا شہری قرار دے - تاہم بہت سے بلند آہنگ ہندو اس واہمہ کا یقین کرنے لگے ہیں کہ یونین ہندوؤں کا ملک ہے اور اس لئے انہیں غیر ہندوؤں پر بھی اپنے عقائد کو بذریعہ قانون نافذ کرنا چاہئے، اس لئے ایک جذباتی لہر سارے

روح کو تڑپا دینے والا نعرہ ہے جس کے معنی یہہ ہیں کہ صرف خدا ہی بڑا ہے - اُس کے مفہوم میں ایک عظمت ہے - کیا وہ اس لئے قابل اعتراض ہو کیا کہ وہ عربی زبان میں ہے - مین مانتا ہوں کہ ہندستان میں اُس کے ذہنی Associations قابل اعتراض ہیں - اُس نے بارہا ہندوؤں کو خوفزدہ کیا ہے جبکہ مسلمان مسجدوں سے غصہ کی حالت میں یہہ نعرہ لگاتے ہوئے نکلتے ہیں اور ہندوپر حملہ کرتے ہیں - لیکن اُس کا اصلی مہفوم ہرگز ایسا نہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہے دنیا کے دوسرے حصوں میں یہہ نعرہ اس طرح استعمال بھی نہیں کیا جاتا لہذا اگر دونوں مین پائیدار دوستی قایم ہوتی ہے تو ہندوؤں کو بھی مسلمانوں کے اس نعرہ میں شریک ہونے میں کوئی تکلف نہ کرنا چاہئے خدا بہت سے ناموں سے جانا جاتا ہے - اور اُس سے بہت سے خصائص منسوب کئے جاتے ہیں - داتا، رحیم کرشنا، کریم سب ہی اُس خدا کے نام ہیں - ست سری اکال بھی اتنا ہی موثر نعرہ ہے کیا کسی ایک مسلمان یا ہندو کو یہہ نعرہ لگانے میں تکلف کرنا چاہئے؟ اُس کا مطلب یہہ ہے کہ صرف خدا ہی ہے - اور کچھہ نہیں ہے رام دھن کی خصوصیت بھی یہی ہے -

(ہریجن - ۳۱ اگست سنہ ۱۹۴۷ ع)

یونین میں گائے کشی بند کرانے کے لئے قانون بنوائے جائیں ... .ھمیں سب سے پہلے یہہ بات سمجھہ لینی چاھئیے کہ گائے کی پوجا مذھبی رنگ میں زیادہ تر ماڑوار ــ صوبہ متحدہ ــ گجرات اور بہار تک محدود ھے ــ ماڑواری اور گجراتی بڑے مستعد کاروباری لوگ ھیں ــ آنھوں نے اس معاملہ میں شور تو بہت مچایا ھے لیکن اپنی کاروباری ذھانت کو ھندستان کے مویشی کی حفاظت کے مشکل سوال کو حل کرنے میں صرف نہیں کیا صاف ظاھر ھے کہ قانوناً یہہ بالکل غلط ھے کہ کوئی شخص اپنے مذھبی مراسم کو آن لوگوں پر عاید کرے جو آس کے مذھب میں شریك نہیں ھیں... ....جہاں اھنسا ھوتی ھے وہاں غیر محدود صبر، باطنی سکون، قوت امتیاز، قربانی اور صحیح علم پیدا ھوتا ھے۔اھنسا کے نام پر خود ھندو بجائے سیوا کرنے کے گائے کے لئے تباہ کن بن گئے ھیں ــ اس جہالت کو دور کرنا ھندستان سے اجنبی حکومت کو ختم کرنے سے بھی زیادہ مشکل ھے ــ

(ھریجن - ۳۱ اگست سنہ ۱۹۴۷ ع)

اللہ اکبر

یہہ نعرہ (اللہ اکبر) غالباً ایسا ھے جس سے زیادہ شاندار نعرہ ابھی تك کسی نے دنیا میں ایجاد نہیں کیا وہ ایك

علاج ھرگز یہہ نہیں ھے کہ انہیں مار باندہ کر پاکستان بھیج دیا جائے بلکہ علاج یہہ ھے کہ اُن سے وھی برتاؤ کیا جائے جو ایسے انسانوں کے ساتھہ کیا جاتا ھے جو دوسرے امراض کی طرح اپنی کمزوریوں کا بھی علاج چاھتے ھیں -

(D. D. ۹ ستمبر)

خدا کی وحدانیت

ایک وقت تھا جب نانکا صاحب میں مجھے سکھوں کا سچا دوست مانا گیا تھا گرو نانک نے کبھی مسلمان اور ھندو کے درمیان امتیاز نہیں کیا اُن کے لئیے تمام انسانیت ایک ھی تھی - ایسا ھی میرا سناتن ھندو دھرم ھے - اس حیثیت سے میں بھی مسلمان ھونے کا دعوی کرتا ھوں میں خدا کی وحدانیت اور اُس کی سب کو پناہ دینے والی قوت کے متعلق مسلمانوں کی شاندار دعاء کو دن اور رات پڑھتا ھوں -

(D. D. ۹ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

ایک بوڑھے ادمی کی بات سنو

مجھے افسوس ھے کہ دھلی میں یا ھندستان کے کسی حصۂ میں بھی مسلمانوں کی جانیں خطرہ میں ھوں - یہہ

مزدور

مجھے امید ہے کہ ہندو اور مسلمان مزدوروں کے درمیان کوئی امتیاز نہ ہوگا ۔ وہ سب مزدور ہیں، اگر فرقہ واریت کا زہر مزدوروں کی صفوں میں بھی داخل ہوگا تو مزدور اپنے پیشہ کو اور اس لئے خود اپنے کو اور اپنے ملک کو کمزور کرلیں گے ۔

(ھریجن – ۹ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

دیوالیہ پن کا اعلان

کیا یونین کے وزرا اپنے دیوالیہ پن کا اعلان کردیں گے اور بے شرمی کے ساتھ دنیا کے سامنے تسلیم کرلیں گے کہ دھلی کے لوگ یا شرنارتھی خوشی سے اور رضامندی کے ساتھ قانونی حکومت کی تعدیل کریں گے میں تو یہہ چاھتا ھوں کہ وزراء بجائے جھکنے کے لوگوں کو اُن کی دیوانگی سے بچانے میں خود ھی کو ختم کردیں ۔

(D. D. Delhi Diary)

(۹ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

میو

میں جانتا ھوں کہ میو بہت آسانی سے مشتعل ھو جاتے ھیں اور جھگڑا پیدا کرسکتے ھیں لیکن اس کا

اپنے مذہبوں کو برباد کر رہے ہیں - میرا دعوی ہے
کہ مین نے مذاہب کا مطالعہ کیا ہے اور مین جانتا ہوں
کہ کوئی مذہب دیوانگی نہین سکھاتا - اس سے اسلام
ہی مستثنے نہیں ہے ....

ایسا نہ ہو کہ آیندہ نسلیں کہیں کہ ہم نے آزادی کی میٹھی
روٹی کھودی کیونکہ ہم اس کو ہضم نہ کر سکتے تھے -
یاد رکھو کہ اگر ہم نے اس دیوانگی کو نہ روکا تو دنیا
کی نظر میں ہندستان کا نام کیچڑ میں الودہ ہوگا -
(D. D. ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

کس کو کیا کرنا چاہئیے

مسلمانون کو فخر کرنا چاہئے کہ وہ انڈین یونین کے
باشندے ہیں انہیں سہ رنگی جھنڈے کو سلام کرنا چاہئے
اگر وہ اپنے مذہب سے وفادار رہیں گے تو کوئی ہندو
ان کا دشمن نہین ہو سکتا اسی طرح ہندوؤں اور سکھوں
کو چاہئے کہ وہ اپنے درمیان امن پسند مسلمانون کا
سواگت کرین - مجھہ سے کہا گیا ہے کہ یہان مسلمانون
کے پاس ہتیار ہیں - انہیں چاہئیے کہ وہ اپنے ہتیار فوراً
حکومت کے حوالے کردین اور حکومت کو بھی چاہئیے

ایک بڑا المیہ ھے، میں التجا کرتا ھوں کہ ایک بوڑھے آدمی کی بات سنو جو اپنی لمبی زندگی میں بہت کچھہ تجربہ حاصل کرچکا ھے - مجھے اس بات کا پورا یقین ھے کہ بدی کے جواب میں بدی کرنے سے کسی منزل کا راستہ نہیں ملتا نیکی کے جواب میں نیکی کرنا بھی کوئی بڑی خوبی نہیں، سچا طریقہ یہہ ھے کہ بدی کے جواب میں نیکی کی جائے -

(D. D. ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)-

هندستان کا نام کیچڑ میں

غصہ سے کوئی اچھا نتیجہ حاصل نہیں ھوسکتا غصہ ھی سے انتقام کا جذبہ پیدا ھوتا ھے اور انتقام کے جذبہ کا نتیجہ آج وہ تمام خوفناک واقعات ھیں جو یہاں اور دوسرے مقامات پر پیش آئے ھیں، مسلمانوں کو دھلی کے واقعات کا انتقام لیکر کیا فائدہ ھوگا اور ھندوؤں اور سکھوں کو کیا ملے گا اگر وہ یہاں آن بے رحمانہ مظالم کا انتقام لیں گے جو سرحد اور مغربی پنجاب میں آن کے هم مذھبوں پر کئے گئے ھیں؟ اگر ایک آدمی یا آدمیوں کی کوئی جماعت پاگل ھو جائے تو کیا ھر شخص کو اس کی تقلید کرنی چاھئے؟ میں ھندوؤں اور سکھوں کو خبردار کرتا ھوں کہ قتل کرنے لوٹنے اور آگ لگانے سے وہ

کے پاس ہوں جن کے متعلق ہندو اور سکھہ سمجھتے ہیں کہ اُنھوں نے چھپا رکھے ہیں ۔ اُنہیں ظاہر کر دیں ۔ اس کے معنی یہہ نہیں ہیں کہ ہندوؤں اور سکھوں کے پاس بھی ہتیار نہیں ہیں، فرق صرف کم و بیش کا ہے ۔ اقلیت یا تو خدا اور اُس کے بنائے ہوئے قانون پر بھروسہ کرے (کہ اُس کی مدد سے وہ صحیح کام کریں گے) یا پھر اپنے ہتیاروں پر بھروسہ کرے کہ اُن سے وہ ایسے لوگوں کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کریں گے جن پر وہ بھروسہ نہیں کر سکتے ۔

(D. D. ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

انصاف

جو کوئی انصاف چاہتا ہے اُسے خود بھی انصاف کرنا چاہئے ۔ اُس کے ہاتھہ پاک ہونے چاہئیں ۔ ہندوؤں اور سکھوں کو چاہئے کہ وہ صحیح قدم اُٹھائیں اور اُن مسلمانوں کو جو اپنے گھروں سے بھگادے گئے ہیں واپس آنے کی دعوت دیں ۔ اگر وہ یہہ مردانہ اقدام کریں گے جو ہر نقطہ نظر سے قابل ستائش ہوگا تو وہ شرنارتھیوں کے مسئلہ کو بہت آسان کر دیں گے .... وہ دھلی اور ہندستان کو بے عزتی اور بربادی سے بچالیں گے ۔

(D. D. ۱۵ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

کہ اُن کے خلاف کوئی کاروائی نہ کرے ۔ ھندوون اور سکھون کو بھی ایسا ھی کرنا چاھئیے ۔

(۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع D. D)

مین یقین نہین کرتا

مجھہ سے کہا گیا ھے کہ یونین میں تمام مسلمان جاسوس ھیں، میں ایسے اندھا دھند الزام کا یقین کرنے سے انکار کرتا ھوں، ساڑھے چار کروڑ مسلمان یونین میں ھیں ۔ اگر وہ سب اتنے برے ھیں تو وہ اسلام کی قبر کھودیں گے ۔

(۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۴۷ ع D. D.)

کیا وہ پاگل ھو گئے ھین

میری خاموشی ایک برکت ثابت ھوئی ۔ اس نے مجھے اپنے اندر دیکھنے پر مجبور کیا، کیا دھلی کے شہری پاگل ھو گئے ھیں؟ کیا اُن مین ذرا بھی انسانیت باقی نہیں؟ کیا ملک اور اس کی آزادی کا پریم اُن کے جذبات سے اپیل نہیں کرتا؟ مجھے معاف کیا جائے اگر میں پہلے ھندوؤں اور سکھوں پر الزام رکھوں کیا ان میں اتنی بھی مردانگی نہیں کہ وہ نفرت کے اس سیلاب کو روک سکیں میں دھلی کے مسلمان پر زور دوں گا کہ وہ اپنے دل سے خوف نکال دین، خدا پر بھروسہ کرین اور جتنے ھتیار اُن

قران

میرے لئے قرآن کا پڑھا جانا پرارتھنا کا جزو لازمی ہے -

(D. D. ۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

خوف

آج ہندو اور سکھ دهلی کے مسلمانوں کو خوفزدہ کر رہے ہیں - جو لوگ خود خوف سے آزاد ہونا چاہتے ہوں انہیں چاہئے کہ وہ دوسروں کے دلوں میں خوف پیدا نہ کریں -

(D. D. ۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

میں خدا کو اواز دیتا ہوں

میں حیران ہوتا ہوں کہ کیوں وہ لوگ جو بھائیوں کی طرح یکجا رہتے تھے، وہ لوگ جن کا خون ملایا ہوا لہ باغ میں یکجا بہا تھا، آج ایک دوسرے کے دشمن ہوگئے جب تک میرے جسم میں جان ہے میں تو یہی کہتا رہوں گا کہ ایسا نہ ہونا چاہئے میں اپنے دل کے درد و کرب میں ہر روز خدا کو آواز دیتا ہوں کہ وہ امن عطا کرے - یہہ امن اگر پیدا نہ ہو گا تو میں خدا سے دعا کرونگا کہ وہ مجھے اٹھا لے -

(D. D. ۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

گناہ سنہری ترازو میں

ایک طرف تو یہہ بات صحیح ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں ۔ سکھہ اور ہندو کے ساتھہ بہت برا برتاؤ کیا گیا لیکن دوسری طرف یہہ بات بھی یکساں صحیح ہے کہ مشرقی پنجاب نے بھی اپنی اقلیت یعنی مسلمانوں کے ساتھہ بہت برا برتاؤ کیا۔ گناہ کو سنہری ترازو میں نہیں تولا جا سکتا۔ میرے پاس دونوں کے جرائم کو ناپنے کے لئے اعداد و شمار کا مواد موجود نہیں۔ لیکن یہہ جان لینا یقیناً کافی ہے کہ دونوں فریق مجرم ہیں ۔

(D. D ۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

خدا مجھے دنیا سے اٹھالے

میں اپنے کو اس دلیل سے منسوب نہیں کر سکتا کہ چونکہ پاکستان تمام غیر مسلموں کو نکال رہا ہے اس لئے ہندستان کو چاہئے کہ وہ تمام مسلمان آبادی کو پاکستان میں نکال دے۔ دو غلطیاں مل کر بھی صحیح نہیں ہو سکتیں .... میری اس دعاء میں شرکت کرو کہ خدا یا تو میرے خواب کو (ہندو مسلم اتحاد کے متعلق) پورا کر دے یا مجھے دنیا سے اٹھا لے اور اس خوفناک المیہ کو دیکھنے سے بچالے کہ ہندستان کے ایک حصہ میں صرف مسلمان آباد ہوں اور دوسرے میں صرف ہندو ۔

(D. D. ۱۷ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

دیا اور ہر ہندو اور سکھ کو پاکستان سے خارج کردیا صرف یہی معنی رکھتا ہے کہ جنگ ہو اور ملک ہمیشہ کے لئے برباد ہوجائے۔ اگر دونوں مملکتوں میں خود کشی کی یہی پالیسی اختیار کی گئی تو پاکستان اور ہندیونین میں اس کا نتیجہ اسلام اور ہندو دھرم کی بربادی ہوگا۔ نیکی ہی سے نیکی پیدا ہوتی ہے۔ محبت سے محبت حاصل ہوتی ہے۔ رہا انتقام کا سوال سو انسان کا فرض یہہ ہے کہ بد اعمال کو خدا کے سپرد کردے۔ مجھے کوئی دوسرا راستہ معلوم نہیں۔

(D. D. ۲۰ ستمبر ۱۹۴۷ ع)

میرے لئے کوئی فتح نہیں:-

ہندو "مہاتما گاندھی کی جے" پکار کر میرا سواگت کرتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ آج میرے لئے کوئی فتح نہیں ہے اور نہ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں اگر ہندو مسلمان اور سکھ آپس میں امن کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتے۔ میں انتہائی کوشش کر رہا ہوں کہ اس حق بات کو ان کے دلوں میں بٹھاؤں کہ قوت اتحاد ہی میں ہے اور نااتفاقی میں کمزوری ہے۔ جس طرح ایک درخت جو پھل نہیں لاتا سوکھ جاتا ہے اسی طرح میرا جسم بھی بیکار ہوگا اگر میری خدمت متوقع پھل پیدا نہ کرے۔ ... ... میں نے انہیں (مسلمانوں کو) مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے گھروں

اس الزام کی تردید کروں گا

بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ انڈین یونین میں ہر مسلمان پاکستان کا وفادار ہے نہ کہ ہندستان کا، میں اس الزام کی تردید کروں گا۔ بہت سے مسلمانوں نے یکے بعد دیگرے میرے پاس آکر مجھ سے اس کے خلاف کہا ہے۔ بہر صورت یہاں کی اکثریت کو اقلیت سے خوفزدہ نہ ہونا چاہئے ہندستان کے طول و عرض میں ساڑھے چار کروڑ مسلمان پھیلے ہوئے ہیں۔ دیہات کے مسلمان غریب ہیں اور کسی کو نقصان پہونچانے والے نہیں جس طرح کہ سیوا گرام کے دیہاتی مسلمانوں کی حالت ہے۔ انہیں پاکستان سے کوئی واسطہ نہیں۔ رہے غدار مسلمان اگر کچھ ہیں تو اُن کا علاج ہر وقت قانون سے کیا جاسکتا ہے ... . بہر حال مین تو سکھوں اور ہندوؤں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کا خوف دل سے نکال دین۔ ان کے ساتھ اپنے برتاؤ میں مہربانی ظاہر کریں، ان کو واپس آکر اپنے گھروں مین آباد ہونے کی دعوت دین۔ اور ان کو دکھ سے بچانے کا وعدہ کرین۔ مجھے یقین ہے کہ اس طرح سے انہیں پاکستان کے مسلمانوں سے حتے کہ سرحد کے قبائل سے بھی اچھا جواب ملے گا۔ ہندستان کے لئے امن اور زندگی کا صرف یہی طریقہ ہے۔ ہر مسلمان کو ہندستان سے نکال

که یهه تمام (فساد) مسلم لیگ کی بد اعمالی کی وجہه سے ہوا۔ اگر اس بیان کی سچائی کو مان بھی لیا جائے تو کیا ہماری رواداری اس قدر کمزور شے ہے کہ وہ کسی بھی معمولی دباؤ سے دب سکتی ہے؟ شائستگی اور رواداری کی کچھه قیمت جب ہی ہوتی ہے جب وہ سخت سے سخت دباؤ کا مقابلہ کر سکے۔ اگر ہم ایسی رواداری نہ برت سکیں تو وہ دن ہندستان کے لئے بہت غمگین دن ہوگا۔ اپنے معترضین کے لئے (جو بہت ہیں) ہمیں اس بات کا کہنا آسان نہ کر دینا چاہئے کہ ہم آزادی کے قابل ہی نہ تھے۔

یقیناً اکثریت کا عمل بزدلانہ ہے کہ وہ اقلیت کو قتل کرے یا ملک سے باہر نکالے صرف اس خوف سے کہ اقلیت کے لوگ غداری کریں گے۔ اقلیت کے حقوق کا پوری احتیاط کے ساتھه لحاظ کرنا اکثریت کے شایان شان ہے۔ ان حقوق سے بے پروائی اکثریت کو تمسخر کا نشانہ بنا دے گی۔

(D. D. ۲۲ ستمبر ۴۷ء)

مجھے چین نہ آئے گا:--

میں جس طرح مسلمانوں کا دوست ہوں اسی طرح ہندوؤں کا بھی۔ مجھے چین نہ آئے گا جب تک کہ یونین کا ہر مسلمان جو یونین کے وفادار شہری کی طرح رہنا چاہتا ہے اپنے وطن میں واپس نہ آجائے گا اور یہاں امن و امان کے ساتھه نہ رہ سکے گا ...... میں تحریک خلافت کے

میں جمے رھیں چاھے انہیں ان کے ھندو پڑوسی کتنا ھی ستائیں، حتی کہ مار ڈ الیں ۔ اگر ان میں اتنی عقل نہیں ھے تو پھر موت سے بچنے کے لئے وہ جہاں چاھیں چلے جائیں۔ اگر وہ میرے مشورہ پر عمل کرینگے تو وہ اسلام اور ھندستان دونوں کی خدمت کرینگے ۔ وہ ھندو اور سکھہ جو ان کو ستاتے ھیں، اپنے مذھبوں کو رسوا کرتے ھیں اور ھندستان کو ناقابل تلافی نقصان پہونچاتے ھیں ۔ یہہ سمجھنا قطعی طور پر دیوانگی ھے کہ ساڑھے چار کروڑ بالکل مٹا دیئے جا سکتے ھیں یا پاکستان میں نکال دیئے جا سکتے ھیں ۔ ...... اگر حکومت میں اتنی قوت نہیں ھے یعنی اگر اھل ملك حکومت کو صحیح کام کرنے نہیں دیتے تو میں حکومت کو مشورہ دونگا کہ وہ ان لوگوں کے حق میں استعفیٰ دیدے جو تمام مسلمانوں کو قتل کر دینے اور نکال دینے کے دیوانہ وار ارادے کو پورا کرنا چاھتے ھیں ۔ یہہ مشورہ قومی خودکشی اور ھندو دھرم کو جڑ سے اکھاڑ ڈالنے کا مشورہ ھے ۔ میں نے ایك اخبار میں سنجیدگی سے یہہ تجویز پیش ھوتے دیکھی ھے اور میں حیران ھوں کہ کسی ایسے اخبار کا وجود بھی آزاد ھندستان میں رہ سکتا ھے ۔

(D. D. ۲۱ ستمبر ۴۷ء)

اکثریت کا عمل بزدلانہ

مجھہ سے نہ کہو جیسا کہ اکثر مجھہ سے کہا گیا ھے

وفاداری ضروری ھے اور آنہیں ایسے ملك کے لئے تمام دنیا سے لڑنے کے لئے تیار رھنا چاھئیے - جو لوگ پاکستان جانا چاھتے ھیں وہ جانے کے لئے آزاد ھیں مگر میں یہہ نہیں چاھتا کہ ایك مسلمان بھی ھندوؤں یا سکھوں کے خوف سے جائے، دھلی کے مسلمانوں نے مجھے ایك تحریری اعلان کے ذریعہ یقین دلایا ھے کہ یونین کے وفادار شہری ھیں میں آسی طرح آن کی بات کا یقین کروں گا جس طرح کہ میں چاھتا ھوں کہ دوسرے میری بات کا یقین کریں - اس حالت میں حکومت کا فرض ھے کہ وہ آن کی حفاظت کرے ....

(هریجن - ۲۸ ستمبر ۱۹۴۷ع)

دونوں کی هڈیاں ٹوٹ جائیں گی

وہ ایك دوسرے کے بدی کے طریقوں کی تقلید کر کے انصاف حاصل نہیں کرا سکتے - اگر دو شخص گھوڑوں پر سوار ھو کر جاتے ھیں اور آن میں سے ایك گر پڑتا ھے تو کیا دوسرا بھی آس کی تقلید کرے؟ اس کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ھوگا کہ دونوں کی هڈیاں ٹوٹ جائیں گی - فرض کیجئے کہ مسلمان یونین کے وفادار نہ بنیں، نہ وہ اپنے ھتیار حوالہ کریں تو کیا تم لوگ اسی بنا پر معصوم انسانوں، عورتوں اور بچوں کا قتل عام جاری رکھو گے یہہ کام تو حکومت کا ھے کہ وہ غداروں کو مناسب

زمانه کے اتحاد کو کبھی نہیں بھول سکا ۔ وہ اتحاد قائم نہ رہا مگر اس نے دکھادیا کہ ہندو اور مسلمانوں میں ایک پائدار دوستی ممکن ہے یہی مقصد ہے جس کے لئے میں زندہ ہوں اور میں نے محنت کی ہے .... اگر میں تنہا ایک ہی آدمی یہہ بات کہنے والا رہ جاؤں تب بھی میں مسلمانوں کو یہہ مشورہ نہیں دے سکتا کہ وہ اپنے وطن کو چھوڑ دیں ۔ اگر وہ پرامن، قانون کی تعمیل کرنے والے، ایمان دار اور وفادار شہریوں کی طرح ہندستان میں رہیں گے تو کوئی ان کا کچھہ نہیں بگاڑ سکتا ۔ میں حکومت نہیں ہوں مگر میرا کچھہ اثر ان لوگوں پر ہے جو حکومت میں ہیں ۔ یہ لوگ ایسا نہیں سمجھتے کہ ہندستان میں مسلمانوں کی جگہ نہیں یا یہہ کہ اگر مسلمان یہاں رہنا چاہتے ہیں تو انہیں ہندوؤں کا غلام بنکر رہنا پڑے گا ۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سردار پٹیل مسلمانوں کے پاکستان چلے جانے کی تائید کرتے ہیں ۔ سردار کو یہہ سنکر رنج ہوا ۔ مگر انہوں نے مجھہ سے کہا کہ ان کے پاس ایسا شبہہ کرنے کی وجوہ ہیں کہ ہندستان کے مسلمانوں کی ایک بڑی اکثریت ہندستان کی وفادار نہیں ہے ۔ ایسے لوگوں کے لئے پاکستان چلا جانا ہی بہتر ہے ۔ لیکن سردار نے اپنے اس شبہہ سے اپنے عمل کو متاثر نہیں ہونے دیا ۔ مجھے یقین ہے کہ ان مسلمانوں کے لئے جو یونین میں رہنا چاہیں سب سے زیادہ یونین کے ساتھہ

ایک وقت وہ تھا

ایک وقت وہ تھا کہ جو کچھہ میں کہتا تھا عوام آس کی پیروی کرتے تھے ۔ مگر آج میری آواز صدا بصحرا ھے ۔ جو کچھہ میں عوام سے سنتا ھوں وہ یہہ ھے کہ وہ مسلمانوں کو انڈین یونین میں نہیں ٹھہرنے دیں گے اگر آج یہہ آواز ھندستانی مسلمانوں کے خلاف آٹھتی ھے تو کل پارسیوں، عیسائیوں اور یورپین لوگوں کا بھی کیا حشر ھونے والا ھے ۔ بہت سے دوست یہہ امید کرتے ھیں کہ میں ۱۲۵ برس کی عمر تک زندہ رھوں گا لیکن ۱۲۵ برس تو کجا مجھہ میں تو اب زندہ رھنے ھی کی خواھش باقی نہیں .... اگر نفرت اور خونریزی کی فضا قائم رھی تو میں تو زندہ ھی نہیں رہ سکتا ۔

(ھریجن – ۲ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

برائی کا چکر

انتقام اور بدلہ لینے کی اسپرٹ نے ایک برائی کا چکر بنا دیا ھے اور وہ اسپرٹ روز افزوں تعداد میں لوگوں پر مصیبت لا رھی ھے ۔ آج ھندو مسلمان بیرحمی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رھے ھیں حتے کہ عورتوں، بچوں اور ضعیفوں پر بھی رحم نہیں کیا جاتا ۔ میں نے ھندستان کی آبادی کے لئے بہت

سزا دے ۔ لیکن وحشیانہ حرکات اختیار کر کے دونوں مملکتوں کے لوگوں نے ہندستان کے اس نام نیک کو دھبہ لگایا ہے جو ہندستان نے دنیا میں پیدا کیا تھا ۔ اس طرح تو یہ لوگ غلامی اور اپنے عظیم الشان مذاہب کی بربادی کا سودا کر رہے ہیں ۔ اگر وہ یہی کرنا چاہتے ہیں تو ایسا کرنے کے لئے آزاد ہیں ۔ لیکن میں تو جس نے ہندستان کی آزادی کے لئے اپنی جان کی بازی لگادی تھی اس بربادی کا تماشائی بن کر زندہ رہنا نہیں چاہتا ۔ میں تو اپنے ہر سانس کے ساتھ خدا سے دعا کرتا ہوں کہ یا تو وہ مجھے اتنی طاقت عطا کرے کہ میں ان شعلوں کو بجھا سکوں یا مجھے اس دنیا سے اٹھالے ۔

(D. D. یکم اکتوبر ۱۹۴۷ع)

میری عقل کام نہیں کرتی

ایک خبر سنی گئی ہے کہ بعض مسلمان مسافروں کو ایک چلتی ٹرین سے جو نینی سے الہ آباد آرہی تھی ۔ گرادیا گیا ۔ میری تو عقل کام نہیں کرتی کہ ایسے افعال کی کوئی معقول وجہ سمجھ سکوں ۔ ان افعال پر تو ہر ہندستانی کا سر شرمندگی سے جھک جانا چاہئے ۔

(D. D. یکم اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ع)

عقل کے جواہر

تمہیں اس برتاؤ پر آزردہ ہونے کا حق حاصل ہے جو پاکستان میں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ روا رکھا گیا ہے۔ لیکن اس کے یہہ معنی نہیں ہیں کہ ہم قرآن کے پڑھے جانے سے آزردہ ہوں۔ گیتا۔ قرآن۔ انجیل۔ گرنتھ صاحب اور زندا وستا میں تو عقل کے جواہر شامل ہیں۔

(ہریجن ۵ اکتوبر ۱۹۴۷ع)

اسلام اور ہندستان کی سیوا

میں تمہیں (مسلمانوں کو) مشورہ دیتا ہوں کہ اپنے گھروں میں جمعے رہو باوجود یکہ تمہیں ہندوپڑوسی دق کریں یا مارھی ڈالیں۔ اگر تمہیں عقل نہیں تو تم موت سے بچنے کے لئے بھاگ جاؤ، لیکن اگر تم میرے مشورے پر چلو گے تو تم اسلام اور ہندستان دونوں کی سیوا کر سکو گے۔ وہ ہندو اور سکھہ جو تمہیں ستائیں گے اپنے مذہب کو بدنام کریں گے اور ہندستان کو ناقابل تلافی نقصان پہونچائیں گے۔ **یہ سمجہنا محض دیوانگی ہے کہ 4 ½ کروڑ کو** مٹایا جا سکتا ہے یا یہاں سے نکال کر پاکستان بھیجا جا سکتا ہے۔ . . . میں نے کبھی یہہ نہیں چاہا کہ مسلم شرنارتھیوں کو پولس اور فوج کے ذریعہ سے اُن کے مکانوں میں ازسرنو آباد کرایا جائے۔

سخت محنت کی تھی اور میں خدا سے دعاء کرتا تھا کہ وہ مجھے ۱۲۵ سال تک زندہ رکھے تاکہ میں ہندستان میں رام راجیہ کا قائم ہونا دیکھ لوں - یعنی "زمین پر خدا کی سلطنت" لیکن آج تو میرے سامنے ایسا کوئی امکان نہیں - لوگوں نے قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے - تو کیا میں اس المیہ کا بے یارو مددگار تماشائی بنونگا-؟ میں نے خدا سے دعا مانگی ہے کہ یا تو وہ مجھے اتنی قوت دے کہ میں لوگوں کو اُن کی غلطی سمجھا سکوں اور اُس کی اصلاح کرا سکوں یا پھر خدا مجھے اٹھا لے... ....کیا آزادی کے معنی تہذیب اور انسانیت کا رخصت ہوجانا ہے -

(ہریجن - ۴ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

میری جان خدا کے ہاتھ میں

مجھے ایک تار ملا ہے جس میں لکھا ہے کہ اگر ہندو اور سکھوں نے (مسلمانوں کے مقابلہ میں) جوابی کارروائی نہ کی ہوتی تو شاید میں آج زندہ بھی نہ ہوتا میں اس اشارے کو لغو سمجھتا ہوں - میری جان خدا کے ہاتھ میں ہے - جس طرح ہر شخص کی ... ... تار میں یہ کہا گیا ہے کہ ۹۸ فی صد مسلمان غدار ہیں اور مناسب وقت پر پاکستان کے حق میں (ہندستان سے) غداری کریں گے میں اس بات کا یقین نہیں کرتا، دیہات کے مسلم عوام غدار نہیں ہوسکتے اور فرض کیجئے کہ وہ ہوجائیں تو وہ اسلام کو برباد کردیں گے -

(ہریجن - ۵ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

بزدلانه عمل

یقیناً یهه عمل بزدلانا هے که اکثریت صرف اس خوف سے اقلیت کو نکال دے یا قتل کرڈالے که ساری اقلیت غداری کرے گی- اقلیت کے حقوق کا پورا پورا لحاظ اکثریت کے شایان شان هے- آن حقوق سے بے پروائی اکثریت کو هدف تحقیر بنا دیتی هے- **اپنے اوپر مضبوط اعتماد اور بهادری کے ساتهه حریف پر (جو نام نهاد هو یا حقیقی) بهروسه تحفظ کا بهترین طریقه هے** - اس لئے میں حد درجه اصرار کے ساتهه اپیل کرتا هوں که دهلی کے تمام هندو اور سکهه اور مسلمان دوستانه احساس کے ساتهه گلے ملیں اور بقیه هندوستان بلکه تمام ایشیاء کے لئے ایك شاندار مثال قائم کریں-

(هریجن - ٥ اکتوبر ١٩٤٧ع)

اگر اپس مین لڑو گے

اگر اهل ملك قانون شکن بن کر آپس میں لڑیں گے تو وه یهه ثابت کردیں گے که وه آزادی کو هضم کرنے کے قابل نهیں- اگر ایك ڈومینین بهی اپنی جگه صحیح طریقئه کار اختیار کرے گی تو وه دوسری کو بهی ایسا هی کرنے پر مجبور کردیگی- آسے پوری دنیا کی تائید حاصل هوگی- **بلا شبه هم یهه گواره نه کریں گے که**

مگر میں یہہ ضرور مانتا ہوں کہ جب ہندوؤں اور سکھوں کا غصہ دھیما ہو تو وہ خود ان تارکان وطن کو عزت کے ساتھہ واپس لائیں - البتہ میں حکومت سے یہہ توقع ضرور کرتا ہوں کہ وہ تارکان وطن کے مکانوں کو اچھی حالت میں ان کے لئے محفوظ رکھے گی -

(ہریجن - ۵ اکتوبر ۱۹۴۷ع)

مجھہ سے یہہ نہ کہو

مجھہ سے یہہ نہ کہو، جیسا کہ مجھہ سے کہا گیا ہے کہ یہہ سب مسلم لیگ کی بداعمالی کا نتیجہ ہے - اگر اس بات کو صحیح بھی مان لیا جائے تو کیا ہماری رواداری اتنی کمزور اور کھوکھلی ہے کہ وہ غیر معمولی وزن سے دب جاتی ہے - شایستگی اور رواداری کی قیمت تو یہی ہے کہ وہ سخت سے سخت دباؤ کو برداشت کر سکے - اگر ایسا نہیں ہو سکتا تو وہ دن ہندوستان کے لئے افسوسناک ہوگا - ہمارے نکتہ چینوں کے لئے (جو بہت ہیں) کہیں یہہ کہنا آسان نہ ہو جائے کہ ہم آزادی کے قابل ہی نہ تھے .... کروڑوں انسانوں کے ہندوستان سے محبت کرنے والے کی حیثیت سے میرے غرور کو اس بات سے ٹھیس لگتی ہے کہ ہماری رواداری اور مشترکہ تہذیب پوری طرح اور خود اپنے عمل میں ظاہر نہیں ہوتی -

(ہریجن - ۵ اکتوبر ۱۹۴۷ع)

بہادر لوگ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ اگر مسلمان غدار ثابت ہوں تو اُن کی غداری خود اُنہیں مار ڈالے گی۔ ہر ملک میں غداری سب سے بڑا جرم ہے۔ کوئی ملک اپنے اندر غداروں کا رہنا گوارہ نہیں کرتا۔ لیکن لوگوں کو محض شبہ کی بنا پر نکال دینا بہت ہی نازیبا حرکت ہے۔

(ہریجن ۔ ۵ اکتوبر ۴۷ء)

اس سمت میں بربادی ہے

میں تو کبھی ہندو راج میں شریک نہیں ہو سکتا اور نہ سردار (سردار پٹیل) ہو سکتے ہیں جو مسلمان دوستوں کے مفاد کی تائید کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرے ہندو دھرم نے مجھے تمام مذاہب کا احترام کرنا سکھایا ہے۔ اگر پنڈت جواہرلال اور سردار اُن جیسے خیالات رکھنے والے لوگ عوام کے اعتماد سے محروم ہو گئے ہیں تو اُن کی جگہ کسی اور جماعت کو برسر اقتدار کیا جائے جس پر بھروسہ کیا جا سکے۔ لیکن میں یہہ توقع نہیں کر سکتا نہ مجھے کرنی چاہیئے کہ یہہ لوگ اپنے ضمیر کے خلاف عمل کریں گے اور یہہ سمجھیں گے کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا ہے۔ اس سمت میں بربادی ہے۔

(D. D. ۷ اکتوبر ۴۷ء)

کانگریس کی تاریخ کو از سر نو لکھیں اور یونین کو ہندو ملک بنا دیں جس میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کے لئے کوئی جگہ نہ ہو - مجھے امید ہے کہ ہم اس طرح اپنے اصولوں کی خود ہی تردید نہ کریں گے -

(ہریجن - ۵ اکتوبر ۴۷ء)

ایک مہینہ دس دن کی عمر

میرا مطلب یہہ نہیں ہے کہ انڈین یونین کی حکومت پاکستان میں ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھہ جو برتاؤ ہو رہا ہے اس کو نظر انداز کر دے - ان لوگوں کو بچانے کے لئے انتہائی کوشش کرنا اس کا فرض ہے - لیکن پاکستان کے عمل کا یہہ جواب نہیں کہ یونین کی حکومت مسلمانوں کو نکال دے اور اس طرح پاکستان کے طرز عمل کی تقلید کرے - ....ہماری آزادی ایک مہینہ اور دس دن کی عمر کا ایک بچہ ہے اگر ہم نے انتقام کی دیوانگی کو جاری رکھا تو ہم اس بچہ کو اسی عمر میں قتل کر ڈالیں گے -

(ہریجن - ۵ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

آج کیوں کمزور ہو گئے

تم بہادر لوگ ہو، تم ایک زبردست برطانوی سلطنت کا مقابلہ کر چکے ہو - آج تم کیوں کمزور ہو گئے ہو -

کے ۔ آپ کے سامنے دو چیزیں ہیں ان میں سے ایک کو منتخب کرنا ہے ۔ یا تو آپ بہت بڑی فوجی طاقت بن جائیں یا اگر آپ میرا طریقہ اختیار کریں تو آپ ایک بڑی non-violent اور ناقابل فتح طاقت بن سکتے ہیں بہر صورت پہلی شرط یہہ ہے کہ آپ اپنے دل سے خوف نکال دیں ۔ ایک دوسرے کے قریب جانے کا تنہا یہی طریقہ ہے کہ ہر فریق دوسرے کی غلطیوں کو بھول جائے اور خود اپنی غلطیوں کو magnify کرکے دیکھے ۔ میں پورے زور کے ساتھہ مسلمانوں کو بھی یہی مشورہ دیتا ہوں جو میں نے ہندوؤں اور سکھوں کو دیا ہے ۔ کل کے دشمن آج ایک دوسرے کے دوست بن سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اپنے گناہوں کا کھلے دل سے اعتراف کرلیں ۔ بلکہ جواب دینے کا مسلک دوستی پیدا کرنے میں مدد نہیں کرسکتا ۔

(D. D. ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

شعلے

اب ہم کس طرح ان شعلوں کو بجھا سکتے ہیں ؟ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اس کا طریقہ صرف ایک ہی ہے تمہیں اپنے طرز عمل کو صحیح رکھنا ہے بلا لحاظ اس امر کے کہ دوسرے کیا کرتے ہیں ۔ میں پاکستان میں سکھوں اور ہندوؤں کی معیت سے ناواقف نہیں ہوں

کس کی خطا زیادہ ہے

جو کچھ پاکستان میں ہوا اور ہو رہا ہے میں مانتا ہوں کہ وہ بہت برا ہے لیکن جو کچھ یونین میں ہو رہا ہے وہ بھی اتنا ہی برا ہے - اس تلاش سے کوئی فائدہ نہیں کہ کس نے یہہ فساد شروع کیا اور کس کی خطا زیادہ ہے - اگر یہہ دونوں اب دوست بننا چاہتے ہیں تو انہیں ماضی کو بھول جانا چاہئیے - کل کے دشمن آج کے دوست ہو سکتے ہیں اگر وہ زبان اور عمل سے جوابی کارروائی ترک کردیں -

(D. D. ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

کھلے دل سے اعتراف

حقیقی امن کس طرح قائم ہو سکتا ہے؟ آپ خوش ہو رہے ہوں کے کہ دھلی میں بظاھر پھر امن قائم ہو گیا - مگر میں اس اطمینان میں شریک نہیں ہو سکتا ھندو مسلمان ایک دوسرے سے آزردہ ہو گئے ہیں، پہلے بھی وہ کبھی کبھی لڑا کرتے تھے - لیکن وہ لڑائی ایک دو دن کی ہوا کرتی تھی - اور پھر وہ سب بھول جایا کرتے تھے - لیکن اب تو ان کے احساسات اس قدر تلخ ہو گئے ہیں کہ وہ یہہ محسوس کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک دوسرے کے پرانے دشمن ہیں - میں احساس کو کمزوری کہتا ہوں - آپ پر لازم ہے کہ آپ اس کمزوری کو ترک کریں - تب ہی آپ کوئی بڑی قوت بن سکیں

متعلق آخر ایسا اندیشہ کیوں ہو ۔ یقیناً اس مجمع میں وہ بھی اپنے کو اتنا ہی محفوظ کیوں نہ سمجھیں جتنے کہ اور سب ہیں ۔ مگر یہہ صورت حال پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم اپنی غلطیوں کو بڑھا چڑھا کر اور اپنے ہمسایوں کی غلطیوں کو کم کر کے دیکھنا نہ سیکھیں ۔

(D.D. ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

انتظار کی طویل رات

انتظار کی رات کتنی طویل معلوم ہوتی ہے !.. ... . (سوراج کا) وہ خواب بہت دور معلوم ہوتا ہے ۔ اس خواب کی تعبیر صرف تعمیری کام ہی سے حاصل ہو سکتی ہے اگر لوگوں نے تعمیری کام (جس کا پروگرام آن کے سامنے رکھا گیا تھا) کیا ہوتا ۔ تو وہ یہہ مناظر نہ دیکھتے جو آج دیکھہ رہے ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۵ اگست کو سوراج مل گیا ۔ میں تو آس کو سوا راج کے نام سے موسوم نہیں کر سکتا ۔ سوا راج میں بھائی بھائی ایک دوسرے پر حملے نہیں کر سکتے ۔ آزاد ہندستان کا تخیل تو یہہ تھا کہ وہ سب کا دوست ہوگا اور دنیا میں کوئی آس کا دشمن نہ ہوگا لیکن افسوس کہ آج خود ہندستان کی اولاد، ہندو اور سکھہ ایک طرف اور مسلمان دوسری طرف، ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہے ۔

(D.D. ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

لیکن آن کو جان کر ہی میں آن کو نظر انداز کرنا چاھتا ھوں ۔ ورنہ میں تو پاگل ھو جاؤں گا ۔ میں ھندستان کی کوئی خدمت نہ کرسکوں گا ۔ ھمیں تو یونین میں رھنے والے مسلمانوں کو اپنا جون شریک بھائی تصور کرنا ھے ۔ کہا جاتا ھے کہ دھلی میں امن ھے لیکن میرے لئے اس بیان مین کوئی سامان تسکین نہیں ۔ یہہ امن تو پولس اور فوج کی موجودگی کی وجہ سے قائم ھے ۔ مگر مسلمانوں اور ھندوؤں کے درمیان تو کوئی محبت پیدا نہیں ھوئی آن دونوں کے دل تو ایک دوسرے سے کشیدہ ھیں ۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس وقت جلسہ میں کچھہ مسلمان ھیں یا نہین اگر ھیں تو معلوم نہیں اس مجمع میں وہ اپنے کو محفوظ سمجھتے ھیں یا نہیں ۔ پرسوں پرارتھنا کے جلسہ میں شیخ عبداللہ صاحب تھے اور قدوائی صاحب کے بھائی کی بیوہ بیوی بھی تھیں جو مسوری میں بے قصور قتل کر ڈالے گئے ۔ میں تسلیم کرتا ھوں کہ آن کی موجودگی کے متعلق مین غیر مطمئن تھا ۔ اس لئے نہیں کہ میں یہہ سمجھتا تھا کہ آن کی جان خطرہ میں ھے ۔ اس کا تو مجھے اطمینان ھے کہ میری موجودگی میں آن پر کوئی حملہ نہ ھو سکتا، لیکن اس کا اطمینان مجھے نہین کہ آن کی توھین نہ کی جائے گی ۔ اگر (اس مجمع میں) آن کی کوئی توھین کی جاتی تو مجھے اپنا سر شرم سے جھکا لینا پڑتا ۔ مسلمان بھائیوں کے

ھونے والا ھے - کیا وہ سب یونین میں اس خوف کے
کے تحت رھیں گے کہ زبردستی آن کا مذھب تبدیل کرا
دیا جائے گا - پہلی صورت سے یہہ دوسری صورت
بدتر ھے میں ھندوؤں اور سکھوں کو زبردستی مسلمان
بنانے کے خلاف احتجاج کرچکا ھوں - میں تو ایسے
سکھوں اور ھندوؤں سے یہہ توقع کرتا ھوں کہ وہ اس
جبریہ تبدیل مذھب کے مقابلہ میں موت کو ترجیح دین
گے - یہی بات مسلمانوں کے لئے بھی کہی جاسکتی
ھے - ایسے لوگ میرے کام کے نہیں جو
اپنے مذھب کو اپنے کپڑوں کی طرح بدل سکتے ھوں -
آن کا وجود کسی مذھب کے لئے بھی مفید نہیں ھوسکتا
.... یونین کے تمام باشندوں کے لئے عزت کے ساتھہ
زندہ رھنے کا صرف ایک ھی طریقہ ھے اور وہ یہہ ھے
کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے بھائی بنکر رھیں -
.... میں اُس وقت تک مطمئن نہ ھوں گا جب تک کہ
ھر ھندو اور سکھہ حفاظت اور عزت کے ساتھہ اپنے وطن
کو نہ لوٹ جائے اور مسلمان بھی ایسا ھی نہ کرسکیں

(D. D. ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

ناقص انسان

ناقص انسانوں کو حق نہیں کہ دوسرے ناقص
انسانوں پر تنقید کرین - جس طرح ھندوؤں اور سکھوں

ھندو اور سکھ بھی

آج صبح پھر ایک دوست نے ایک اردو روزنامہ کی عبارت پڑھ کر مجھے سنائی اس پیرگراف میں جو مجھے سنایا گیا ایڈیٹر نے دوسری اشتعال انگیز باتوں کے علاوہ یہہ بھی لکھا تھا کہ ھندوؤں نے یہہ مصمم ارادہ کر لیا ھے کہ وہ مسلمانوں کو یوپی سے نکال دینگے - اس لئے یا تو مسلمان یہاں سے چلے جائیں یا پھر اُن کے سر کاٹ لئے جائیں گے - میں امید کرتا ھوں کہ یہہ صرف ایڈیٹر ھی کی رائے ھے - لیکن اگر عوام کے کسی قابل لحاظ حصہ کی یہہ رائے ھو تو یہہ بڑے شرم کی بات ھے - اور اس سے ھندستان کی بقا ھی کے متعلق اندیشہ پیدا ھوتا ھے - میں کل تم سے کہہ چکا ھوں کہ ایسی تباہ کن پالسی کا نتیجہ کیا ھوگا - اسکا لازمی نتیجہ یہہ ھوگا کہ آخر میں ھندو اور سکھ بھی ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں گے -

(D. D. ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

نہیں جانتے کہ کیا ھونا ھے

انڈین یونین کے مسلمان جس میں قوم پرست مسلمان بھی شامل ھیں نہیں جانتے کہ کل اُن کا کیا حشر

کے لئیے" اور هندوؤں اور غیر مسلموں کے لئیے الگ الگ ڈبے مخصوص کئیے جاتے هیں - مجھے معلوم نہیں کہ بدی کہاں تک پھیل چکی هے لیکن اتنا تو مین جانتا هوں کہ اس قسم کا امتیاز هندوؤں اور سکھوں کے لئیے شرمناك هے - میں سمجھتا هوں کہ ریلوے حکام کو یہہ انتظام صرف مسلمانوں کی جان کا تحفظ کرنے کے لئیے کرنا پڑا هے - مگر یہہ تو هر وقت ممکن هے (جتنا جلد هو سکے بہتر هے -) کہ اس طریقہ کو اس طرح بند کیا جائے کہ هندو اور سکھہ اس کا ارادہ کرلیں کہ وہ اپنے هم سفر مسلمانوں کے ساتھہ ایسا برتاؤ نہ کرین گے کہ گویا وہ انسان نہیں هیں اور ریلوے حکام کو یقین دلادین گے کہ اب اس قسم کے جرائم کا ارتکاب نہ کیا جائے گا - یہہ سب اُسی وقت هوسکتا هے جبکہ اس گناہ کا علانیہ اعتراف کیا جائے اور عقل واپس آئے - یہہ بات میں اس امر کی پروا کئیے بغیر کہتا هوں کہ پاکستان میں کیا هوا اور کیا هورها هے -

(هریجن - ١٦ نومبر سنہ ١٩٤٧ع)

یہہ هندوستان کے مسلمان

کون؟ یہہ هندستان کے مسلمان؟ اُن کی ایك بڑی اکثریت ملك عرب سے تو نہیں آئی تھی - صرف چند

کے لئے یہہ عمل بزدلانہ اور غیر مذہبی ہے کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرین اسی طرح مسلمانوں کے لئے بہی (کہ وہ ہندوؤں اور سکھوں پر حملہ کرین) اس رخ پر تو ہندو دھرم اور اسلام کے لئے تباہی ہی تباہی ہے -

(D. D. ۲۶ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

عقل کی روشنی

عوام کو جس سے عبارت اکثریتی فرقہ ہے (اور کسقدر نفرت انگیز ہے یہ اصطلاح!) قانون کو اپنے ہاتھہ میں لینے سے سختی کے ساتھہ احتراز کرنا چاہئے - اگر وہ ایسا نہ کرین گے تو وہ خود اس شاخ کو کاٹین گے جس پر وہ بیٹھے ہوئے ہیں - یہہ ایک ایسی گراوٹ ہوگی جس سے سنبھلنا ناممکن ہوگا ابہی اتنا وقت ہے کہ عقل کی روشنی ان لوگوں کے دماغوں میں پہونچ جائے --

(D. D. ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۷ ع)

شرمناک

ایک نامہ نگار نے اس امر پر توجہ دلائی ہے کہ ایک طرف تو مین نے ریلوے اسٹیشنوں پر ہندو پانی اور مسلم پانی کے الگ الگ رکھنے کی مذمت کی ہے اور دوسری طرف اب ٹرینوں میں "صرف مسلمانوں

کو یہاں نہ ٹھہرنے دیں گے تو وہ جرات کے ساتھ صاف صاف ایسا کہیں اور گورنمنٹ اعلان کر دے کہ وہ مسلمانوں کی حفاظت کا وعدہ نہیں کر سکتی - حکومت کے لئے یہ اس کے دیوالیہ پن کا اعلان ہوگا - اگر یہ مرض پھیلے گا تو اس کے معنی سکھ اور ہندو دھرم کے زوال اور بربادی کے ہوں گے - اسی طرح اگر پاکستان اپنے ملک میں کسی ہندو یا سکھ کو عزت اور اطمینان کے ساتھ نہ ٹھہرنے دیگا تو اس کے معنی ہندستان میں اسلام کی بربادی ہوگی - میں چاہتا ہوں کہ تم بزدلی چھوڑ دو - میری رائے میں بالواسطہ طریقوں سے کسی کو نکل جانے پر مجبور کر دینا بزدلی ہے - اگر مسلمان برے ہیں تو ہندوؤں اور سکھوں کی بھلائی ان کو بھلا بنا دینے گی .. .. برے آدمیوں سے بھی برتاو کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ان کی اصلاح کی جائے نہ کہ انہیں نکال دیا جائے یا قتل کر دیا جائے۔

(۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۴۷ ع .D. D)

شیطان کی اطاعت

اقلیتی فرقہ کو مار کر نکال دینا یا اس کے ساتھ بدسلوکی کرنا اہنسا کے دعوی سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتا - آزادی کے یہ معنی نہیں کہ لوگ جو طرز عمل

ہی باہر سے آئے تھے۔ لیکن کروڑوں تو ہندو ہی تھے جو مسلمان ہو گئے۔ میں ایسے تبدیل مذہب پر اعتراض نہیں کرتا جو سوچ سمجھ کر کیا گیا ہو۔

(ہریجن - ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ع)

مسلمانوں کی بری گت

جب میں یونین میں مسلمانوں کی بری گت کا تصور کرتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ کس طرح بہت سے مقامات پر ان کے لئے معمولی زندگی بھی مشکل ہو گئی ہے اور کس طرح وہ یونین سے پاکستان کی طرف مسلسل بھاگ رہے ہیں تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ کیونکر وہ لوگ جو اس صورت حال کے پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں کانگریس کے لئے قابل فخر ہو سکتے ہیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ اس نئے سال میں جو شروع ہوا ہے ہندو اور سکھ ایسا طرز عمل اختیار کریں کے تاکہ ہر مسلمان خواہ وہ بچہ ہو یا بڑا یہ محسوس کرنے لگے کہ وہ اس ملک میں اتنا ہی آزاد اور محفوظ ہے جتنا کہ کوئی بڑے سے بڑا ہندو اور سکھ۔

(ہریجن - ۲۳ نومبر سنہ ۱۹۴۷ع)

بزدلی چھوڑ دو

اگر دہلی کے ہندو اور سکھ یا دہلی میں پاکستان کے مصیبت زدہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں

اس کی عزت نفس سے محروم نہیں کر سکتی، الا یہ کہ وہ خود ہی ایسا کرے۔ جو ہانسبرگ میں جب میں ٹرانسوال کی زبردست حکومت سے لڑ رہا تھا مجھ سے ایک دوست نے کہا کہ وہ ہمیشہ اقلیتوں ہی کا ساتھ دیا کرتا ہے اس لئے کہ اقلیتیں بہت ہی کم غلطی پر ہوتی ہیں اور اگر ہوں بھی تو انہیں آسانی سے غلط بات سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ لیکن اکثریت کی اصلاح مشکل ہوتی ہے اس لئے کہ اسے قوت کا نشہ ہوتا ہے اس دوست نے ایک بہت بڑی حقیقت بیان کی تھی ....

اگر ہندوستان کے مسلمان اقلیت ہونے کی خوبی کو محسوس کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ اب وہ ابھی زندگی میں اسلام کی بہترین تعلیم کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ کیا وہ اس بات کو یاد رکھیں گے کہ اسلام کا بہترین زمانہ وہ تھا جب پیغمبر مکہ میں تھے مسیحیت کا رنگ پھیکا ہونے لگا تھا جب قسطنطین اس میں شریک ہوا۔

....میری رائے میں وہ (مسلمان) کانگریس میں شریک ہونے کے لئے تیار رہیں مگر انہیں داخلہ کی درخواست کرنے سے احتراز کرنا چاہئیے تاوقتیکہ ان کا ہاتھ پھیلا کر خیر مقدم نہ کیا جائے اور وہ کامل مساوات کی بنیاد پر کانگرس میں شریک کئے جائیں۔

اصولاً کانگریس کے اندر کوئی اقلیتی یا

چاہیں اختیار کریں ـ کیا کوئی شخص آزادی کے لئے جد و جہد اور دعا نیں کر سکتا ہے صرف اس غرض سے کہ وہ قتل کا ارتکاب کر سکے اور جھوٹ بول سکے؟ یہ تو خدا کے بجائے شیطان کی اطاعت ہوگی ـ

(D. D. ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

کانگریس اور مسلمان

یہہ ہندوؤں سکھوں اور اُن عہدہ داروں کا جو ذمہ دار ہیں اور وزراء کا فرض ہے کہ وہ اس رسوائی کو مٹائیں اور اس مقام (مقبرہ قطب الدین بختیار کاکی) کو اُس کی پہلی شان کے ساتھہ از سر نو درست کریں .... یہہ امر کہ ہندستان میں مسلمان اپنے کو اس طرح اقلیت میں پاتے ہیں کہ پاکستان کی مسلم پارٹی اُن کی کوئی خدمت نہیں کر سکتی اُن کے لئے کوئی ناموافق صورت نہ ہوتی اگر اُنھوں نے گذشتہ ۳۰ سال میں عدم تشدد کے طریقوں کو اختیار کیا ہوتا ـ بغیر اس کے بھی کہ وہ عدم تشدد کے اصول پر عقیدہ رکھتے ہوں اُن کے لئے اس بات کا سمجھنا آسان ہے کہ ایک اقلیت کو، وہ کتنی ہی کم ہو، اپنی عزت اور ہر اُس چیز کی حفاظت کے لئے جو انسان کو عزیز ہوتی ہے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ـ انسان اس طرح بنایا گیا ہے کہ اگر وہ اپنے کردگار کو اور اپنے کو (جو پیدا کرنے والے کی تصویر ہے) سمجھہ لے تو دنیا کی کوئی طاقت اُس کو

ھے اور اس لئے کانگریس کا دشمن ھے بد قسمتی سے لیگ نے ایسی ھی تعلیم دی۔ مگر اب تو اس دشمنی کا کوئی سبب باقی نہیں - لیکن چار ماہ کا عرصہ فرقہ واری زھر کے اثر سے نجات پانے کے لئے بہت ھی مختصر ھے اس بد نصیب ملک کی بد نصیبی یہہ ھے کہ ھندوؤں اور سکھوں نے اس زھر کو میٹھا شربت سمجھا اور اس لئے وہ ھندستان کے مسلمانوں کے دشمن ھو گئے اور انھوں نے انتقامی کارروائی کر کے اپنے کو رسوا کیا اور اسطرح پاکستان کے مسلمانوں کی تقلید کی - لہذا میں مسلم اقلیت پر زور دوں گا کہ وہ اس زھریلی فضا سے بالا تر ھو جائے اور اس احمقانہ تعصب کو پیدا نہ کرے اور اپنے طرز عمل سے ثابت کر دے کہ یونین میں زندگی بسر کرنے کا باعزت طریقہ صرف یہی ھے کہ وہ بغیر مذھبی محفوظات کے اس کے پورے شہری بنیں - اسی لئے لیگ بھی اب سیاسی ادارہ کی صورت میں نہیں رہ سکتی - جس طرح کہ ھندو مہا سبھا یا پارسی سبھا اب سیاسی اداروں کی صورت میں نہیں رہ سکتیں -

---

.... کانگریس ایک خود غرض جتھا بن جائے گی اگر وہ صرف ان ھی لوگوں کا لحاظ کرے گی جو اس کے اندر شامل ھیں - میں نے یونین میں مسلمانوں کو محفوظ کرنے کے لئے اپنی جان کی بازی لگادی ھے - میں

اکثر یتی فرقہ نہیں ہے اس کا کوئی مذہب نہیں سوائے مذہب انسانیت کے

کانگریس کی نظر میں ہر مرد یا عورت دوسرے مرد یا عورت کے مساوی ہے ۔ کانگریس خالصتاً ایک غیر مذہبی سیاسی اور قومی تنظیم ہے جس میں ہندو، مسلمان، سکھ اور عیسائی، پارسی یہودی سب برابر ہیں ۔ صرف اس لئے کہ کانگریس ہمیشہ اپنے ادعا کے مطابق کام نہیں کرسکی ہے ۔ بہت سے مسلمانوں نے اس کو اعلے ذات کے ہندوؤں کا ایک ادارہ سمجھا ۔ بہرحال مسلمانوں کو اس وقت تک ایک باوقار علاحدگی قائم رکھنی چاہئے جب تک کہ موجودہ کشا کش باقی ہے ۔ وہ کانگریس میں جائیں جب آپ سے ان کی خدمات کی ضرورت ہو ۔ مگر فی الوقت وہ اس طرح کانگریس کے حامی رہیں جس طرح کہ میں ہوں ۔ یہہ امر کہ چار آنہ کا ممبر ہوئے بغیر بھی کانگریس میں میرا اثر ہے اس بات کا نتیجہ ہے کہ میں نے سنہ ۱۹۱۰ ع سے جب میں جنوبی افریقہ سے واپس آیا اس وقت تک صداقت کے ساتھہ کانگریس کی خدمت کی ہے ۔ آج سے ہر مسلمان بھی ایسا ہی کرسکتا ہے اور وہ دیکھے گا کہ اس کی خدمات کی بھی اتنی ہی قدر ہوگی جتنی کہ میری خدمات کی ہوئی ۔ آج ہر مسلمان کے متعلق یہہ فرض کرلیا جاتا ہے کہ وہ لیگی

اقلیتی فرقہ کو مار کر نکال دینا یا اُس کے ساتھہ برا برتاؤ کرنا اھمسا کے اصولوں کے مطابق نہین ھو سکتا۔ آزادی کے یہہ معنی نہیں ھیں کہ لوگ جو چاھیں وہ کرین۔ کیا کوئی شخص آزادی کے لیئے جدو جہد کر سکتا ھے اور دعائیں مانگ سکتا ھے صرف اس غرض سے کہ وہ قتل کر سکے اور جھوٹ بول سکے۔ یہہ تو خدا کے بجائے شیطان کی اطاعت کرنا ھوگا۔

(ھریجن - ۴ جنوری سنہ ۱۹۴۸ع)

اپنی جگہ پر جمے رھو

اُنھوں نے (مسلمانوں نے) سوال کیا کہ آخر وہ کب تک اس چھیڑ چھاڑ کو گوارہ کرتے رھیں؟ اگر کانگریس اُن کی حفاظت نہیں کر سکتی تو وہ صاف کہدے تاکہ مسلمان چلے جائیں اور ھر روز کی ذلتوں اور ممکنہ حملوں سے بچ جائیں۔ یہہ دوست دھلی کے مسلمانوں کی جانب سے باتیں کر رھے تھے۔ (مین نے) اُنھیں مشورہ دیا کہ وہ اپنی جگہ پر جمے رھیں۔ میں چاھتا ھوں کہ تمام قوم پرست مذھب کو سیاست میں خلط ملط نہ کرین۔ تمام دنیوی معاملات میں وہ اول و آخر ھندوستانی ھیں۔ مذھب تو ھر شخص کا ذاتی معاملہ ھے زمانہ برا ھے۔ پاکستان مین مسلمان پاگل ھو گئے ھیں اور اُنھوں نے اکثر

اپنے اس عہد سے رو گردان نہیں ہو سکتا اس لئے کہ میں یہہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ برے کا بدلہ اچھا دینا چاہئے ۔

(ہریجن ۔ ۴ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

کون سی جگہ محفوظ ہے

آج کالج (طبیہ کالج) میں کوئی طالب علم نہیں ۔ وہ قرول باغ میں واقع ہے اور مسلمان اس محلے میں قدم نہیں رکھہ سکتے سوائے اس کے کہ اپنی جان خطرہ میں ڈالیں اب تو یہہ ایک مشکل سوال ہو گیا ہے کہ آج کون سی جگہ مسلمانوں کے لئے محفوظ ہے ۔ چند ہندو دوست مجھہ سے ملنے آئے تھے، وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کالج کا کیا حشر ہوگا ۔ میرے لئے یہہ اس رنج اور شرم کا باعث ہے کہ کالج اس حالت میں ہو ۔ میں سکھوں اور ہندوؤں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ خود اپنی بربادی کا سامان نہ کریں ۔ جو کوئی دوسروں کی بربادی کا سامان کرتا ہے وہ خود اپنی بربادی کا سامان کرتا ہے یہی زندگی کا قانون ہے میں اُن سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے کو اور اپنے مذہب کو برباد نہ کریں ۔

(ہریجن ۴ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

شیطان کی اطاعت

خیالات الفاظ اور اعمال میں یکسانیت ہونی چاہئے

بھائیوں سے آنکھہ میں آنکھہ ڈال کر مل سکیں - میرے برت کے متعلق تو مسلمان دوستوں کو بھی اتنا ھی کام کرنا تھے جتنا کہ ھندوؤں اور سکھوں کو -

(D. D. ۱۲ جنوری سنہ ۴۸ع)

میں نے خواب دیکھا تھا

پہلے اس سے کہ میں اپنی جوانی میں سیاست کے متعلق کچھہ بھی جانتا میں نے فرقوں کے درمیان دلوں کے اتحاد کا خواب دیکھا تھا - اب زندگی کے آخری زمانہ میں بچوں کی طرح خوشی سے کودوں گا اگر میں محسوس کروں کہ مجھے اپنے خواب کی تعبیر اپنی زندگی ھی میں مل گئی تب زندگی کے فطرتی طول یعنی ۱۲۵ سال زندہ رھنے کی خواھش از سر نو پیدا ھو جائے گی - اور کون ھے جو کہ ایسے خواب کی تعبیر کے لئے اپنی پوری زندگی قربان کرنے پر آمادہ نہ ھوجائے - اس وقت ھمیں سچا سوراج حاصل ھو گا -

(D. D. ۱۴ جنوری سنہ ۴۸ع)

مجھے دھوکا دیا جائے گا اگر -

جتنے عرصہ بھی انتظار کرنا ضروری ھو میں صبر کے ساتھہ انتظار کر سکتا ھوں لیکن مجھے دکھہ دیا جائے گا

ہندوؤں اور سکھوں کو مار کر بھگا دیا ھے ۔ اگر یونین میں بھی ہندو یہی کریں تو وہ اپنی تباھی کا سامان کریں گے ۔ دوسروں کو دبانے کی کوشش کرنا ھمیشہ خود کشی کے مرادف ہوتا ھے ۔ تمام سمجھہ دار آدمیوں کو اس رجحان کے خلاف کام کرنا چاھئے ۔

(D. D. ۱۱ جنوری سنہ ۴۸ع)

اندکھہ میں اندکھہ ڈال کر

مجھے یقین ھے کہ اگر ہندو اور سکھہ اس بات پر اصرار کریں گے کہ مسلمانوں کو دہلی سے نکال دیا جائے تو وہ ہندستان کے ساتھہ اور اپنے مذھبوں کے ساتھہ غداری کریں گے ۔ اور اس سے مجھے دکھہ ہوتا ھے ۔ بعض لوگ مجھے طعنے دیتے ھیں کہ مجھے صرف مسلمانوں سے ہمدردی ھے اور میں نے ان ھی کی خاطر یہہ برت رکھا ھے ۔ وہ صحیح کہتے ھیں ۔ میں نے اپنی تمام عمر اقلیتوں اور ضرورتمندوں کا ساتھہ دیا ھے جس طرح کہ ھر شخص کو دینا چاھئے ۔ پاکستان کے قائم ہونے کا یہہ نتیجہ ہوا ھے کہ یونین کے مسلمان عزت نفس اور خود اعتمادی سے محروم ہو گئے ھیں ۔ مجھے اس خیال سے بھی تکلیف ہوتی ھے ۔ اور اس سے ھر ایسی مملکت کمزور ہو جاتی ھے جس کے اندر ایسے لوگ رھیں جو خود اعتمادی سے محروم ہو چکے ہوں ۔ میرا برت مسلمانوں کے خلاف بھی اس معنی میں ھے (میں چاھتا ہوں کہ وہ) ہندو اور سکھہ

موت ایک دوست ھے

کسی کو میری فکر نہ کرنی چاھئے ۔ فکر تو صرف اس بات کی کرنی چاھئے کہ تم بہترین طریقہ سے اپنی اصلاح کرو اور ملک کی بھلائی کے لئے کام کرو ۔ ایک دن تو سب ہی کو مرنا ھے ۔ کوئی شخص بھی موت سے بچ نہیں سکتا تو پھر اس سے ڈرنے کی کیا ضرورت ھے ۔ درحقیقت موت تو ایک دوست ھے جو تکلیفوں سے نجات دلاتی ھے ۔

(D. D. ۱۵ جنوری سنہ ۴۸ع)

مسلمان شکنجہ میں

مسلمانوں کو شکنجہ میں دبا کر نکالنے کا جو طریقہ جاری ھے وہ غیر شریفانہ اور بے ایمانی کا طریقہ ھے ۔ ڈرے ہوئے مسلمانوں کو اور بھی زیادہ ڈرا کر بھگانا اور پھر ان کے مکانوں پر قبضہ کر لینا کسی کے لئے بھی فائدہ مند نہیں ہو سکتا ۔ آج میں نے سنا ھے کہ حکام شرنارتھیوں کو کسی دوسری جگہ مکانات دینے چاہتے تھے مگر انھوں نے مسلمانوں ھی کے مکانات پر قبضہ کرنے پر اصرار کیا ۔ یہ اس بات کی صاف علامت ھے کہ یہ ضروری نہیں کہ طریقہ کار کیا ہو بلکہ خواہش تو یہ ھے کہ کسی نہ کسی طرح دلی کو مسلمانوں سے صاف کر دیا جائے ۔ اگر عام طور پر خواہش یہی ھے تو زیادہ بہتر تو یہ ہوگا کہ ان سے صاف کہدیا جائے ۔ کہ وہ چلے جائیں بجائے ۔

اگر مجھے یہہ معلوم ہو کہ لوگوں نے صرف میری جان بچانے کے لئے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے (اس کا وعدہ کیا ہے) میرا ادعا یہہ ہے کہ خدا کے اشارے سے یہہ برت شروع ہوا تھا اور اسی وقت ختم ہوگا جب وہ چاہے گا اگر وہ چاہے گا۔ انسانی طاقت نے نہ کبھی خدا کی مرضی کا مقابلہ کیا ہے اور نہ کر سکتی ہے۔

(D. D. ۱۴ جنوری سنہ ۴۸ع)

دلوں کے تخت پر شیطان

میں اس سے کم شرط پر اپنا برت ختم نہیں کر سکتا کہ تم سب اپنے دلوں کے تخت سے شیطان کو اتار دو اور اس پر خدا کو بٹھاؤ۔

(D. D. ۱۳ جنوری سنہ ۴۸ع)

اپنے آخری سانس تک

میں تو اپنے آخری سانس تک یہی کہتا رہوں گا کہ ہندوؤں اور سکھوں کو اتنا بہادر بننا چاہئے کہ پاکستان میں کچھہ ہی ہو جائے لیکن وہ اپنی ایک انگلی بھی یونین میں کسی مسلمان کے خلاف نہ اٹھائیں۔ وہ کبھی بزدلانہ افعال کے مرتکب نہ ہوں خواہ وجہ اشتعال کچھہ ہی ہو۔

(D. D. ۱۳ جنوری سنہ ۴۸ع)

(البتہ خدا کا نام لیکر یہہ سب کچھہ کیا گیا ھے) میں حق کا نام لیکر اپنا برت ختم کرتا ھوں ـ میرے ھموطنوں کا درد و کرب میرے لئیے نا قابل برداشت تھا ـ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد سو سے زیادہ اشخاص کو لیکر آئے جو ھندوؤں، مسلمانوں، سکھوں اور ھندو مہاسبھا اور راشٹریہ سیوك سنگھہ اور سرحد و سندھ و پنجاب کے شرنارتھیوں کے نمایندے تھے اس بہت زیادہ نمایندہ جماعت میں پاکستان کے ھائی کمشنر زاھد حسین صاحب بھی تھے اور ڈپٹی کمشنر بھی اور جنرل شاھنواز خان بھی جو آزاد ھند فوج کے نمائندے تھے ـ پنڈت نہرو بھی (ایك بت کی طرح خاموش) بیٹھے ھوئے تھے اور مولانا صاحب بھی موجود تھے ـ ڈاکٹر رجندرا پرشاد نے ھندستانی زبان میں لکھی ھوئی ایك تقریر پڑھی جن پر ان نمایندوں کے دستخط تھے اور جس مین مجھہ سے خواھش کی گئی تھی کہ اب میں آن کے احساسات پر زیادہ زور نہ ڈالوں اور برت ختم کرکے آن کے دکھہ کو ختم کردوں ـ میں ان تمام دوستوں کے مشورے کو مسترد نہ کرسکا اور میں آن کے اس وعدے کو نا قابل اعتماد نہ سمجھہ سکا کہ آیندہ ھندوؤں، مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں، پارسیوں اور یہود یوں کے درمیان ایسی دوستی ھوگی جو کبھی نہ ٹوٹ سکے گی ـ اس دوستی کا توڑنا ساری قوم کی شکست ھوگی ...... اس وعدے کی روح یونین

اس کے کہ بالواسطہ تدبیروں سے کام نکالا جائے۔ (ایسے لوگوں کو جو یہہ چاہتے ہیں) یہہ سمجھہ لینا چاہئے کہ یونین کے دارالسلطنت میں یہہ صورت پیدا کرنے کے نتائج کیا ہوں گے۔

(D. D. ٦ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

زندہ رہنے کی تمنا

مجھے زندہ رہنے کی کوئی تمنا نہیں ہے۔ الا اس حالت میں کہ دونوں مملکتوں میں امن کا دور دورہ ہو۔

(D. D. ۱٦ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

حق کا عام فہم نام خدا

میں نے یہہ برت حق کے نام پر شروع کیا۔ **حق کا عام فہم نام خدا ہے۔** زندہ حق میں شامل ہوئے بغیر خدا کا وجود کچھہ بھی نہیں۔ خدا کا نام لے کر ہم نے دروغ گوئی کی ہے۔ ہم قتل عام کے مرتکب ہوئے ہیں۔ بغیر یہہ دیکھے کہ لوگ قصوروار ہیں یا بے قصور۔ ہم نے اس طرح مردوں، عورتوں اور شیر خوار بچوں کو قتل کیا ہے۔ ہم نے عورتوں کا اغوا کیا ہے، ہم نے زبردستی مذہب بدلوایا ہے اور یہہ سب ہم نے بے شرمی کے ساتھہ کیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ کسی شخص نے یہہ عمل حق کا نام لیکر کیا ہو۔

کچھہ وہ پڑھیں اُس کے معنی سمجھنے چاھئیں - اور تمام مذاھب کا یکساں احترام کرنا چاھئے - یہی میرا ساری عمر کا اصول ھے اور یہی میرا عمل رھا ھے -

(D. D. ۱۸ جنوری سنہ ۴۸ع)

مجھے زندہ رکھنے کی شرط

مجھے اپنے درمیان زندہ رکھنے کی شرط صرف یہی ھے کہ ھندوستان کے تمام فرقے آپس میں پرامن رھیں - اور یہہ بھی اسلحہ کی قوت سے نہیں بلکہ محبت کی قوت سے جس سے بہتر دلوں کو جوڑنے والا کوئی مسالہ دنیا میں نہیں ھے -

(D. D. ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۴۸ع)

وحشیانہ افعال

مسلمانوں سے دشمنی ایسی ھے جیسے ھندوستان سے دشمنی - میں کم از کم جس بات کی توقع تم سے کرتا ھوں وہ یہہ ھے کہ تم قانون کو اپنے ھاتھہ میں لے کر وحشیانہ افعال کا ارتکاب نہ کروگے - ایسا ھوگا تو اس کے معنی یہہ ھوں گے کہ سماج ختم ھو جائے ... ... تم اور تمہارے اخبار کھلے الفاظ میں اُن امریکیوں کو وحشی قرار دیتے ھیں جو حبشیوں کو Lynch کرتے ھیں لیکن اگر تم بھی ایسے کام کرو تو کیا وہ کچھہ کم وحشیانہ ھوں گے -

(D. D. ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۴۸ع)

کے هندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان مخلصانہ دوستی هو گی ۔ ایسی هی دوستی پاکستان میں بھی هو گی اگر اول الذکر یقینی هوجائے تو آخر الذکر بھی اتنی هی یقینی هوجائے گی ۔ جس طرح رات کے بعد صبح هوتی هے ۔ لیکن اگر یونین میں اندھیرا هوگا تو پاکستان میں بھی روشنی کی توقع کرنا حماقت هے ۔

(۱۸ جنوری سنه ۱۹۴۸ ع)

رخ شیطان کی طرف

آنهیں خوف دل سے نکال دینا چاهئے حتی که هر مسلمان بچه اپنے کو هندوؤں کے اور سکھوں کے درمیان محفوظ سمجھنے لگے ۔ اس وقت تك تو همارا رخ شیطان کی طرف تھا ۔ اب مجھے امید هے که یهه خدا کی طرف هوگا ۔ اگر تم ایسا کرسکے تو یونین عالمگیر امن کی طرف رهنمائی کرے گی ۔ میں تو کسی دوسرے مقصد کے لئے زندہ رهنا نهیں چاهتا ۔ محض لفاظی سے کچھه فائدہ نهیں تمهیں چاهئے که خدا کو اپنے دل میں جگه دو ... ... هندوؤں کو همیشه کے لئے فیصله کر لینا چاهئے که وہ جھگڑا نهیں کریں گے ۔ میں هندوؤں اور سکھوں کو مشورہ دوں گا که وہ قرآن پڑھیں جس طرح وہ گیتا اور گرنتھه صاحب پڑھتے هیں مسلمانوں سے میں کهوں گا که وہ گیتا اور گرنتھه صاحب اسی احترام کے ساتھه پڑھیں جس طرح وہ قرآن پڑھتے هیں ۔ انهیں جو

کا یہہ طریقہ جاری رکھو اور اپنے دلون کو ایک خداے حی و قیوم اور حق کا معبد بنالو۔

(D. D. ۲۱ جنوری ۴۸ء)

وعدہ پر قائم رہو

غدار او ہر قوم میں پاے جا سکتے ہیں نہ کہ صرف مسلمانون میں۔ تم نے مسلمانون کے ساتھہ بھائی بن کر رہنے کا وعدہ کیا ہے اور میں چاہتا ہون کہ تم اُس وعدہ پر قایم رہو۔ تمام لیگی بھی برے نہ تھے۔ تمہیں چاہئے کہ تم اُن لوگون کے خلاف رپورٹ کرو جو قابل اعتراض کارروائیان کرتے ہون اور حکومت کو جس قدر سختی کے ساتھہ وہ چاہے اُن کا انسداد کرنے دو۔ مگر تمہیں کسی حالت میں بھی قانون کو اپنے ہاتھہ میں لینا نہ چاہئے۔ یہہ طرزعمل تو وحشیانہ ہوگا۔

(D. D. ۲۳ جنوری سنہ ۴۸ء)

تم سب پولس بن جاو

گرشتہ زمانہ میں تو ہندو مسلمان دونون آیا کرتے تھے اور عرس میں (مہرولی کے) شریک ہوا کرتے تھے اگر اب بھی ہندو وہان امن اور عقیدت کی اسپرٹ کے ساتھہ جائیں تو یہہ بڑی بات ہوگی مجھے امید ہے کہ ایسے مسلمانون کو جو اس عرس میں شریک ہونا چاہیں اُن کی توہین اور تعرض سے حفاظت کا اطمینان دلایا

میرے دل میں بغض نہ ہو

میں تو صیف کا مستحق تو اُس وقت ہو سکتا ہوں جب میں کسی ایسے بم کی مار سے زخمی ہو کر گر جاؤں اور پھر بھی میں اپنے چہرہ پر مسکراہٹ قایم رکھوں اور میرے دل میں بم پھینکنے والے کے خلاف بغض نہ ہو ......

(۲۱ جنوری سنہ ع)

یہہ کام غلط تھا

میں نے سنا ہے کہ اس نو جوان نے (جس نے بم پھینکا) بغیر اجازت کے ایك مسجد پر قبضہ کر لیا تھا چونکہ اُسے کوئی دوسری جگہ اپنے لئے نہ مل سکی تھی اور اب جب کہ پولس تمام مسجدوں کو خالی کرا رہی تھی تو اُسے یہہ بات ناگوار گذری - یہہ کام غلط تھا اور یہہ بات اور بھی غلط تھی کہ اُس نے حکام کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ جو اُس سے کہتے تھے کہ وہ مسجد کو خالی کر دے- جو لوگ اس نوجوان کے پس پشت ہیں اُن سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایسے کاموں سے احتراز کریں - ہندو دھرم کی حفاظت کا یہہ طریقہ نہیں ہے - ہندو دھرم کو صرف میرے ہی طریقہ سے محفوظ کیا جا سکتا ہے -

(۲۱ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

دلوں کو حق کا معبد بنا لو

مجھے خوشی ہے کہ اب مسلمان آزادی کے ساتھہ دھلی میں چل پھر رہے ہیں - میں چاھتا ہوں کہ تم تزکیہ نفس

کیا هم اس قدر گر گئے هیں

محض بے اصل افواهوں کی وجہ سے عرس (مہرولی) میں مسلمان شرکاء کی تعداد گزشتہ سالوں سے کم تھی یہہ شرم کی بات ھے کہ انسان انسان سے خوفزدہ ہو جائے یہہ دیکھہ کر دکھہ ہوا کہ سنگ مرمر کے قیمتی کٹھیرہ کو نقصان پہونچا - اس کا یہہ کوئی جواب نہیں کہ پاکستان میں بھی اسی طرح کے بلکہ اس سے بدتر واقعات پیش آئے ھیں - کیا ہم اس قدر گر گئے ھیں کہ اب ایسے Vandalism کے کام کرنے لگے ھیں - یہہ مان بھی لیا جائے کہ ایسے حادثات زیادہ تعداد میں پاکستان میں پیش آچکے ھیں تو بداعمالی میں پاکستان سے موازنہ کرنا زیبا نہیں -

(D.D. ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

اقتدار کی ناز یبا کشمکش .

یہہ نہیں ہوسکتا کہ انڈین نیشنل کانگریس کو جس نے اپنے عدم تشدد کے طریقہ سے بہت سی لڑائیاں لڑکر آزادی حاصل کی ہے مرجانے دیا جائے - ہاں اگر قوم ہی مرجائے تو وہ بھی مرجائے گی - ایک زندہ Organism ھمیشہ نشو و نما پاتا رھتا ھے ایسا نہ ہو تو مرجاتا ھے - کانگریس نے سیاسی آزادی جیت لی ھے، لیکن ابھی تو اسے معاشی آزادی، سماجی

جائے گا اور اس کام میں پولیس کی کم سے کم مدد حاصل کی جائے گی بلکہ میں تو یہہ چاھتا ھوں کہ تم سب اس کام کے لئے پولیس بن جاؤ - ساری دنیا کی نظریں تمھاری طرف لگی ھوئی ھیں -

پرارتھنا کی تقریر (۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

مسلم اقلیت کے لئے

میرا برت جیسا کہ میں صاف الفاظ میں کہہ چکا ھوں یونین کی مسلم اقلیت کے لئے ھے اور اس لئے وہ لازماً یونین کے ھندوؤں اور سکھوں اور پاکستان کے مسلمانوں کے خلاف ھے - وہ پاکستان کی اقلیتوں کے لئے بھی ھے جس طرح کہ یونین کے مسلمانوں کی اقلیت کے لئے -

(ھریجن - ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

خوف سے پاک

Appeasement ایک ایسا لفظ بن گیا ھے جو مکروہ معلوم ھوتا ھے کسی حالت میں عزت نفس کی قیمت پر کوئی Appeasement نہیں ھو سکتا - حقیقی Appeasement یہہ ھے کہ تمام خوف سے اپنے کو پاک کرلیا جائے اور حق بات کی جائے خواہ ایسا کرنے کی قیمت کچھہ ھی ھو -

(ھریجن - ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)

اقتدار کا نشہ

میں ہندوستان کے سب مسلمانوں کو تو بے گناہ نہیں سمجھتا جو بات ظاہر ہے وہ تو یہہ ہے کہ پاکستان قائم ہونے کے بعد ہندستان کے مسلمان بہت ہی مشکل صورت حال میں مبتلا ہو گئے۔ اور اب یہہ کام اکثریتی فرقہ کا ہے کہ آن کے ساتھہ پورا پورا انصاف کرے۔ اس کے معنی تو ہندو دھرم اور اکثریتی فرقہ کی بربادی ہوگی اگر اکثریتی فرقہ اقتدار کے نشہ کی حالت میں یہہ سمجھہ لے کہ وہ اقلیت کو کچل سکتا ہے اور ایك خالص ہندو راج قائم کر سکتا ہے۔ میں اس موقع کو خاص طور پر اس کام کے لئیے مبارك سمجھتا ہوں کہ خود اپنے دل کو پاك کرنے کی سخت کوشش کر کے ہم دونوں فرقوں کے دلوں سے میل اور گندگی کو نکال دیں۔

(ہریجن۔ یکم فروری سنہ ۱۹۴۸ ع)

میرے عہد کی روح

میں نے یہہ برت حق کے نام پر شروع کیا تھا جس کا عام وہم نام خدا ہے۔ زندہ حق کے بغیر خدا کہیں بھی نہیں۔ خدا کا نام لیکر ہم نے دروغ گوئی اور خونریزی اختیار کی۔ بغیر یہہ سوچے کہ جن لوگوں کو ہم قتل کر رہے ہیں وہ بے قصور ہیں یا گناہ گار اور۔ بغیر اس کا لحاظ کئے کہ وہ مرد ہیں۔ عورتیں ہیں یا شیر خوار بچے

آزادی اور اخلاقی آزادی جیسی ہے۔ ان آزادیوں کا حاصل کرنا سیاسی آزادی کے حاصل کرنے سے زیادہ مشکل ہے چاہے اس کا سبب صرف یہہ ہو کہ یہہ کام تعمیری ہے اور اس میں زیادہ جوش وخروش اور نمود و نمائش کی گنجائش نہیں۔ ہمہ گیر تعمیری کام کڑوروں انسانوں کی تمام اکائیوں کی قوت کو بیدار کرتا ہے۔

کانگریس نے اپنی آزادی کا ابتدائی اور ضروری جزو تو حاصل کر لیا ہے لیکن سب سے سخت جزو اب آگے آئے گا۔ جمہوریت کی طرف پہاڑ کی چڑھائی دشوار ہوا کرتی ہے۔ اس راستہ میں ایسے مقامات بھی ملتے ہیں جہاں خرابیاں ملتی ہیں اور ایسے ادارے پیدا ہو جاتے ہیں جو محض برائے نام عوامی اور جمہوری ہوتے ہیں۔ اس خس و خاشاک اور الجھاؤ سے کس طرح آگے بڑھ کر نکل جانا ممکن ہوگا؟

.... کل تک تو کانگریس نادانستہ قوم کی خادم اور خدائی خدمت گار تھی مگر اب اسے اعلان کر دینا چاہئے کہ وہ صرف خدائی خدمت گار ہے اور اس سے زیادہ یا اس سے کم کچھہ نہیں۔ اگر وہ حصول اقتدار کی نازیبا کشمکش میں مصروف ہوتی ہے تو ایک دن صبح کو اسے معلوم ہوگا کہ اس کا کوئی وجود باقی نہیں!...... ....

(هریجن - یکم فروری سنہ ۱۹۴۸ ع)

میں) شریک ہونے پر آمادہ کیئے جائیں - نہ صرف یہہ کہ مسلمانوں کا بائیکاٹ نہ ہو بلکہ انہیں ترغیب دی جائے کہ وہ اپنا قدیم کاروبار اختیار کریں - یہہ ایک ذلیل اور حریصانہ حرکت ہے کہ ہندو اور سکھہ مسلمانوں سے اُن کی وجہ معاش چھین لینا چاہیں - اول تو کسی قسم کی اجارہ داری نہ ہونی چاہیئے اور دویم یہہ کہ کسی کو اُس کی معاش سے محروم کرنے کی کوشش نہ کی جائے - ہمارے اس بڑے ملک میں ہر ایک کے لیئے کافی گنجائش موجود ہے -

(ہریجن - جنوری ۴۸ع)

مسلمانوں سے دشمنی

مسلمانوں سے دشمنی کرنا ہندستان سے دشمنی کرنا ہے -

(ہریجن - یکم فروری ۱۹۴۸ع)

دلوں کو پاک کرلیں

میں تم سے یہہ عہد لینا چاہتا ہوں کہ تم کبھی پھر شیطان کی آواز پر لبیک نہ کہو گے اور اخوت اور امن کی راہ کو ترک نہ کروگے - ذاتی طور پر تو مجھے کبھی معلوم ہی نہ ہوا کہ فرقہ پرستی کیا بلا ہے - میں تو ابتدائی طفولیت کے زمانہ سے ہمیشہ یہی خواب دیکھتا رہا کہ اس وسیع خطہ زمین کے تمام فرقوں کو طبقوں کو جو ہمارا ہے متحد کردوں - اور

هم اغوا اور جبریہ تبدیل مذہب کے مرتکب ہوئے اور یہہ سب ہم نے بے شرمی کے ساتھہ کیا - مجھے نہیں معلوم اگر کسی شخص نے حق کی خاطر ایسا کیا ہو - ہم اب حق ہی کے نام پر اپنا برت ختم کرتے ہیں - ... .
عہد کی تکمیل لفظوں کی حدود کی باہر اُس کی روح میں مضمر ہے جس کو الفاظ فنا بھی کرسکتے ہیں - **میرے عہد کی روح یونین کے ہندو مسلمانوں سکھوں کے درمیان مخلصانہ دوستی ہے اور** ایسی ہی دوستی پاکستان میں بھی - اگر پہلی شرط (یونین کے مطابق) پوری ہوجائے تو دوسری کا بھی (پاکستان کے مطابق) پورا ہونا اتنا ہی یقینی ہے جتنا کہ رات کے بعد دن کا نکلنا - اگر یونین میں تاریکی ہے تو پاکستان میں روشنی کی توقع کرنا حماقت ہے - لیکن اگر یونین میں رات کی تاریکی دور کردی جائے تو پاکستان میں بھی اس کے خلاف کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکتی - اور ایسا ہونے کی علامتیں بھی مفقود نہیں .... دہلی کے شہریوں اور شرنارتھیوں کے لئے کام بہت بھاری درپیش ہے انہیں جسقدر زیادہ ممکن ہو آپس میں ملنے جلنے کے مواقع پیدا کرنے چاہیئں ... . ہندو اور سکھہ عورتیں مسلمان بہنوں کے پاس جائیں اور اُن سے دوستی پیدا کریں - وہ اُن کو خاص خاص رسمی مواقع پر مدعو کریں - مسلم لڑکے اور لڑکیاں مشترک مدارس میں (نہ کہ فرقہ داری مدارس

جب تک اس خواب کی تعبیر نہ مل جائے گی میری روح
کو چین نصیب نہ ہوگا .... جب میں نے اپنا
برت ختم کیا تو میں نے کہا تھا کہ اگر اہل دہلی صرف
اتنا ہی کریں کہ اپنے دلوں کو پوری طرح پاک کر لیں
تو دہلی تمام ہندوستان کے مسئلہ کو حل کر سکتی ہے -
لیکن اگر بجائے اس کے وہ صرف ایسی باتیں کریں
جن کے کرنے کی نیت درحقیقت نہ ہو کہ مجھ جیسے بوڑھے
آدمی کی عمر دراز ہو تو وہ اس گمان سے دھوکہ کھا کر
کہ وہ میری جان بچا رہے ہیں دراصل میری موت کا
سامان کریں گے -

(پرارتھنا - ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۴۸ ع)
(ہریجن - ۱۵ فروری سنہ ۱۹۴۸ ع)